قرآن مجید کے تراجم، احادیث رسول ﷺ اور مستند کتب میں غلط تاویل کرنے والا، اصحاب رسول
اور علماء امت پر طعن کرنے والا اور ان کا مذاق اڑانے والا دورِ حاضر کا فتنہ
اسلام کی عدالت
میں
مرزا محمد علی جہلمی
از قلم:
مولانا محمد سعید طفیل رضوی
تحریک تحفظ اسلام پاکستان

قرآن مجید کے تراجم، احادیث رسول ﷺ اور مستند کتب میں الفاظ و تاویل کرنے والا، اصحاب رسول
اور علمائے امت پر طعن کرنے والا اور ان کا مذاق اڑانے والا دورِ حاضر کا فتنہ

اسلام کی عدالت
میں
مرزا محمد علی جہلمی

از قلم:

مولانا محمد طفیل رضوی

تحریک تحفظ اسلام پاکستان

فہرست

فتنہ انجینئر محمد علی مرزا

چند سالوں پہلے جہلم پنجاب کی سرزمین سے اٹھنے والا ایک شخص جو کہ اہلسنت کی وضع قطع اپناتے ہوئے سوشل میڈیا کے ذریعے نمودار ہوا، جسے دنیا آج انجینئر محمد علی مرزا کے نام سے جانتی ہے۔اس کا سلوگن یہ ہے:

نہ میں وہابی، نہ میں بابی
میں ہوں مسلم، علمی و کتابی

اس کا کہنا ہے کہ نہ میں وہابی فرقے سے تعلق رکھتا ہوں اور نہ ہی میں بابا یعنی اولیاءاللہ کا ماننے والا ہوں بلکہ میں مسلم ہوں، علم اور کتاب والا۔

محترم قارئین! اگر آپ انجینئر کی گفتگو سنیں تو سمجھ میں ہی نہیں آتا کہ اس کا تعلق کس فرقے یا کس گروہ سے ہے، مگر ایک بات تو طے ہے کہ جو یہ کہے کہ میں کسی فرقے یا گروہ سے نہیں ہوں تو وہ خود ایک فرقے کی شکل میں ہوتا ہے اس لئے ہم نے اس فتنے اور فرقے کا نام فتنہ انجینئر محمد علی مرزا رکھا۔

اب اس کے عقائد ونظریات ملاحظہ فرمائیں۔

انجینئر محمد علی مرزا کا تعارف

سوشل میڈیا پر کروڑوں روپے خرچ کر کے اپنی چرب زبانی کی وجہ سے مشہور ہوا۔ مداری تماشہ دکھانے والا جب کھڑا ہوتا ہے تو اس کے اردگرد کئی لوگ جمع ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح اس کے اردگرد ایک ٹولہ جمع ہے جو اس کی بدعقیدگی کو پھیلا تا رہتا ہے۔ نہ اس میں کوئی علمی قابلیت ہے اور نہ ہی عالم ہے بلکہ کبھی کس کی کتاب پکڑ کر اس کے خلاف محاذ کھڑا کرتا ہے۔ کبھی کس فرقے کی کتاب اٹھا کر بیٹھا نظر آئے گا، دیگر فرقوں کو آپس میں لڑوانا، سب کی کتابوں پر تنقید کرنا یہ اس کا شیوہ ہے۔ اب اس کے عقائد و نظریات ملاحظہ فرمائیں اور خود فیصلہ کریں کہ کیا ایسا شخص صراط مستقیم پر ہو سکتا ہے؟

1...... دیوبندی نہیں کہلواتا مگر عقائد دیوبندیوں کی طرح ہیں مثلاً یا رسول اللہ ﷺ کہنا ناجائز، اذان سے پہلے درود کو ناجائز کہنا، مزارات پر حاضری کو ناجائز کہنا، نبی پاک ﷺ کی شان میں بے ادبی کرنا، صلوٰۃ و سلام کو ناجائز کہنا، اللہ والوں سے مدد مانگنے کو ناجائز کہنا، گیارہویں اور بارہویں منانے کو ناجائز کہنا، بزرگان دین کی بے ادبی کرنا اور اپنی جاہلیت جھاڑنا۔

2...... اپنے آپ کو غیر مقلد اہلحدیث وہابی نہیں کہلواتا مگر عقائد وہابیوں کی طرح ہیں مثلاً نماز میں رفع یدین کرنا اور اس پر زور دینا، چاروں

ائمہ خصوصاً امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ پر کھلی تنقید کرنا اور یہ کہنا کہ میرے پاس امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے زیادہ علم ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مُردوں کو زندہ کرنے والے معجزے کا انکار کرنا، وسیلے کا انکار کرنا، صدیوں پرانے مفسرین، محدثین اور علمائے اُمت پر تنقید کرنا۔

3...... اپنے آپ کو شیعہ نہیں کہلواتا مگر بعض مقامات پر عقائد شیعہ فرقے کی طرح ہے مثلاً صحابہ کرام علیہم الرضوان پر تنقید کرنا، حضرت امیر معاویہ اور حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہما سے چھپی عداوت اور اس کے علاوہ کئی نظریات میں شیعہ فرقے سے ہم آہنگی نظر آتی ہے۔

☆ انجینئر مرزا کی سازش:

انجینئر مرزا کی اولین سازش یہ ہے کہ دین اسلام کو مشکوک بنا دیا جائے۔ مسلمانوں کو شکوک و شبہات میں ڈال دیا جائے تاکہ ان کا ایمان متزلزل ہو جائے۔ موجودہ حالات پر نظر دوڑائیں تو مرزا اپنی اس سازش میں کامیاب ہوتا نظر آ رہا ہے کیونکہ علم سے دور لوگ اس کے جال میں پھنستے چلے جا رہے ہیں۔ مجھے تو اپنے سنی بھائیوں پر افسوس ہوتا ہے کہ وہ علمائے اہلسنت کے علمی گفتگو پر مبنی کلپ نہیں سنتے اور نہ ہی آگے بڑھاتے ہیں مگر انجینئر مرزا اور اس جیسے گمراہ لوگوں کے کلپ خوب آگے بڑھاتے ہیں اور اس طرح کہتے ہوئے دوسرے سنی بھائی کو بھیجتے ہیں کہ یار تو نے سنا مرزا نے

کیا کہانیاں کرتے کرتے ہزاروں لاکھوں تک ان گمراہ لوگوں کا کلپ پہنچتا ہے۔

کسی نے کیا ہی خوب بات کہی کہ گمراہ لوگوں کے کلپ اتنی تیزی سے اس طرح پھیلتے ہیں کہ ان کے مخالفین جو ہزاروں لاکھوں میں ہیں، وہ اسے سنتے اور دیکھتے ہیں پھر تبصرے کرتے ہیں جبکہ لوگ سوشل میڈیا پر یہ سمجھتے ہیں کہ ارے! اس کے لاکھوں میں لائک ہیں۔

بہرحال میری تمام اپنے سنی بھائیوں سے گزارش ہے کہ انجینئر محمد علی مرزا سمیت کسی بھی گمراہ شخص کے کلپ نہ سنیں، نہ دیکھیں، نہ آگے بڑھائیں کیونکہ شیطان کو بہکاتے دیر نہیں لگتی۔ گمراہ کی کوئی گمراہی والی بات آپ کے دماغ میں بیٹھ گئی تو آپ کا ایمان کمزور پڑ جائے گا اور اگر آگے آپ نے کلپ بھیجے اور اس کے ذہن میں بیٹھ گئی تو اس کا وبال بھی آپ پر ہوگا۔ لہذا ایسے گمراہ لوگوں کے کلپ ڈیلیٹ کریں اور لوگوں کے ایمان کے تحفظ کا ذریعہ بنیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کے ایمان کی حفاظت فرمائے۔ آمین ثم آمین

محترم حضرات! کچھ عرصے سے جہلم کے ایک رہائشی شخص کا نام انجینئر محمد علی مرزا ہے۔ سوشل میڈیا پر ایک واویلا مچا ہوا ہے کہ میں نے ریسرچ پیپر کے نام سے چند مضامین لکھے ہیں جس کا جواب آج تک کوئی بڑے سے بڑا مناظر اور عالم بھی نہیں دے سکا۔ ان مضامین میں سب سے زیادہ فخر مرزا صاحب کو ریسرچ پیپر نمبر 2B پر ہے۔ اس مضمون میں مرزا صاحب نے 19 اعتراضات پیش کئے ہیں جن میں سے 8 مسلک اہلسنت (جن کو لوگ بریلوی کہتے ہیں یا سمجھتے ہیں) ان پر کئے ہیں چونکہ میرا تعلق مسلک اہلسنت سے ہے لہذا میں 8 اعتراضات کے جوابات دینے کا پابند ہوں۔

سب سے پہلے سورۃ توبہ کی آیت نمبر 31 جو مرزا صاحب بار بار پڑھ کر مسلمانوں پر چسپاں کرتے ہیں، وہ آیت یہودیوں اور عیسائیوں کے حق میں نازل ہوئی ہے جبکہ تغلیق التعلیق علی صحیح البخاری جلد 5 ص نمبر 259 پر صحابی رسول حضرت عبداللہ ابن عمر کا قول نقل ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سب سے بدتر اسے سمجھتے ہیں جو کفار کے حق میں نازل ہونے والی آیات کو مسلمانوں پر چسپاں کرتے ہیں۔ لہذا ایسے لوگ اپنی خیر منائیں۔

دوسری بات وہ یہ ہے کہ مرزا صاحب سورۃ توبہ کی آیت نمبر 31 پیش

کرتے ہیں۔اس میں انہوں نے یہودیوں والا طریقہ اختیار کیا ہے۔آیت کا اگلا حصہ بیان نہیں کیا ہے۔

مرزا صاحب نے آیت یوں بیان کی۔

اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ

ان (یہودیوں اور عیسائی) لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر اپنے درویش لوگوں اور علماء کو اپنا رب بنالیا ہے (مرزا نے ریسرچ پیپر میں بریکٹ میں اپنی طرف سے آگے یہ لکھ دیا (وحی چھوڑ کر اپنے بزرگوں کی مانتے ہیں) حالانکہ آیت کے ترجمہ میں یہ الفاظ نہیں' مرزا نے اپنی طرف سے بریکٹ بنا دیا ہے۔جبکہ آیت کا اگلا حصہ یوں ہے جو کہ مرزا نے بیان کیا ہی نہیں۔

وَالْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ ۚ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوْٓا اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ سُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ

اور مسیح ابن مریم (کو بھی) حالانکہ ان کو حکم یہی ہوا تھا کہ ایک معبود کی عبادت کریں۔اس کے سوا کوئی معبود نہیں' وہ ان کے شرک سے پاک ہے۔

مرزا صاحب نے مخلوق کے بدترین لوگوں کی طرح یہ آیت مسلمانوں

پر چسپاں تو کر دی مگر یہ بھول گئے کہ آیت کے مطابق یہودیوں اور عیسائیوں نے اپنے علماء اور حضرت عیسٰیؑ کو اپنا خدا بنالیا تھا جبکہ کوئی مسلمان اپنے نبی کو نہ خدا مانتا ہے اور نہ ہی اپنے علماء کو خدا مانتا ہے اور نہ ہی اللہ کے حکم کو چھوڑ کر کسی بھی بڑے سے بڑے عالم کی بات کو حجت سمجھتا ہے۔ یہ سب مرزا صاحب کی کم علمی اور آیتوں کی اپنی طرف سے تاویل کرنے کی جہالت کا واضح ثبوت ہے۔

اب مرزا صاحب کے اعتراضات والا پیپر جسے ریسرچ پیپر 2B "اندھا دھند پیروی کا انجام" کے نام سے شائع کیا گیا ہے جس پر مرزا صاحب کو بہت فخر ہے، کہ اس کا جواب کسی نے بھی نہیں دیا، اسکین کر کے آپ کے سامنے پیش بھی کرتے ہیں اور اس کے جوابات بھی دلائل کے ساتھ پیش خدمت ہیں۔

[حصہ اوّل : 1 تا 7 مدحتِ شانِ اہلبیت ﷺ] ﴿ اللہ ﷻ اور اسکے محبوب ﷺ کے گستاخوں سے بیزاری رکھنے والوں کیلئے ﴾

Research Paper 2 | 27 February 2010 | 1 | 12 ربیع الاول 1431ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم و الصلوٰۃ و السلام علی رسول اللہ و علی ازواجہ و الہ و اصحابہ اجمعین الی یوم الدین

اَندھا دُھند پیروی کا اَنجام

میرے مسلمان بھائیو ! شیطانی وسوسوں کے باوجود اپنی موت سے پہلے پہلے صرف ایک مرتبہ اِس تحریر کو اوّل تا آخر لازمی، لازمی، لازمی پڑھ لیں!

"ایمان" کی اصل بنیاد کیا ھے ؟

الحمدللہ ﷻ ! ہم مسلمان ہیں اور ہمارے ایمان کی اصل بنیاد اللہ ﷻ اور اسکے پیارے محبوب ﷺ کی سچی محبت ہی تو ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کوئی مسلمان جان بوجھ کر کبھی اِن دو ہستیوں سے متعلق گستاخانہ نظریات رکھنے کا سوچ بھی نہیں سکتا کیونکہ یہ چیز دنیا و آخرت میں اُسکی بربادی کا سبب بن سکتی ہے چنانچہ :

○ إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِينًا ○ [سورۃ الاحزاب ، آیت نمبر 57]

ترجمہ آیت مبارکہ : "بے شک جو لوگ اللہ ﷻ اور اسکے رسول ﷺ کو تکلیف دیتے ہیں اُن پر دنیا اور آخرت میں اللہ ﷻ کی پھٹکار ہے اور اُس نے اُنکے لئے ذلیل و خوار کر دینے والا عذاب تیار رکھا ہے۔" ﴿ نعوذ باللہ ﷻ ﴾

یہود و نصاریٰ کی "گمراھی" کی بڑی وجہ

اللہ ﷻ نے یہودیوں اور عیسائیوں کی گمراہی و بربادی کی سب سے بڑی وجہ کا ذکر یوں فرمایا ہے:

○ ...... اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ○ [سورۃ التوبہ ، آیت نمبر 31]

ترجمہ آیت مبارکہ : "اُن (یہودی اور عیسائی) لوگوں نے اللہ ﷻ کو چھوڑ کر اپنے درویش لوگوں اور علماء کو اپنا رب بنالیا ہے۔" (وحی کو چھوڑ کر اپنے بزرگوں کی مانتے ہیں)

نوٹ : یہودیوں اور عیسائیوں کے اِس گمراہ کن طرزِ عمل کے برعکس اللہ ﷻ نے اپنے محبوب سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کے ذریعے ہمیں وحی کی طرف راہنمائی فرمائی ہے :

○ ...... اِئْتُوْنِیْ بِكِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ هٰذَآ اَوْ اَثٰرَةٍ مِّنْ عِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ○ [سورۃ الاحقاف ، آیت نمبر 4]

ترجمہ آیت مبارکہ : "(کافر لوگ آپ ﷺ سے بحث کریں تو فرماؤ) : لاؤ میرے پاس (اپنی کوئی) کتاب اِس (قرآن) سے پہلے یا پھر علم کے (نقل شدہ) آثار، اگر تم سچے ہو۔"

اُمتِ مُحمّدیہ ﷺ پر "شیطان" کا خطرناک حملہ

ہمارا حقیقی دشمن شیطان ہمیں یہود و نصاریٰ کی طرح اپنے علماء اور درویش لوگوں کی ﴿ اندھا دھند پیروی ﴾ کرواتے ہوئے گستاخ بنا کر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ناکام کروانا چاہتا ہے۔ اِسلئے ہمارے اِنتہائی شفیق آقا اِمامِ اعظم، اِمامِ کائنات، سید الاولین والآخرین، اِمامُ الانبیاء و المرسلین، شفیع المذنبین، رحمۃ للعالمین، سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ نے اللہ ﷻ کی طرف سے دی گئی غیبی خبر کے ذریعے ہمیں پہلے ہی اِس خطرے سے متعلق آگاہ فرما دیا چنانچہ :

○ ترجمہ صحیح حدیث : سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسولُ اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا : "یقیناً تم بھی پہلے لوگوں کے طریقوں کے پیچھے چل پڑو گے جس طرح بالشت، بالشت کے ساتھ اور ہاتھ، ہاتھ کے ساتھ (برابر ہوتا ہے) حتیٰ کہ اگر پہلے لوگوں نے کسی گوہ کے سوراخ میں داخل ہونے کا (بالکل فضول) کام کیا تو تم بھی اُن کے پیچھے چلو گے۔" پوچھا گیا یا رسول اللہ ﷺ اُن پہلے لوگوں سے مراد کیا یہودی اور نصرانی (عیسائی) ہیں ؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا : "اگر وہ مراد نہیں تو اور کون مراد ہیں ؟"

[صحیح بُخاری "کتابُ الاعتصام بالکتاب والسنہ" حدیث نمبر 7320 ، صحیح مسلم "کتابُ العلم" حدیث نمبر 6781]

اِس تحریر کا "واحد مقصد اِصلاح" ھے

آج بعض بھائیوں کو اللہ ﷻ کی وحی (قرآن اور صحیح احادیث) سے حق بات بتائی جاتی ہے تو وہ اپنے فرقے کے علماء اور درویشوں کی ﴿ اندھا دھند پیروی ﴾ کرتے ہوئے بالکل یہود و نصاریٰ کی طرح اُس دعوت کو رد کر دیتے ہیں۔ لہٰذا ایمان بچاؤ ! اُنہی مشہور علماء اور درویشوں کی لکھی ہوئی کتابوں سے چند ایک گستاخانہ نظریات کی نشاندہی اور پھر وحی سے صحیح اِسلامی عقائد بھی بیان کیے جا رہے ہیں تاکہ لوگ اپنے فرقوں کے علماء اور درویشوں کی ﴿ اندھا دھند پیروی ﴾ کرنے کی بجائے کسی شخص کی وہی بات مانیں جو وحی کے مطابق ہو کیونکہ ہماری دنیا و آخرت میں کامیابی اِسی پر منحصر ہے۔ وحی کو چھوڑ کر صرف ہلاکت ہی ہلاکت ہے : ﴿ لیجئے ملاحظہ فرمائیے ! ﴾

1 علماء کا نظریہ (مولانا رشید احمد گنگوہی دیوبندی صاحب اپنے بارے میں لکھتے ہیں) : "جھوٹا ہوں، کچھ نہیں ہوں، تیرا ہی ظل (سایہ) ہے، تیرا ہی وجود ہے، میں کیا ہوں، کچھ نہیں ہوں، اور جو میں ہوں وہ تُو ہے اور میں اور تُو (کا فرق کرنا) خود شرک در شرک ہے۔" [دیوبندی : مولانا شیخ زکریا سہارنپوری صاحب "فضائل صدقات" صفحہ 558 | ط کتب خانہ فیضی لاہور ﴾

1 وحی کا فیصلہ ...... لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ○ [سورۃ الشوریٰ ، آیت نمبر 11]

ترجمہ آیت مبارکہ : "ہرگز نہیں ہے کوئی بھی شے اُسکی مثل، اور وہ سب کچھ سننے والا دیکھنے والا ہے۔"

2 علماء کا نظریہ "جب مجمع ہوا کفار کا مدینہ پر کہ اسلام کا قلع قمع کر دیں یہ غزوۂ احزاب کا واقعہ ہے۔ رب ﷻ نے مدد فرمانا چاہی اپنے حبیب ﷺ کی، شمالی ہوا کو حکم ہوا جا اور کافروں کو نیست و نابود کر دے، ہوا نے کہا : "بیبیاں رات کو باہر نہیں نکلتیں۔ تو اللہ ﷻ نے اُس (ہوا) کو بانجھ کر دیا۔ اسی وجہ سے شمالی ہوا سے کبھی پانی نہیں برستا۔ پھر صبا سے فرمایا تو اُس نے عرض کیا ہم نے سنا اور اطاعت کی وہ گئی اور کفار کو برباد کرنا شروع کیا۔" [بریلوی : مولانا احمد رضا خان صاحب "ملفوظات حصہ چہارم" صفحہ 377 | ط بک کارنر جہلم ﴾

2 وحی کا فیصلہ اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَيْئًا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ○ [سورۃ یٰسٓ ، آیت نمبر 82]

ترجمہ آیت مبارکہ : "اُس (اللہ ﷻ) کا حکم (تو بس یہ ہے کہ) جب کبھی کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے، تو اُسے اتنا فرمانا کافی ہے کہ ہو جا، تو وہ (اُسی وقت) ہو جاتی ہے۔"

② **③ علماء کا نظریہ** " ذوالنون (حضرت یونس علیہ السلام) کا لقب ہے کیونکہ آپ کچھ روز مچھلی کے پیٹ میں رہے۔۔۔۔ علماء فرماتے ہیں کہ اُس مچھلی کا پیٹ اللہ ﷻ کے عرش اعظم سے افضل ہے کہ ایک پیغمبر کا کچھ دن تک گھر رہا۔ جب مچھلی کا پیٹ عرش اعظم سے افضل ہو گیا تو حضرت آمنہ خاتون کا وہ شکم پاک جس میں سیدالانبیاء ﷺ نو ماہ تک جلوہ افروز رہے وہ عرش اعظم سے کیسی افضل ہے۔"

[بریلوی: مفتی احمد یار نعیمی صاحب "شرح مشکوٰۃ" جلد سوم صفحہ 357] ✿ قادری پبلشرز لاہور ✿

③ وحی کا فیصلہ إِنَّ رَبَّكُمُ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ......○ [سورۃ الاعراف، آیت نمبر 54]

ترجمہ آیت مبارکہ: "بے شک تمہارا رب اللہ ﷻ ہے جس نے پیدا فرمایا آسمانوں اور زمین کو چھ دن میں، پھر عرشِ اعظم پر جلوہ افروز ہوا (جیسا اُس کی شان کے لائق ہے)

④ علماء کا نظریہ " وہ حصہ زمین (قبر مبارک) جو نبی ﷺ کے اعضاء مبارک کو مس کیے ہوئے ہے علی الاطلاق افضل ہے یہاں تک کہ کعبہ اور عرش و کرسی سے بھی افضل ہے۔"

[دیوبندی: مولانا خلیل احمد سہارنپوری صاحب "المہند علی المفند" صفحہ 28، دیوبندی: مولانا شیخ زکریا سہارنپوری "فضائل حج" صفحہ 138] ✿ کتب خانہ اعظم لاہور ✿ ، ✿ کتب خانہ فیضی لاہور ✿

④ وحی کا فیصلہ مَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَقَوِيٌّ عَزِيزٌ ○ [سورۃ الحج، آیت نمبر 74]

ترجمہ آیت مبارکہ: " انہوں نے اللہ ﷻ کی قدر نہ جانی جیسے جاننی چاہیے تھی۔ بے شک اللہ ﷻ قوت والا غالب ہے۔"

ترجمہ صحیح حدیث: سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: " میری شان کو اس طرح مت بڑھا دینا جیسا کہ نصاریٰ (عیسائیوں) نے عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کی تعریف میں (مبالغہ کرتے ہوئے انکو اپنے مقام سے ہی) بڑھا دیا تھا، میں تو اُس کا بندہ ہوں، پس مجھے اللہ ﷻ کا بندہ اور اُس کا رسول ﷺ ہی کہنا۔"

[صحیح بخاری "کتاب الانبیاء" حدیث نمبر 3445]

ترجمہ صحیح حدیث: سیدنا جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی وفات سے 5 دن قبل ارشاد فرمایا: " خبردار! تم سے پہلے لوگ اپنے انبیاء علیہم السلام اور نیک لوگوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیتے تھے خبردار! تم لوگ قبروں کو سجدہ گاہ نہ بنانا بیشک میں تمہیں اس حرکت سے منع کرتا ہوں۔"

[صحیح مسلم "کتاب المساجد" حدیث نمبر 1188]

⑤ علماء کا نظریہ " ایک دن غوث اعظم (سب سے بڑے مشکل کشا) شیخ عبدالقادر جیلانی سات اولیاء کے ہمراہ بیٹھے ہوئے تھے، ناگاہ بصیرت سے ملاحظہ فرمایا کہ ایک جہاز قریب غرق ہونے کے ہے، آپ نے ہمت و توجہ باطنی سے اُس کو غرق ہونے سے بچا لیا۔"

[دیوبندی: مولانا اشرف علی تھانوی صاحب "امداد المشتاق" صفحہ 46] ✿ اسلامی کتب خانہ ✿

⑤ وحی کا فیصلہ أَمَّنْ يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَاءَ الْأَرْضِ ۗ أَإِلٰهٌ مَعَ اللَّهِ ۚ قَلِيلًا مَا تَذَكَّرُونَ ○

ترجمہ آیت مبارکہ: " (بھلا غور تو کرو اے لوگو!) کون قبول کرتا ہے بے قرار کی فریاد کو جب وہ (مصیبت کے وقت) اُس (اللہ ﷻ) کو پکارے، اور دور کرتا ہے تکلیف کو، اور تمہیں زمین میں خلیفہ بناتا ہے، کیا اللہ ﷻ کے سوا بھی کوئی اور معبود ہے؟ (نہیں ہرگز نہیں مگر) تم لوگ کم ہی غور و فکر کرتے ہو!" [سورۃ النمل، آیت نمبر 62]

⑥ علماء کا نظریہ " عرض: غوث (مشکل کشا: ولایت کا ایک درجہ) ہر زمانے میں ہوتا ہے؟ ، ارشاد: بغیر غوث کے زمین و آسمان قائم نہیں رہ سکتے!"

[بریلوی: مولانا احمد رضا خان صاحب "ملفوظات حصہ اول" صفحہ 106] ✿ مکتبۃ المدینہ ✿

⑥ وحی کا فیصلہ إِنَّ اللَّهَ يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ أَنْ تَزُولَا ۚ وَلَئِنْ زَالَتَا إِنْ أَمْسَكَهُمَا مِنْ أَحَدٍ مِنْ بَعْدِهِ ۚ إِنَّهُ كَانَ حَلِيمًا غَفُورًا ○

ترجمہ آیت مبارکہ: "بے شک اللہ ﷻ ہی نے آسمانوں اور زمین کو تھام رکھا ہے کہ وہ (اپنی جگہ سے) ٹل نہ جائیں۔ اور اگر وہ ٹل جائیں تو پھر اللہ ﷻ کے سوا کوئی ایک بھی ایسا نہیں کہ ان کو تھام سکے۔ بے شک وہ برداشت کرنے والا معاف کرنے والا ہے۔" [سورۃ فاطر، آیت نمبر 41]

⑦ علماء کا نظریہ " ایک مرتبہ سید جنید بغدادی دریائے دجلہ پر تشریف لائے اور یا اللہ ﷻ کہتے ہوئے اُس پر زمین کے مثل چلنے لگے۔۔۔ ایک شخص نے عرض کی میں کس طرح آؤں فرمایا: یا جنید یا جنید کہتا چلا آ۔ اُس نے یہی کہا اور دریا پر زمین کی طرح چلنے لگا۔ جب بیچ دریا میں پہنچا شیطان لعین نے دل میں وسوسہ ڈالا (کہ) حضرت خود تو یا اللہ ﷻ کہیں اور مجھ سے یا جنید کہلواتے ہیں۔۔۔ اُس نے یا اللہ ﷻ کہا اور ساتھ ہی غوطہ کھایا۔ پکارا حضرت میں چلا۔ فرمایا وہی کہو یا جنید یا جنید۔۔۔ اُس نے کہا اور دریا پر زمین کی طرح چلنے لگا۔۔۔ فرمایا اے نادان ابھی تو جنید تک پہنچا نہیں اللہ ﷻ تک رسائی کی ہوس ہے؟"

[بریلوی: مولانا احمد رضا خان صاحب "ملفوظات حصہ اول" صفحہ 97] ✿ مکتبۃ المدینہ ✿

⑦ وحی کا فیصلہ ترجمہ صحیح حدیث: سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پیچھے سواری پر بیٹھا ہوا تھا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: " اے بچے! تو اللہ ﷻ کے احکام کی حفاظت کر اللہ ﷻ تیری حفاظت فرمائے گا۔ اللہ ﷻ کے حقوق کا خیال رکھ تو اسے اپنے سامنے پائے گا۔ ﴿إِذَا سَأَلْتَ فَاسْأَلِ اللَّهَ وَإِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللَّهِ﴾ (ترجمہ: جب تو سوال کرے تو صرف اللہ ﷻ سے کر اور جب تو مدد طلب کرے تو صرف اللہ ﷻ ہی سے مدد طلب کر) اور جان لے کہ اگر پوری اُمت بھی جمع ہو کر تجھے کوئی فائدہ پہنچانا چاہے تو نہیں پہنچا سکے گی مگر جو اللہ ﷻ چاہے۔ اور اگر پوری اُمت بھی جمع ہو کر تجھے کوئی نقصان پہنچانا چاہے تو نہیں پہنچا سکے گی مگر جو اللہ ﷻ چاہے (تقدیر لکھنے کے بعد) قلم اُٹھا لئے گئے اور صحیفے خشک ہو گئے۔" [نوٹ: امام ترمذی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو حسن صحیح کہا ہے] [جامع ترمذی "کتاب صفۃ القیامۃ" حدیث نمبر 2516]

⑧ علماء کا نظریہ "پ سورۃ الکہف آیت نمبر 110 قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ ﴿ "اے محبوب ﷺ فرما دو کہ میں تم جیسا بشر ہوں" ۔۔۔۔۔۔ اس آیت میں کفار سے خطاب ہے چونکہ ہر چیز اپنی غیر جنس سے نفرت کرتی ہے لہٰذا فرمایا گیا کہ اے کفار تم مجھ سے گھبراؤ نہیں۔ میں تمہاری جنس سے ہوں یعنی بشر ہوں (جیسا کہ) شکاری جانوروں کی سی آواز نکال کر

علماء کا نظریہ

وحی کا فیصلہ

علماء کا نظریہ

وحی کا فیصلہ

علماء کا نظریہ

وحی کا فیصلہ

علماء کا نظریہ

وحی کا فیصلہ

آخری وصیت

1: ''شمالی ہوا'' پر تحقیقی جائزہ

انجینئر محمد علی مرزا صاحب اعتراض کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

علماء کا نظریہ:

جب مجمع ہوا کفار کا مدینہ پر کہ اسلام کا قلع قمع کر دیں۔ یہ غزوۂ احزاب کا واقعہ ہے۔ رب عزوجل نے مدد فرمانی چاہی اپنے حبیب کی۔ شمالی ہوا کو حکم ہوا جا اور کافروں کو نیست و نابود کر دے..... اس نے کہا'' بیبیاں رات کو باہر نہیں نکلتیں تو اللہ تعالیٰ نے اس کو بانجھ کر دیا۔ اسی وجہ سے شمالی ہوا سے کبھی پانی نہیں برستا...... پھر صبا سے فرمایا تو اس نے عرض کیا ہم نے سنا اور اطاعت کی۔ وہ گئی اور کفار کو برباد کرنا شروع کر دیا۔ (ملفوظات حصہ چہارم، ص 377)

وحی کا نظریہ:

اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَیْـًٔا اَنْ یَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَیَكُوْنُ (سورۂ یٰس آیت 82)

ترجمہ: اس اللہ کا حکم تو ایسا نافذ ہے کہ جب کبھی کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو اسے اتنا فرما دینا کافی ہے کہ ہو جا، تو وہ اسی وقت ہو جاتی ہے۔

جواب = مرزا صاحب کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ یہ واقعہ اپنے دور کے مشہور محدث صاحب مسند بزار شیخ ابو بکر احمد ابن عمرو بن عبدالخالق (المتوفی 292ھ) نے اپنی مسند میں نقل فرمایا ہے۔

اس کے علاوہ اس واقعہ کو مواہب اللدنیہ کی شرح زرقانی شریف کے صفحہ نمبر 121 پر امام زرقانی علیہ الرحمہ نے تحریر کیا۔ اس کے علاوہ صاحب سیرت حلبیہ اور محقق علی الطلاق حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ نے مدارج النبوت میں بھی نقل فرمایا ہے۔

یہی واقعہ مختلف الفاظ کے ساتھ معتبر کتب تفاسیر میں بھی موجود ہے۔ مفسر قرآن ابن کثیر تفسیر ابن کثیر جلد 3 کے صفحہ نمبر 470 پر نقل کیا ہے۔ امام طبری نے جامع البیان فی تفسیر القرآن جلد 11 کے صفحہ نمبر 153 پر نقل کیا ہے۔ امام قرطبی نے الجامع لاحکام القرآن جز 14 کے صفحہ نمبر 143 پر نقل کیا ہے۔

یہی واقعہ مختلف الفاظ کے ساتھ معتبر احادیث میں اسانید صحیحہ کے ساتھ بھی موجود ہے۔ عیون الاخبار جلد اول صفحہ نمبر 211 پر یہی واقعہ صحابی رسول حضرت عکرمہ نے بیان کیا ہے۔ مجمع الزوائد میں یہ واقعہ عبداللہ ابن عباس نے بیان کیا ہے۔

اگر مذکورہ واقعہ نقل کرنے کی بناء پر مرزا صاحب کے نزدیک امام احمد

رضا خان محدث بریلی علیہ الرحمہ گمراہ و بے دین ہیں تو پھر مرزا صاحب صحابی رسول حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ' حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ' امام ابوبکر بن موسیٰ بن مردویہ علیہ الرحمہ' امام زرقانی علیہ الرحمہ' صاحب مسند بزار' صاحب سیرت حلبیہ' ابن کثیر' امام قرطبی' امام طبری' امام جوزی اور شاہ عبدالحق محدث دہلوی پر کیا حکم صادر کریں گے۔

☆ آیت اور اس کی تشریح:

فَاَرْسَلْنَا عَلَیْهِمْ رِیْحًا وَّ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا

(احزاب آیت 9)

ترجمہ: تو ہم نے ان پر آندھی اور لشکر بھیجے جو تمہیں نظر نہ آئے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے کافروں پر ہوا بھیجی اور حدیث میں ہے کہ پروائی نے شمال سے کہا۔ چلو رسول خدا کی مدد کریں۔ ان دونوں میں تطبیق کی یہی صورت ہے کہ حکم ربانی شمالی کو بھی ہوا مگر بذریعہ بادِ صبا یعنی اللہ تعالیٰ نے بادِ صبا کو حکم دیا کہ تم اور شمالی دونوں جاؤ اور میرے حبیب ﷺ کی مدد کرو۔ شمالی نے سرتابی کی۔ موردِ غضب ہو کر سزایاب ہوئی...... اگر یہ فرض کیا جائے کہ بادِ شمالی کو حکم ربانی نہیں تو اسے موردِ غضب ٹھہرانے اور سزا دینے کی وجہ کیا تھی۔

توضیح مزید کے لئے یوں کہہ لیجئے۔ یہاں تین احتمالات ہیں۔

اول: حکم ربانی دونوں میں سے کسی کو نہیں تھا۔ بادِ صبا اپنی خوشی سے گئی تھی تو "فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا" فرمانا غلط ہوا۔

دوم: حکم ربانی صرف پروائی کو تھا۔ اس نے اپنی طرف سے شمالی سے کہا تو شمالی پر غضب اور اس کو سزا بے قصور ہوئی اور یہ ظلم ہوا۔

سوم: حکم دونوں کو تھا ایک کو براہِ راست' دوسرے کو بذریعہ صبا' بادِ صبا نے حکم کی تعمیل کی اور سرخرو ہوئی۔ شمالی نے نافرمانی کی' سزایاب ہوئی۔ یہی ہمارا مدعا۔ امام احمد رضا خاں فاضل بریلی علیہ الرحمہ نے ملفوظات حصہ چہارم میں بیان فرمایا ہے (تحقیقات صفحہ نمبر 137' شریف الحق)

☆ مرزا کا یہ کہنا کہ شمالی جانب ہی سے ہندوپاک میں بارش ہوتی ہے۔ مرزا صاحب! آپ کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ یہ واقعہ مدینہ منورہ کا ہے جو کہ عرب شریف میں واقع ہے۔ آپ اہل عرب سے پوچھ لیں، وہاں بادِ شمالی سے پانی کبھی نہیں برستا مگر آپ کی ذہانت کو ہم داد دیتے ہیں کہ آپ نے ہندوپاک پر عرب کو قیاس کر کے کہہ دیا کہ بارش ہمارے یہاں شمال ہی سے برستی ہے اور اب مرزا صاحب! ذرا سنئے آپ کی بات کا رد صحابی رسول نے بھی کیا ہے۔

سیرت حلبیہ جلد 2 ص نمبر 684 پر ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ

عنہ روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے بادِشمالی کو بانجھ کر دیا۔ بانجھ کرنے کا مطلب یہی ہے کہ اس سے پانی نہیں برستا۔

امام قرطبی علیہ الرحمہ الجامع لاحکام القرآن جز 14 کے صفحہ نمبر 143 پر حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کا ارشاد نقل ہے کہ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (جنگ) احزاب کی رات میں بادِ جنوب نے بادِشمال سے کہا کہ حضور علیہ ﷺ کی مدد کے لئے چلو۔ بادِشمال نے جواب دیا کہ کنواری عورت رات کو نہیں چلتی۔ جو ہوا (حضور علیہ ﷺ کی مدد کے لئے) بھیجی گئی وہ بادِصبا تھی۔

امام قرطبی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ بادِشمالی بادلوں کو زائل کرتی ہے اور انہیں لے جاتی ہے یعنی اس سے بارش نہیں ہوتی۔

امید ہے کہ مرزا صاحب ہمارے دلائل سن کر مطمئن ہو چکے ہوں گے۔

☆ امام احمد رضا خاں محدث بریلی علیہ الرحمہ پر الزام کی حقیقت:

مذکورہ واقعہ سے رب تعالیٰ کی "بے اختیاری" ثابت کرنا مرزا صاحب کی عقل و فہم کا قصور اور کم علمی کے سوا کچھ نہیں۔ حکم کی تعمیل نہ کرنے اور حکم نہ

چلنے میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ حکم نہ چلنا حاکم کی عجز کی دلیل نہیں...... بلکہ حاکم کے قادر ہونے کی دلیل ہے۔ یہاں دوسری صورت ہے' پہلی صورت نہیں۔

☆ مثال: اللہ تعالیٰ نے ابلیس کو حکم دیا کہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کر شیطان نے حکم کی تعمیل نہیں کی...... تو کیا ہم غلط تعبیر لیں گے کہ معاذ اللہ ابلیس پر اللہ کا حکم نہ چلا...... ہرگز نہیں۔

☆ رب تعالیٰ نے جن و انس کو حکم دیا کہ ایمان لاؤ مگر اکثر نے نافرمانی کی...... کیا اس پر یوں کہیں گے کہ اس کا حکم نہ چلا۔

اسی طرح بادِ شمال کو رب تعالیٰ کا حکم ہوا تو اس نے حکم کی تعمیل نہیں کی' نافرمانی کی' یوں ہرگز نہیں کہا جائے گا کہ حکم ہوا' پر نہ چلا۔

اگر مرزا صاحب کا یہ کہنا ہے کہ جن و انس کے سوا اللہ کے حکم کے خلاف کوئی مخلوق نہیں کرتی تو اس حدیث کا کیا بنے گا۔

امام حاکم اپنی مستدرک جلد 2 صفحہ نمبر 43 پر حدیث نمبر 3284 نقل فرماتے ہیں کہ روزِ قیامت تمام مخلوقات کو جمع کیا جائے گا اور حساب لیا جائے گا۔

ہوا بھی مخلوق ہے' پس ہر مخلوق سے اس کو عطا کردہ شعور کے مطابق روزِ قیامت سوال ہوگا۔

آخر میں سورۃ احزاب کی آیت 72 ملاحظہ فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَالْجِبَالِ فَأَبَيْنَ أَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَأَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْإِنْسَانُ ۔ إِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا

بے شک ہم نے آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں پر امانت پیش کی تو انہوں نے اس کے اٹھانے سے انکار کیا اور اس سے ڈر گئے اور انسان نے اس امانت کو اٹھا لیا۔

کیا آسمان و زمین اور پہاڑوں کا پیدا کرنے والا اللہ نہیں؟ کیا اسی نے ان کو مسخر نہیں کیا ہوا؟ اگر انکار کی تاویل خوف کی وجہ سے کی جاسکتی ہے تو بادِ شمالی کی تاویل بھی پہلی عمومی عادت کی وجہ سے "بیبیاں رات کو باہر نہیں نکلتی" کہنا سے کی جاسکتی ہے۔

2: آقا علیہ السلام کے عرش وفرش سے افضل ہونے پر تحقیق

انجینئر محمد علی مرزا صاحب اعتراض کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

علماء کا نظریہ:

مفتی احمد یار خان نعیمی مشکوۃ کی شرح جلد 3 ص 357 پر لکھتے ہیں کہ

ذوالنون حضرت یونس کا لقب ہے کیونکہ آپ کچھ روز مچھلی کے پیٹ میں رہے...... علماء فرماتے ہیں کہ اس مچھلی کا پیٹ اللہ تعالیٰ کے عرشِ اعظم سے افضل ہے کہ ایک پیغمبر کا کچھ دن تجلی گاہ رہا۔ جب مچھلی کا پیٹ عرشِ اعظم سے افضل ہوگیا تو حضرت آمنہ خاتون کا شکمِ پاک میں سید الانبیاء علیہ السلام نو ماہ تک جلوہ افروز رہے وہ تو عرشِ اعظم سے بھی افضل ہے۔

وحی کا نظریہ:

إِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ فِيْ سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ

بے شک تمہارا رب اللہ ہے جس نے پیدا فرمایا آسمانوں اور زمین کو چھ دن میں، پھر عرش اعظم پر جلوہ افروز ہوا۔ (جیسا کہ اس کی شان کے لائق

ہے)

جواب: عرض یہ ہے کہ مرزا صاحب نے اس آیت سے لفظ عرش سے کیا مراد لیا ہے؟ یہ انہوں نے نہیں بتایا۔ اگر الاستواء سے مراد عرش پر براجمان یا بیٹھنا لیا ہے تو یاد رہے کہ رب تعالیٰ کے لئے کسی خاص مقام کا تعین کرنا جائز نہیں ہے۔

کیونکہ اسلامی عقیدے میں یہ بات موجود ہے کہ رب تعالیٰ اپنے علم و قدرت سے ہر جگہ شاہد و موجود ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب ہم معراج کا واقعہ بیان کرتے ہیں تو دیدار الٰہی کی بات کرتے ہوئے "لا مکاں" کہتے ہیں کیونکہ رب تعالیٰ مکان و مکانیات سے پاک ہے۔ سمت و جہت سے پاک ہے۔ ہاں یوں کہا جا سکتا ہے کہ عرشِ اعظم پر رب تعالیٰ کی تجلیٔ خاص ہے۔

احادیث کا مطالعہ کریں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ رب تعالیٰ شعبان کی پندرہویں رات پہلے آسمان پر تجلی خاص فرماتا ہے۔ کعبۃ اللہ کا بھی جہاں تک تعلق ہے تو وہاں بھی رب تعالیٰ کی تجلیٔ خاص ہے۔ ان باتوں سے آپ نے با آسانی سمجھ لیا کہ عرش اعظم کو رب تعالیٰ کے لئے متعین کرنا شرعاً درست نہیں اور عرش اعظم خدا بھی نہیں ہے۔

اب امام رازی کی یہ بات سمجھئے۔ امام رازی تفسیر کبیر میں وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ کے تحت فرماتے ہیں کہ جب

حضور علیہ ﷺ تمام عالم کے لئے رحمت ہیں تو واجب ہوا کہ تمام عالم اور اس میں جو کچھ بھی ہے سوائے ذاتِ باری تعالیٰ کے سب سے افضل ہیں۔

میرے بھائیو! امام رازی کی اس تفسیر سے ثابت ہوا کہ حضور علیہ ﷺ کا وجودِ مسعود کعبۃ اللہ عرشِ اعظم اور کرسی سب سے افضل ہے تو مفتی احمد یار خان نعیمی نے جو یہ لکھا کہ بی بی آمنہ کا شکم جس میں حضور علیہ ﷺ نو ماہ رہے وہ تو عرشِ اعظم سے بھی افضل ہے تو انہوں نے حضور علیہ ﷺ کا وجودِ مسعود جو کہ رب تعالیٰ کی ذات کے بعد عالمین میں ہر چیز سے افضل ہے اس وجودِ مسعود کے وہاں نو ماہ رہنے کی وجہ سے لکھا ہے۔

جیسا کہ محدثِ ابن عساکر فرماتے ہیں کہ جسے سبل الہدیٰ والرشاد جلد 2 صفحہ نمبر 315 میں امام یوسف الصالحی نے نقل فرمایا کہ اس بات پر اجماع ہے کہ جو زمین کا حصہ حضور علیہ ﷺ کے وجود مسعود سے ملا ہے وہ ہر چیز سے افضل ہے۔ حتیٰ کہ کعبہ معظمہ سے بھی افضل ہے۔ اسی بات کو محدث امام خفاجی نے شفاء شریف کی شرح نسیم الریاض میں لکھا کہ زمین کا حصہ جو حضور علیہ ﷺ کے وجود مسعود کے ساتھ مس کیا ہوا ہے آسمانوں عرش اور کعبہ سے بھی افضل ہیں۔

اس حوالہ پر اگر مرزا صاحب کی نفس مطمئن نہ ہوئی تو غیر مقلدین سلفی اکابرین کا بھی حوالہ سن لیں۔ ابن قیم کے حوالہ سے ابن عقیل نے کتاب

بداع الفوائد جلد 3 کے صفحہ نمبر 1065 پر نقل کیا ہے کہ اگر تمہاری مراد محض حجرہ نبوی سے ہے تو کعبہ افضل ہے۔ گردش کرنے والے افلاک سے افضل ہے۔ اس لئے کہ روضہ میں ایک ایسا جسدِ اطہر ہے کہ اگر دونوں جہانوں کے ساتھ بھی اسے تولا جائے (وزن کیا جائے) تو وہ بھاری رہے۔

یہی نہیں بلکہ غیر مقلد سلفی مولوی داؤد غزنوی بھی اسی بات کو بیان کرتے ہیں۔ سوانح داؤد غزنوی صفحہ نمبر 346 ملاحظہ کریں۔

اگر مرزا صاحب کا مطلب یہ ہی کہ رب تعالیٰ عرش پر متمکن ہے اور اللہ تعالیٰ کے متمکن ہونے کی وجہ سے عرش افضل ہے تو پھر الزامی جواب یہ عرض ہے کہ السنہ لابن الخلال جلد 1 کے صفحہ نمبر 219 پر حضرت عبداللہ ابن عباس کی روایت نقل ہے کہ آپ ﷺ عرش پر رونق افروز ہوں گے۔

اگرچہ اس اثر کی سند ضعیف ہے مگر محدثین نے اس کے متن کو قبول کیا ہے اور اس کو سنت سمجھا ہے جس کی تفصیل السنہ ابن الخلال میں موجود ہے۔

سنن ترمذی ابواب المناقب میں حدیث نمبر 3631 نقل ہے۔

حضور ﷺ فرماتے ہیں۔ سب سے پہلے زمین سے باہر تشریف لے جاؤں گا پھر مجھے جنت کے جوڑوں سے ایک جوڑا پہنایا جائے گا۔ میں عرش کے داہنی طرف ایسی جگہ کھڑا ہوں گا جہاں تمام مخلوق الٰہی میں کسی کو بار نہ ہوگا۔

اس کی سند کو امام ترمذی نے حسن قرار دیا ہے۔

عرش، کرسی خدا تعالیٰ کی مخلوق اور غیر اللہ ہیں اور حضور ﷺ مخلوق میں سب سے افضل ہیں چنانچہ امام حاکم اپنی مستدرک جلد 4 کے صفحہ نمبر 612 پر حدیث نمبر 8698 نقل فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمام مخلوق میں زیادہ مرتبہ وجاہت والے ابوالقاسم ﷺ ہیں۔(امام ذہبی نے تلخیص المستدرک میں اس روایت کو صحیح کہا ہے۔)

امید ہے کہ مرزا صاحب کو وحی غیر متلو پڑھ کر اب کچھ سمجھ آ گئی ہو گی اور ان احادیث کی روشنی میں وہ اپنے خانہ ساز مفہوم سے رجوع کر کے حق کو قبول کریں گے۔

3: غوث کے بغیر زمین وآسمان کا تحقیقی جائزہ

انجینئر محمد علی مرزا صاحب اعتراض کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

علماء کا نظریہ:

عرض۔ غوث ہر زمانہ میں ہوتا ہے

ارشاد: بغیر غوث کے زمین وآسمان قائم نہیں رہ سکتے

(ملفوظات امام احمد رضا: صفحہ نمبر 106)

وحی کا فیصلہ:

إِنَّ اللَّهَ يُمْسِكُ السَّمَٰوٰتِ وَالْأَرْضَ أَنْ تَزُولَا وَلَئِنْ زَالَتَا إِنْ أَمْسَكَهُمَا مِنْ أَحَدٍ مِنْ بَعْدِهِ إِنَّهُ كَانَ حَلِيمًا غَفُورًا

ترجمہ: بے شک اللہ ہی نے آسمانوں اور زمین کو تھام رکھا ہے کہ وہ اپنی جگہ سے ٹل نہ جائیں۔ اور اگر وہ ٹل جائیں تو پھر اللہ کے سوا کوئی بھی ایسا نہیں کہ ان کو تھام سکے۔ بے شک وہ برداشت کرنے والا معاف کرنے والا ہے۔ (سورۃ فاطر آیت 41)

جواب: عرض یہ ہے کہ ہم اس آیت کو دل و جان سے قبول کرتے اور مانتے ہیں اور اس مضمون میں کسی کو رتی بھر شک نہیں..... مگر اختلاف یہ ہے کہ کیا اللہ تعالیٰ نے اس دنیا اور آسمان کا نظم و ضبط کسی سبب کے تحت کیا ہے یا بغیر سبب کے؟ اور کیا یہ آیت کا حکم عام ہے یا اس میں کسی ذات اور شخصیت کی تخصیص بھی ہے یا نہیں؟

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا

یعنی قسم ان فرشتوں کی کہ تمام کاروبارِ دنیا ان کی تدبیر سے ہے

(سورۃ نازعات' آیت 5)

اس آیت کے تحت مفسر قرآن حضور محی السنہ تفسیر معالم التنزیل جلد 4 کے صفحہ نمبر 442 پر لکھتے ہیں کہ حضرت عبداللہ ابن عباس نے فرمایا کہ یہ "مدابرات الامر" ملائکہ ہیں کہ ان کاموں پر مقرر ہیں جن کی کارروائی اللہ تعالیٰ نے انہیں بتائی ہے۔

مزید یہ کہ اگر اس دنیا اور عالم میں ہر کام بغیر سبب ہو رہا ہے تو قرآن اور سنت ایسے تمام عقائد کا رد کرتا ہے۔ خود حضور علیہ ﷺ کے اختیارات اور کمالات کا اندازہ لگانا مشکل ہے جیسا کہ حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ ﷺ نے سورج کو ٹھہرنے کا حکم دیا تو سورج

یک دم ٹھہر گیا۔ اس حدیث کو امام طبرانی علیہ الرحمہ نے معجم اوسط کی جلد 4 کے صفحہ نمبر 402 پر نقل فرمایا ہے اور علامہ ہیثمی علیہ الرحمہ نے مجمع الزوائد جلد 8 کے صفحہ نمبر 297 پر اس حدیث کی سند کو حسن لکھا ہے۔ یاد رہے کہ یہ واقعہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لئے سورج کو لوٹانے کے علاوہ ہے۔

امام احمد رضا خان محدث بریلی علیہ الرحمہ کے ارشاد کا مطلب واضح ہے کہ قیامت تک غوث (اولیاء کاملین کا ایک منصب) رہے گا۔ انہیں کے وجود مسعود کی برکت سے زمین و آسمان قائم ہیں۔ بوقت قیامت ان کا وصال ہو جائے گا۔ امام احمد رضا خاں محدث بریلی علیہ الرحمہ کا فرمان تو عین حدیث سے ثابت ہے۔ اگر اعتراض کرنا ہے تو پھر محدثین پر کریں جنہوں نے ایسی روایات نقل کیں۔ حیرت کی بات ہے کہ احادیث محدثین نقل کریں اور اعتراض امام احمد رضا خان محدث بریلی علیہ الرحمہ پر کیا جائے؟

دراصل مرزا صاحب جیسے لوگ محدثین پر اعتراض کرنے کی ہمت تو نہیں رکھتے مگر اپنے جھوٹے مسلک کو ثابت کرنے کے لئے امام احمد رضا خان محدث بریلی علیہ الرحمہ کی ذات گرامی پر اعتراض کے سوا ان کے پلے کچھ بھی نہیں۔

مرزا صاحب اگر ہمت ہے تو درج ذیل احادیث ملاحظہ کریں اور پھر محدثین پر بھی اعتراض کر کے اپنے دعویٰ کو ثابت کریں۔

پہلی حدیث = اس حدیث کو مسند امام احمد جلد 1 کے صفحہ نمبر 112 پر نقل کیا گیا ہے۔ حدیث نمبر 896 ہے۔ مجمع الزوائد میں جلد 10 کے صفحہ نمبر 62 پر نقل کیا گیا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ابدال شام میں ہیں اور وہ چالیس ہیں۔ جب ایک بھی انتقال ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے دوسرا قائم کرتا ہے۔ انہی کے سبب بارش برسائی جاتی ہے، انہی سے دشمنوں پر مدد ملتی ہے، انہی کے باعث شام والوں سے عذاب پھیرا جاتا ہے۔

دوسری حدیث = معرفۃ الصحابہ میں حدیث نمبر 1173، طبرانی معجم کبیر جلد 10 کے صفحہ نمبر 181 پر حدیث نمبر 10390 نقل ہے۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: چالیس مرد قیامت تک ہوا کریں گے جن سے اللہ تعالیٰ زمین کی حفاظت لے گا۔ جب ان میں ایک انتقال کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے دوسرا قائم فرمائے گا اور وہ ساری زمین میں ہیں۔

اس حدیث کو بھی محدثین کرام نے حسن قرار دیا ہے۔ ان روایات کے علاوہ بھی بہت ساری اسانید صحیحہ موجود ہیں جس سے ابدال یا اللہ تعالیٰ کے ولی کے وجود مسعود کی وجہ سے اللہ تعالیٰ زمین والوں پر بارش اور رزق کی فراوانی فرماتا ہے۔

☆ بخاری شریف کتاب الجہاد کی یہ حدیث بھی موجود ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تمہیں رزق اور مدد دی جاتی ہے تمہارے ضعیفوں کی وجہ سے۔

آخر میں مسلم شریف کی حدیث نمبر 148، صحیح ابن حبان کی حدیث نمبر 6849 اور مسند امام احمد ابن حنبل کی حدیث نمبر 12043 ملاحظہ فرمائیں۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک زمین پر اللہ اللہ کہنے والا باقی ہے۔

اس حدیث کے تحت مرقات شرح مشکوٰۃ جلد 10 کے صفحہ نمبر 237 پر امام ملا علی قاری علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ اس سے معلوم ہوا عامل علماء، نیک بندوں اور عام مومنوں کی برکت سے دنیا باقی ہے۔

مرزا صاحب کی خدمت میں عرض ہے کہ اس حدیث میں زمین کے قائم رہنے کی شرط کو اللہ اللہ کہنے سے مشروط کیا ہے اور اللہ اللہ کا ورد ایک نیک شخص یا ولی اللہ ہی کرتا ہے اور جب نیک بندے کے اللہ اللہ کہنے کی وجہ سے زمین قائم ہے تو پھر ابدال اور اولیاء کے وجود کی وجہ سے زمین اور آسمان کے قائم رہنے کا قول کیسے غلط ہوسکتا ہے؟

مرزا صاحب اگر نکتہ چینی سے اپنی نگاہوں کو ہٹا کر تھوڑا وقت علم حاصل

کرنے میں لگا دیں تو انہیں بھی ضرور یہ احادیث نظر آئیں گی۔ ہم مرزا صاحب کو دعوتِ فکر دیتے ہیں کہ وہ اپنے علم کو وسیع کریں۔ سادہ لوح مسلمانوں کو اختلافات میں ڈالنے کے بجائے صحیح دین پیش کریں۔

4: یا جنید یا جنید کا تحقیقی جائزہ:

انجینئر محمد علی مرزا صاحب اعتراض کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

علماء کا نظریہ:

ایک مرتبہ حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ دجلہ پر تشریف لائے اور یا اللہ کہتے ہوئے اس پر زمین کی مثل چلنے لگے۔ بعد میں ایک شخص آیا' اسے پار جانے کی ضرورت تھی۔ کوئی کشتی اس وقت موجود نہیں تھی۔ جب اس نے حضرت کو جاتے ہوئے دیکھا۔ عرض کی! میں کس طرح آؤں گا؟ فرمایا: یا جنید یا جنید کہتا چلا آ...... اس نے یہی کہا اور دریا پر زمین کی طرح چلنے لگا۔ جب بیچ دریا میں پہنچا۔ شیطان لعین نے دل میں وسوسہ ڈالا کہ حضرت خود تو یا اللہ کہیں اور مجھ سے یا جنید کہلواتے ہیں۔ میں بھی یا اللہ کیوں نہ کہوں۔ اس نے یا اللہ کہا اور ساتھ ہی غوطہ کھایا اور پکارا! حضرت میں چلا' فرمایا: وہی کہہ یا جنید یا جنید...... جب کہا دریا سے پار ہوا۔ عرض کی حضرت یہ کیا بات تھی۔ آپ اللہ کہیں تو پار ہوں اور میں کہوں تو غوطہ کھاؤں۔ فرمایا...... ارے نادان! ابھی تو جنید تک تو پہنچا نہیں۔ اللہ تک رسائی کی ہوس ہے (ملفوظات امام احمد رضا خان جلد 1 ص 97)

وحی کا فیصلہ:

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پیچھے سواری پر بیٹھا ہوا تھا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے بیٹے تو اللہ کے احکام کی حفاظت کر۔ اللہ تیری حفاظت فرمائے گا۔ اللہ کے حقوق کا خیال رکھے تو اسے اپنے سامنے پائے گا۔ (جب تو سوال کرے تو صرف اللہ سے کرنا اور جب تو مدد طلب کرے تو اللہ ہی سے مدد طلب کرنا) اور جان لے کہ اگر پوری اُمت بھی جمع ہو کر تجھے کوئی فائدہ پہنچانا چاہے تو نہیں پہنچا سکے گی مگر جو اللہ چاہے..... اور اگر پوری اُمت بھی جمع ہو کر تجھے نقصان پہنچانا چاہے تو نہیں پہنچا سکے گی مگر جو اللہ چاہے (تقدیر لکھنے کے بعد) قلم اٹھ گئے اور صحیفے خشک ہو گئے۔ (ترمذی)

جواب: عرض یہ ہے کہ مرزا صاحب نے جو ملفوظات پر اعتراض کیا ہے وہ تحقیق کے خلاف ہے۔ ملفوظات اسے کہا جاتا ہے جو کسی سے سن کر وقتاً فوقتاً لکھے گئے جس میں تغیر اور تبدیلی کے امکانات ہمیشہ رہتے ہیں مگر جو خود اپنے ہاتھوں سے لکھی ہوئی کسی عالم کی کتاب ہو وہ مستند ہوتی ہے اور پھر ایک عالم کی کتاب میں لکھی ہوئی بات کے مقابل ملفوظات کی کوئی عبارت آجائے تو پھر ملفوظات کو ہم نہیں مانیں گے لہذا ملفوظات میں تحریر اس واقعہ کو امام احمد رضا خان نے غلط لکھا ہے۔

چنانچہ فتاوی رضویہ جلد 26 کے صفحہ نمبر 436 پر امام احمد رضا خان صاحب کی خدمت میں اس واقعہ کو بیان کر کے پوچھا گیا' کیا فرماتے ہیں علمائے دین۔

امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ نے جواب دیتے ہوئے فرمایا: یہ غلط ہے کہ سفر میں دریا ملا بلکہ دجلہ ہی کے پار جانا تھا اور یہ بھی زیادہ ہے کہ میں اللہ اللہ کہتا چلوں گا اور یہ محض افتراء (بہتان) ہے کہ انہوں نے فرمایا تو اللہ اللہ مت کہہ۔

مرزا صاحب! جب اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان کا اس بات کی تردید میں فتویٰ موجود ہے تو پھر ان پر الزام جہالت کے سوا اور کچھ بھی نہیں۔

فتاوی رضویہ کے اصل ٹائٹل کا عکس

من یرد اللہ بہ خیرا یفقہہ فی الدین

العطایا النبویۃ فی الفتاوی الرضویۃ

مع تخریج و ترجمہ عربی عبارات

تحقیقات نادرہ پر مشتمل چودھویں صدی کا عظیم الشان
فقہی انسائیکلوپیڈیا

جلد ۲۶

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ العزیز
۱۲۷۲ھ ——— ۱۳۴۰ھ
۱۸۵۶ء ——— ۱۹۲۱ء

رضا فاؤنڈیشن ۔ جامعہ نظامیہ رضویہ
اندرون لوہاری دروازہ، لاہور پاکستان (۵۴۰۰۰)
فون ۷۶۲۵۷۷۲ ۷۶۵۷۳۱۲

فتاویٰ رضویہ کا صفحہ جس میں امام احمد رضا نے یا جنید والے واقعہ کو غلط لکھا

تمہارے مال و اولاد آزمائش ہیں ایسا نہ ہو کہ ان کے سبب یاد الٰہی سے غافل ہو جاؤ، اور جو ایسا کرے گا وہ نقصان پائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۲۲ از شہر گیا محلہ نذر گنج مسئولہ شمس الدین احمد اسلم اللہ تعالیٰ ۸ شوال ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ خضر علیہ السلام مالک بحر ہیں یا بر بھی؟ اور ادریس علیہ السلام اب کہاں ہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب

مالک بحر و بر و ہر خشک و تر اللہ عزوجل ہے اور اس کی عطا سے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، حضور کی نیابت سے خضر علیہ السلام کے تصرفات خشکی و دریا دونوں میں ہیں۔ اور ادریس علیہ السلام آسمان پر ہیں، قال اللہ تعالیٰ ورفعنٰہ مکاناً علیاً (اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے اور ہم نے اسے بلند مکان پر اٹھا لیا۔ت) واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۲۳ از شفاخانہ فرید پور ڈاکخانہ خاص اسٹیشن تمبر پور مسئولہ عظیم اللہ کمپونڈر ۶ رمضان ۱۳۳۹ھ

(کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ جنید ایک بزرگ کامل تھے انہوں نے سفر کیا، راستے میں ایک دریا پڑا اس کو پار کرتے وقت ایک آدمی نے کہا کہ مجھ کو بھی دریا کے پار کر دیجئے، تب ان بزرگ کامل نے کہا تم میرے پیچھے یا جنید یا جنید کہتے چلو اور میں اللہ اللہ کہتا چلوں گا۔ درمیان میں وہ آدمی بھی اللہ اللہ کہنے لگا تب وہ ڈوبنے لگا، اس وقت اُن بزرگ نے کہا کہ تو اللہ اللہ مت کہہ یا جنید یا جنید کہہ، تب اس آدمی نے یا جنید یا جنید کہا جب وہ نہیں ڈوبا۔ یہ درست ہے یا نہیں؟ اور بزرگ کامل کے لئے کیا حکم ہے اور آدمی کے لئے کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب

یہ غلط ہے کہ سفر میں دریا ملا بلکہ دجلہ ہی کے پار جانا تھا، اور یہ بھی زیادہ ہے کہ میں اللہ اللہ کہتا چلوں گا، اور یہ محض افترا ہے کہ انہوں نے فرمایا تو اللہ اللہ مت کہہ۔ یا جنید کہنا خصوصاً حیات دنیاوی میں خصوصاً جبکہ پیش نظر موجود ہیں اسے کون منع کر سکتا ہے کہ آدمی کا حکم پوچھا جائے اور حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے حکم پوچھنا کمال بے ادبی و گستاخی و دریدہ دہنی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔)

5: شکاری جانوروں کی سی آواز کا تحقیقی جائزہ

انجینئر محمد علی مرزا صاحب اعتراض کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

☆ علماء کا نظریہ:

سورۃ کہف آیت نمبر 110 میں ہے

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ

اے محبوب فرما دو کہ میں تم جیسا بشر ہوں......

اس آیت میں کفار سے خطاب ہے چونکہ ہر چیز اپنی غیر جنس سے نفرت کرتی ہے لہذا فرمایا گیا کہ اے کفار! تم مجھ سے گھبراؤ نہیں۔ میں تمہاری جنس سے ہوں یعنی بشر ہوں (جیسا کہ) شکاری جانوروں کی سی آواز نکال کر شکار کرتا ہے۔ اس سے کفار کو اپنی طرف مائل کرنا مقصود ہے۔

(جاء الحق' ص 145)

☆ وحی کا نظریہ:

اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَبِيْلًا

ترجمہ: (اے محبوب) ذرا دیکھو تو یہ (گستاخ) لوگ آپ کے متعلق کیسی کیسی مثالیں بیان کرتے ہیں۔ سو وہ گمراہ ہو گئے پس وہ راستہ ہدایت نہیں پاسکتے۔ (بنی اسرائیل آیت 48)

جواب: عرض یہ ہے کہ مرزا صاحب نے مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ کی عبارت پر کچھ اعتراض نقل نہیں کیا اور جواب میں قرآن کی ایک آیت نقل کردی۔ اس آیت کو نقل کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مرزا صاحب کو حضور ﷺ کے متعلق مثال کرنے پر اعتراض ہے۔ ان کو شاید مفتی صاحب کی عبارت سے یہ معلوم ہو رہا ہے کہ مفتی صاحب نے حضور ﷺ کو شکاری سے تشبیہ دی، اس بارے میں چند باتیں عرض کرتا ہوں۔

1...... مرزا صاحب نے دھوکہ اور فریب سے کام لیتے ہوئے مفتی صاحب کی عبارت میں بریکٹ میں جو الفاظ (جیسا کہ) خود اضافہ کیا ہے حالانکہ جاء الحق میں (جیسا کہ) الفاظ موجود نہیں ہے۔ آپ لوگ خود جاء الحق کی مذکورہ عبارت دیکھ کر تسلی کر سکتے ہیں۔

2۔ مرزا صاحب نے پھر دھوکہ اور فریب سے لوگوں پر یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی ہے کہ مفتی صاحب نے حضور ﷺ کو شکاری سے تشبیہ دی ہے مگر مفتی صاحب کی عبارت میں ایسے تشبیہ کی کوئی صراحت تک نہیں ہے کیونکہ مفتی صاحب کی جو عبارت مرزا صاحب نے نقل کی ہے، وہ ایک جملہ

نہیں بلکہ اس میں کئی جملے ہیں۔

پہلی بات: اس آیت میں کفار سے خطاب ہے چونکہ ہر چیز اپنی غیر جنس سے نفرت کرتی ہے لہذا فرمایا گیا کہ اے کفار! تم مجھ سے گھبراؤ نہیں۔ میں تمہاری جنس سے ہوں یعنی بشر ہوں۔

دوسری بات: شکاری جانوروں کی سی آواز نکال کر شکار کرتا ہے۔

تیسری بات: اس سے کفار کو اپنی طرف مائل کرنا مقصود ہے۔

مرزا صاحب کی عقلمندی اور ذہانت دیکھیے کہ انہوں نے ان تین جملوں کو نقل کرتے ہوئے ایک جملہ بنا دیا۔ اور مفہوم عبارت کا کچھ کا کچھ کر دیا۔ ان جملوں میں کسی مقام پر بھی حضور ﷺ کو شکاری سے تشبیہ نہیں دی گئی۔

بالفرض یہ مان بھی لیا جائے کہ مفتی صاحب نے اس عبارت میں شکاری سے تشبیہ دی بھی ہے تو پھر بھی گستاخی کا احتمال نہیں ہے کیونکہ اہل علم پر یہ بات پوشیدہ نہیں کہ مثال میں صرف وجہ تمثیل کا لحاظ ہوتا ہے، تمام چیزوں میں اشتراک ہونا لازم نہیں۔

مثال کے طور پر جیسے تمام مکاتب فکر کے لوگ اس بات پر متفق ہیں کہ حضرت مولا علی اور حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہما کا لقب شیر خدا ہے اور اگر اب کوئی اعتراض کرنے والا یہ کہہ دے کہ دیکھو مولا علی کو ایک شیر سے تشبیہ دی اور شیر تو بڑا خونخوار ہوتا ہے، کمزور جانوروں پر ظلم کرتا ہے تو کیا یہ اعتراض

درست مانا جائے گا؟ نہیں ہرگز نہیں..... حالانکہ مولا علی رضی اللہ عنہ کو شیر سے تشبیہ صرف ایک وجہ سے دی جاتی ہے اور وہ بہادری ہے۔

اسی طرح مفتی صاحب کی عبارت میں بھی بالفرض اگر اس اعتراض کو تسلیم کیا جائے۔ شکاری کی مثال صرف اور صرف مانوس ہونے کی علت کو بیان کرنے کے لئے ہے۔

اور پھر ہمارے مرزا صاحب کچھ اور زحمت کرتے اور آگے کی لائنوں کو بھی ذرا دیانت داری سے پڑھ لیتے تو ہوسکتا ہے کہ کچھ غیرت جاگ جاتی۔
الغرض آگے مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

''ہماری بشریت اور محبوبِ خدا ﷺ کی بشریت میں کوئی نسبت نہیں۔ مولانا (روم) مثنوی میں فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کی بشریت ہزار ہا جبریلی حیثیت سے اعلیٰ ہے'' (جاء الحق صفحہ نمبر 395)

مرزا صاحب! اب آپ کے ذہن میں یہ بات اچھی طرح آ گئی ہوگی کہ مفتی صاحب تو حضور ﷺ کے برابر کسی کو نہیں سمجھتے چہ جائیکہ ایک شکاری کے برابر ٹھہرائیں۔

الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون

وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا

حصہ اول

مصنف

حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ

قادری پبلشرز منظور منزل ۳۲ اردو بازار لاہور

6: کشف المحجوب میں حضور ﷺ پر حالتِ سُکر کا بیان کا تحقیقی جائزہ:

انجینئر محمد علی مرزا صاحب اعتراض کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

☆ علماء کا نظریہ:

حضرت داؤد کی ایک نظر جب وہاں پڑی جہاں نہ پڑنی چاہیے تھی یعنی اوریا کی بیوی پر۔ تو آپ علیہ السلام کو حق تعالیٰ کی طرف سے تنبیہ کا سامنا کرنا پڑا...... ہمارے پیغمبر ﷺ کی ایک اس طرح کی نگاہ حضرت زید رضی اللہ عنہ کی بیوی پر پڑی تو حضرت زید رضی اللہ عنہ پر ان کی بیوی حرام ہوگئی۔ (انہی کے بعد نبی پاک ﷺ نے نکاح فرمایا۔ یعنی ام المومنین حضرت زینب) اس لئے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کی نظر حالت صحو (یعنی حالت ہوش) میں تھی اور ہمارے پیغمبر ﷺ کی نظر حالت سُکر (یعنی مدہوشی کی حالت) میں تھی (کشف المحجوب باب 14، سکر اور صحو کا بیان)

وحی کا فیصلہ:

وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰیۙ o مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا

غَوٰی ۝ وَ مَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی- اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی

ترجمہ: قسم ہے ستارے کی جب وہ اترے۔ تمہارے صاحب محمد ﷺ) نہ تو کبھی بھٹکے ہیں اور نہ ہی ٹیڑھی راہ پر چلے اور نہ ہی وہ اپنی خواہش نفس سے کوئی بات کہتے ہیں بلکہ وہ تو نہیں مگر وحی جو (اللہ کی طرف) انہیں کی جاتی ہے۔

جواب: عرض یہ ہے کہ انجینئر محمد علی مرزا صاحب نے جھوٹ بولنے کے سارے ریکارڈ توڑ دیے ہیں۔ کتابیں کھول کر اعتراضات کی بھرمار کرنا بہت آسان ہے، تحقیق کرنا بڑا مشکل کام ہے۔

پہلی بات: اس بارے میں عرض یہ ہے کہ مرزا صاحب نے جو اس عبارت میں صحو کے معنی ہوش اور سکر کے معنی مدہوشی کے کئے ہیں وہ سیاق و سباق سے ہٹ کر اور فریب کاری سے کیا ہے کیونکہ داتا حضور نے اس عبارت میں کسی بھی جگہ حالت صحو اور حالت سکر کے معنی نہیں کئے جبکہ بریکٹ () میں اس کے دیئے ہوئے معنی بالکل غلط ہیں اور مرزا صاحب کی تحریف اور اضافہ جات ہیں۔

دوسری بات: حضرت داؤد علیہ السلام کی عبارت نقل کرنے سے پہلے

حضور داتا صاحب حالتِ صحو اور حالتِ سُکر کی تعریف حضرت بایزید بسطامی علیہ الرحمہ سے کچھ یوں کرتے ہیں اور جن لوگوں نے سُکر کو صحو سے افضل سمجھا ہے' ان میں سے حضرت بایزید بسطامی علیہ الرحمہ اور ان کے متبعین ہیں۔ وہ (حضرت بایزید بسطامی علیہ الرحمہ) کہتے ہیں کہ صحو' صفیت آدمیت پر تمکین واعتدال کی صورت پیدا کرتا ہے اور یہ اللہ تعالیٰ سے حجابِ اعظم ہے......اور سُکر آفت کے زائل ہونے' صفاتِ بشریت میں نقص آنے' بندے کے اختیار وتدبیر کے چلے جانے' معنوی بقاء کے ساتھ حق تعالیٰ میں بندے کے تصرفات کے فنا ہونے اور اس کے قوت کے فنا ہونے سے جو بندے میں اس کی جنس کے خلاف ہے' سے حاصل ہوتی ہے اور یہ حالت صحو سے زیادہ بلیغ' زیادہ تام اور زیادہ کامل ہوتی ہے۔

چنانچہ حضرت داؤد علیہ السلام حالت صحو میں تھے تو ان سے ایک فعل صادر ہوا جسے حق تعالیٰ نے ان سے منسوب کر دیا اور فرمایا "وَ قَتَلَ دَاوٗدُ جَالُوْتَ (سورۂ بقرہ آیت 251) اور داؤد نے جالوت کو قتل کیا اور مصطفی ﷺ حالتِ سُکر میں تھے چنانچہ ایک فعل آپ ﷺ سے صادر ہوا تو حق تعالیٰ نے وہ فعل اپنی طرف منسوب فرمالیا......قول تعالیٰ...... وَ مَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی

(سورۂ انفال آیت 17)

اور آپ نے کنکریاں نہیں پھینکی جب آپ نے پھینکی لیکن وہ تو اللہ نے پھینکیں۔

پس دیکھئے کہ بندے (نبی پاک ﷺ) کا بندے (حضرت داؤد علیہ السلام) کے درمیان کتنا فرق ہے۔ ایک بندہ (حضرت داؤد علیہ السلام) جو اپنے وجود میں قائم تھا اور اپنی صفات سے ثابت اس کے متعلق ارشاد ہوا کہ تم نے قتل کیا' یہ اس کی کرامت کا اظہار تھا اور ایک وہ بندہ (نبی پاک ﷺ) ہے جو حق تعالیٰ کے ساتھ قائم رہتا تھا اور اپنی صفات سے فانی ہو چکا تھا۔ اس فعل کو (اللہ تعالیٰ نے) اپنا فعل فرمایا اور کہا کہ جو کچھ (آپ ﷺ نے) کیا ہم نے کیا۔

پس بندے کے فعل کی نسبت خدا تعالیٰ کے ساتھ ہونا اس نسبت سے بہتر ہے جو حق تعالیٰ کے فعل کی نسبت ہو اور بندے سے کی جائے۔ جب حق کے فعل کی نسبت بندے کے ساتھ ہو تو بندہ اپنے وجود کے ساتھ قائم ہوتا ہے اور جب بندے کے فعل کی نسبت حق تعالیٰ سے ہو تو حق تعالیٰ سے قائم ہوتا ہے۔ جب بندہ اپنے وجود کے ساتھ قائم ہوتا ہے تو اس کی حالت وہی ہوتی ہے جو داؤد علیہ السلام کی تھی۔ ان کی نظر اس جگہ پڑی۔ (کشف المحجوب' ص 230' کرمانوالہ بک شاپ)

اے میرے مسلمان بھائیو! اس عبارت میں کسی جگہ سحو کی تعریف میں

حالت ہوش اور سکر کی تعریف میں حالت مدہوشی نہیں لکھا مگر مرزا صاحب نے اس عبارت میں اپنا ترجمہ گھسیڑنے کی جو ہمت کی ہے اللہ تعالیٰ سے وہ اس تبدیلی کی معافی مانگیں اور اس عبارت پر اعتراض کرنے سے رجوع کریں۔

تیسری بات: حضور داتا صاحب نے کشف المحجوب میں سکر و صحو کے باب کے بالکل شروع میں لکھا ہے۔ اگر مرزا صاحب اس عبارت کو ہی پڑھ لیتے تو ایسا اعتراض کرنے کی جسارت نہ کرتے۔ حضور داتا صاحب فرماتے ہیں۔

جان لے اللہ تعالیٰ تجھے سعادت دے کہ سکر و غلبہ کو ارباب معانی نے اللہ تعالیٰ کے غلبۂ محبت سے عبارت کیا ہے اور صحو حصول مراد سے عبارت ہے۔ اہل معانی نے ان کے بارے میں خاص سخن زنی کی ہے۔ (کشف المحجوب ص230' کرمانوالہ بک شاپ)

اس باب کے اختتام پر داتا صاحب نے پھر صحو اور سکر کی اقسام بھی بیان کی ہیں۔ اگر مرزا صاحب ان اقسام کی بحث ہی پڑھ لیتے تو ہوش اور مدہوشی والا ترجمہ اپنی طرف سے نہ کرتے۔

حضرت سید علی بن عثمان ہجویری داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ

مترجم

حضرت علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری

ضیاء القرآن پبلی کیشنز
لاہور۔ کراچی ۰ پاکستان

داتا صاحب پہلے ہی صحو اور سکر کی تعریف کر چکے ہیں

مرزا نے داتا صاحب پر بہتان باندھا

کشف المحجوب (مترجم) 367 ضیاء القرآن پبلی کیشنز

سکر اور صحو

یاد رکھو! اللہ تمہیں نیکی دے، سکر و غلبہ یہ دونوں لفظ ارباب معانی میں استعمال ہوتے تھا۔ غلبہ سے مراد غلبہ محبت جل شانہ ہے (اور صحو ایک ایسا لفظ ہے کہ ارباب معانی کے ہاں حصول مراد معنی میں مستعمل ہے۔ اہل معانی کے ہاں اس میں بہت کلام ہے۔ ایک جماعت تو صحو پر سکر کو فضیلت دیتی ہے اور وہ ابو یزید اور ان کی جماعت ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ صحو تمکین و اعتدال پر صفت آدمیت کی صورت پکڑ لیتا ہے اور یہ حجاب اعظم ہے حق تعالیٰ شانہ سے۔ جبکہ سکر زوال آفات، نقص صفات بشریت اور تدابیر دنیا و اختیار ذاتی کو دور کر دیتا ہے۔ اور صاحب سکر کے تمام تصرفات اختیار حق کے ساتھ فنا ہو جاتے ہیں اور تمام تدابیر و اختیارات کی قوتیں زائل ہو جاتی ہیں اور وہ معانی جو اس کے وجود میں بصورت قوی رہ جاتے ہیں وہ اس کی جنس بشریت سے بالا ہوتے ہیں۔ وہی اس کے حال میں اقوی، ابلغ، اتم و اکمل ہوتے ہیں)

جیسا کہ داؤد علیہ السلام جب بحالت صحو تھے ان کے تمام افعال ان کی طرف سے وجود میں آتے تھے۔ اور اس وقت تک ان کے فعل کو اللہ تعالیٰ نے انہی کی طرف منسوب فرمایا۔ جیسا کہ ارشاد ہے: وَقَتَلَ دَاوٗدُ جَالُوْتَ "اور قتل کیا داؤد علیہ السلام نے جالوت کو" اور ہمارے آقا و مولیٰ حضور سید عالم ﷺ حالت سکر میں تھے تو آپ کا ہر وہ فعل جو آپ کی طرف سے ظہور میں آیا اللہ تعالیٰ نے اس کی نسبت اپنی طرف فرمائی اور کہا:

وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى ۚ (انفال:17)

"اور اے محبوب! وہ کنکریاں تم نے نہیں پھینکیں جب تم نے پھینکیں وہ اللہ تعالیٰ نے پھینکی تھیں"۔

فشتان ما بین عبد و عبد تو جو بندہ اپنی ذات کے ساتھ قائم تھا اور اپنی صفات میں ثابت اسے فرمایا تو نے کیا منصب کرامت کے ساتھ، اور جو بندہ معظم اپنے رب کے ساتھ قائم اور اپنی صفات کے ساتھ فانی تھا، اسے فرمایا: ہم نے کیا جو کچھ تو نے کیا۔ تو ذات مجمع الصفات کی طرف اضافت فعل بندہ بہتر ہے اس اضافت سے جو بندہ اپنی طرف قائم رکھے۔

اس میں کہیں ہوش اور مدہوشی کا ذکر نہیں یہ مرزا کا بہتان ہے

تو جب فعل حق بندہ کی طرف منسوب ہو تو بندہ خود قائم ہوتا ہے۔ اور جب بندہ کا فعل حق کی طرف منسوب ہو تو بندہ حق کے ساتھ قائم ہوتا ہے (چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ سیدنا داؤد علیہ السلام کی نظر مبارک وہاں پڑی جہاں پڑنی نہ چاہیے تھی۔ یعنی ایک عورت پر جو اوریا کی عورت تھی جسے دیکھا وہ ان پر حرام تھی۔ اور جب بندہ حق کے ساتھ قائم ہو گیا جیسے حضور ﷺ کی نظر تو آپ کی بھی پڑی اسی طرح زید کی بیوی پر مگر وہ بیوی زید پر حرام ہو گئی۔ اس لئے کہ داؤد کی نظر جو داؤد کی تھی وہ محل صحو میں تھی اور یہ نظر جو حضور ﷺ کی تھی یہ محل سکر میں تھی۔)

پھر جو لوگ صحو کو سکر پر فضیلت دیتے ہیں وہ حضرت جنید رضی اللہ عنہ اور ان کے متبعین ہیں وہ کہتے ہیں کہ سکر محل آفت ہے کیونکہ یہ اپنے احوال کو تشویش میں ڈالنا اور صحت کا فنا ہے اور اپنے سررشتہ کا گم کر دینا ہے اور طالب کے ہر پہلو میں قاعدہ یہ ہے کہ وہ فنا ہو یا بقا، رہے محو ہو یا برائے اثبات قائم رہے۔ جب وہ صحیح الحال ہی نہیں رہا تو تحقیق کا فائدہ حاصل نہیں ہو سکتا۔

اس لئے کہ اہل حق کا دل تمام موجودات سے مجرد ہونا چاہیے۔ اور بینائی کی بنا پر اشیاء میں کبھی راحت نہیں پاتی اور آفات سے رستگاری نہیں ملتی اور مخلوق کا ماسوی اللہ میں پھنسا رہنا اسی وجہ سے ہوتا ہے کہ وہ اشیاء کو جیسی کہ وہ ہیں نہیں دیکھ سکتے۔ اور اشیاء کا ملاحظہ جیسی کہ وہ ہیں دو طرح پر ہوتا ہے: ایک یہ کہ دیکھنے والا ہر شے کو چشم بقا دیکھے۔ دوسرا یہ کہ اس شے کو چشم فنا دیکھے۔ اگر وہ چشم بقا دیکھے گا تو کل اشیاء اپنی بقا میں ناقص نظر آئیں گی۔ کیونکہ اشیاء باقی رہنے کے حال میں اپنے سے باقی نہیں پاتا۔ اور اگر چشم فنا دیکھے گا تو کل اشیاء واجب تعالیٰ کے پہلو میں فانی نظر آئیں گی۔ تو یہ دونوں نظریں موجودات کے دیکھنے والوں کو اعراض پر مجبور کر دیتی ہیں۔

اسی لئے حضور ﷺ نے بحالت دعا فرمایا:

اَللّٰھُمَّ اَرِنَا الْاَشْیَاءَ کَمَا ھِیَ

"اے اللہ ہمیں اشیاء کو اس حال میں دکھا جیسی کہ وہ ہیں"۔

7: چشتی رسول اللہ کے کلمہ پر تحقیقی جائزہ

انجینئر محمد علی مرزا صاحب اعتراض کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

علماء کا نظریہ:

خواجہ قطب الدین بختیار کاکی صاحب (جو خلیفہ تھے خواجہ معین الدین چشتی صاحب کے) ایک دفعہ ان کے پاس ایک شخص آیا اور عرض کیا کہ میں مرید ہونے آیا ہوں۔ خواجہ صاحب نے فرمایا جو کچھ ہم کہیں گے' کرے گا۔ اگر یہ شرط منظور ہے تو مرید کروں گا۔ اس نے کہا جو کچھ آپ کہیں گے' وہی کروں گا۔ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی نے فرمایا: تو کلمہ اس طرح پڑھتا ہے (لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ) تو اب ایک بار اس طرح پڑھ (لا الہ الا اللہ چشتی رسول اللہ) چونکہ راسخ العقیدہ تھا۔ اس نے فوراً پڑھ لیا۔ خواجہ صاحب نے اس سے بیعت لی اور بہت کچھ خلعت ونعمت عطا فرمایا اور کہا: میں نے فقط تیرا امتحان لیا تھا کہ تجھ کو مجھ سے کس قدر عقیدت ہے ورنہ میرا مقصود نہ تھا کہ تجھ سے اس طرح کلمہ پڑھواؤں (خواجہ فرید الدین گنج شکر صاحب' ہشت بہشت (فوائد السالکین) صفحہ نمبر 19، شبیر برادرز لاہور)

وحی کا فیصلہ:

ترجمہ صحیح حدیث: سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے۔

(1) گواہی دینا (لا الہ الا اللہ) اور یہ کہ (محمد رسول اللہ ﷺ) اور (2) نماز قائم کرنا اور (3) حج کرنا اور (4) اور زکوٰۃ دینا (5) رمضان کے روزے رکھنا (صحیح بخاری' کتاب الایمان' حدیث نمبر 8)

جواب: عرض یہ ہے کہ مرزا صاحب نے فوائد السالکین کا حوالہ دے کر کون سا اہم کام کر دیا ہے۔ اس حوالے کے بارے میں چند معروضات پیش خدمت ہیں۔

پہلی بات: یہ کہ کسی بھی اعتراض کے جواب کئی طرح کے ہوتے ہیں۔ ایک تحقیقی اور دوسرا الزامی اور تیسرا کسی بھی اعتراض کو فرضاً مان کر جواب۔

دوسری بات: چشتی رسول اللہ کا کلمہ پڑھوانا کسی بھی سند صحیحہ کے ساتھ حضرت خواجہ معین الدین چشتی علیہ الرحمہ سے ثابت نہیں۔ اگر اعتراض کرنا ہے تو یہ بات باسند صحیح ثابت کریں کیونکہ یہ فوائد السالکین نامی کتاب تو حضرت خواجہ معین الدین چشتی کی اپنی نہیں ہے۔

تیسری بات: اگر کوئی یہ جواب دے کہ فوائد السالکین تو حضرت خواجہ

قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمہ کے ملفوظات ہیں جو ان کے مرید اور ان کے خلیفہ مقصود حضور بابا فرید الدین گنج شکر علیہ الرحمہ نے جمع کئے ہیں' تو اس بارے میں جواباً عرض یہ ہے کہ فوائد السالکین نامی کتاب کا حضرت قطب الدین کاکی علیہ الرحمہ کی طرف انتساب اور حضرت بابا فرید الدین گنج شکر علیہ الرحمہ کا ان ملفوظات کو جمع کرنا بھی مشکوک ہے' غیر معتبر ہے۔ کیونکہ اس کتاب کے جتنے بھی نسخے ابھی تک دریافت ہوئے یا جن لوگوں نے فوائد السالکین کا انتساب ان لوگوں کی طرف کیا ہے' وہ سنداً ثابت نہیں۔ فوائد السالکین میں درج تمام مجالس 584ھ کی ہیں اور کسی نسخہ کی سند نہ تو متصل ہے اور نہ ہی اس دور کا لکھا یا مدون ہونا ثابت ہو سکا۔ لہذا جو کتاب سنداً بھی ثابت نہ ہو تو ایک جید عالم دین اور عالم باصفا صوفی کی طرف اس عبارت کا انتساب انتہائی جرأت مندی ہوگی۔

چوتھی بات: اگرچہ فوائد السالکین کا انتساب بحیثیت ملفوظات حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمہ کی طرف چند شخصیات نے کیا ہے۔ مگر اس بارے میں عرض یہ ہے کہ اگر یہ احتمال درست مان بھی لیا جائے تو موجودہ فوائد السالکین میں موجود چشتی رسول اللہ کا اس کتاب میں ہونا تحریف اور گڑبڑ کے علاوہ کچھ بھی نہیں...... کیونکہ موجودہ فوائد السالکین میں بہت ساری باتیں نہ تاریخی طور پر ثابت ہیں اور نہ تحقیقاً اور بہت سارے

واقعات تو گھڑے ہوئے لگتے ہیں۔

موجودہ فوائد السالکین نامی کتاب میں ایسے واقعات لکھے گئے ہیں جو اس کتاب کے لکھنے کے بہت عرصے بعد رونما ہوئے تو یہ کیسے ہو گیا کہ 50 یا 100 سال بعد کے واقعات اس کتاب میں بیان کر دیئے گئے؟ اسی بناء پر موجودہ فوائد السالکین نامی کتاب غیر معتبر اور ناقابل اعتبار ٹھہرتی ہے۔

لہٰذا تحقیقی طور پر یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اس کتاب کا انتساب ان بزرگ ہستیوں کی طرف کرنا جعلی اور من گھڑت ہے فوائد السالکین نہ تو خواجہ قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمہ کے ملفوظات ہیں اور نہ ہی ان کے جمع کرنے والے یا لکھنے والے حضرت بابا فرید گنج شکر علیہ الرحمہ ہو سکتے ہیں بلکہ یہ ہی کتاب نہیں۔ اس کے علاوہ فوائد الفوائد، اسرار الاولیاء بھی کافی مشکوک اور سنداً غیر معتبر ہیں۔

اے میرے مسلمانو! کوئی حیرت کی بات نہیں اور نہ ہی کوئی نئی بات ہے بلکہ زمانہ قدیم سے اہلسنت و جماعت اور صوفیاء کرام کی کتابوں میں تحریف ہوتی رہی۔ علامہ ابن عربی کی کتابوں کے ساتھ بھی یہ ہوا جبکہ علامہ امام شعرانی علیہ الرحمہ نے اس بات کا برملا اظہار کیا کہ ان کی حیات میں ان کی کتابوں میں تحریف ہوئی۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ اور شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ کی کتابوں کے ساتھ ان کی حیات میں جو ہوا وہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں۔ لہٰذا جب تک بات سنداً ثابت نہ ہو اس پر

کسی قسم کا کلام اور اعتراض اصول اور انصاف کے خلاف ہے۔

پانچویں بات: اہلسنت و جماعت نے چشتی رسول اللہ کے کلمہ کا جو جواب دیا ہے (کہ یہ واقعہ شطحیات کے قبیل میں سے ہے لہذا اس پر اعتراض نہیں کرنا چاہئے) ان جوابات سے یہ اخذ کرنا کہ یہ علمائے اہلسنت اس بات کو صحیح ثابت سمجھتے ہیں...... تو ایسی بات کرنا بھی جہالت ہے۔ کیونکہ علمائے اہلسنت نے ایسی عبارتوں کو ہرگز صحیح نہیں مانا بلکہ ان کو بالفرض محال صحیح مان کر ان کے جوابات دیئے ہیں جو اپنی جگہ درست ہیں...... مگر یہ بات اپنی جگہ قائم ہے کہ ان بزرگوں کے ایسے اقوال ثابت کرنے کے لئے قطعی ثبوت کی ضرورت ہے...... جبکہ دوسری طرف ایسی کتابوں کا انتساب کرنا بھی غلط ہے...... دوسری طرف ناشرین حضرات ایسی مشکوک کتابیں چھپواتے ہیں' ان کا الزام علماء اہلسنت پر ڈالنا غلط اور لغو ہے...... علماء اور مشائخ ایسی کتابوں کے مندرجات سے بری الذمہ ہیں جن کا انتساب صحیح ثابت نہ ہو سکے اور ان کتابوں سے بری الذمہ ہونے کا اقرار خود امام احمد رضا خان محدث بریلی علیہ الرحمہ نے متعدد مقامات پر فتاوی رضویہ میں کیا ہے اور امام احمد رضا خان محدث بریلی علیہ الرحمہ کے خلیفہ محدث اعظم ہند سید محمد کچھوچھوی علیہ الرحمہ نے بھی اسی کتابوں کا انتساب ان بزرگان دین کی طرف کرنے پر بڑی شدت سے رد کیا ہے لہذا اہلسنت و جماعت کے علماء پر ایسے اعتراضات کرنا جہالت ہے۔

8: لفظ شب باشی کا تحقیقی جائزہ

انجینئر محمد علی مرزا صاحب اعتراض کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

علماء کا نظریہ:

احمد رضا خاں بریلی نقل کرتے ہیں کہ انبیاء کرام کی قبور مطہرہ میں ازواج مطہرات پیش کی جاتی ہیں، وہ ان کے ساتھ شب باشی فرماتے ہیں۔

وحی کا فیصلہ:

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَ اَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ

نبی مومنوں کی جان سے بھی زیادہ ان کے مالک ہیں اور ان کی ازواج مومنوں کی مائیں ہیں (سورہ احزاب آیت 6)

جواب: سب سے پہلی بات یہ ہے کہ یہ عبارت امام احمد رضا خاں نے نقل نہیں کی بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اس عبارت کو امام عبد الباقی زرقانی علیہ الرحمہ نے زرقانی شریف میں علامہ ابن عقیل حنبلی علیہ الرحمہ کے حوالے سے نقل فرمایا ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ "شب باشی" کے جو معنی ہمبستری کے لیے گئے ہیں، یہ کم علم لوگوں کی بری ذہنیت کی عکاسی کرتی ہے حالانکہ "شب باشی" کے کئی معنی ہیں مگر بد دیانت لوگوں نے صرف ایک ہی معنی کو بنیاد بنا کر سادہ لوح مسلمانوں کو متنفر کرنے کی ناکام کوشش کی ہے۔ اب آپ کے سامنے مختلف لغات کی کتب سے "شب باشی" کے معنی پیش کرتا ہوں۔

☆ شب باشی کے لغوی معنی:

شب باشی کے معنی رات گزارنے کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔

شب باشی: رات کا قیام، رات رہنا (فیروز اللغات، صفحہ نمبر 760)

شب باشی: (مونث) رات گزارنا (اردو لغت، ص 242، مرکزی اردو بورڈ لاہور)

شب باشی: رات گزارنے والا (رائل اردو ڈکشنری، صفحہ نمبر 332)

اردو لغت کی مشہور کتاب فیروز اللغات صفحہ نمبر 736 مطبوعہ فیروز سنز لمیٹڈ لاہور میں ہے کہ شب باشی: رات کا قیام، رات رہنا۔ یعنی یہ فارسی ہے، اسم مونث ہے جس کا معنی رات بسر کرنا، رات رہنا، رات گزارنا ہیں۔

اب امام احمد رضا خاں علیہ الرحمہ کی بیان کردہ عبارت کو دیکھیں، جس کا معنی یہ بنتا ہے کہ ازواج مطہرات آپ ﷺ پر پیش کی جاتی ہیں یعنی ملاقات ہوتی ہے اور آپ ان کے ساتھ رات بسر کرتے ہیں۔

☆ایک اعتراض کا جواب:

ہوسکتا ہے کہ کوئی اعتراض کرے کہ دنیاوی زندگی بسر کرنے کے بعد جو اس دنیا سے کوچ کر جاتا ہے اس کے ساتھ کس حالت میں قیامت سے پہلے اس کے اہل خانہ اور بیویوں سے ملاقات ہوسکتی ہے؟

ایک نہیں' کئی احادیث میں انتقال کے بعد قیامت سے پہلے اہل خانہ سے ملاقات کا ثبوت ملتا ہے۔

پہلی حدیث = مسلم کتاب الفضائل حدیث نمبر 6264' ابن ماجہ کتاب الجنائز میں حدیث نمبر 1621 نقل ہے کہ حضور ﷺ نے وصال سے قبل حضرت فاطمہ کے ایک کان میں کچھ فرمایا۔ تو آپ روئیں اور دوسرے کان میں کچھ فرمایا تو آپ ہنسیں۔ حضرت بی بی عائشہ کے پوچھنے پر کہا کہ ایک کان میں اپنے انتقال کی خبر دی تو میں رونے لگی۔ دوسرے کان میں فرمایا کہ میرے عزیزوں میں تم سب سے پہلے مجھ سے ملوگی۔ اس پر میں ہنس دیں۔

دوسری حدیث = بخاری کتاب الزکوۃ میں حدیث نمبر 1420 نقل ہے۔ نسائی کتاب الزکوۃ میں حدیث نمبر 2543 نقل ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بعض بیویوں نے حضور ﷺ سے عرض کیا کہ ہم میں سے آپ کے ساتھ جلد تر ملنے والی بیوی کون ہے؟ حضور ﷺ

نے فرمایا: جس کا ہاتھ زیادہ تر لمبا ہے۔ سو آپ کی بیویوں نے کانے کا ایک ٹکڑا لیا، اس حال میں کہ اپنے ہاتھ ناپتی تھیں، سو حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کا ہاتھ سب سے زیادہ لمبا ٹھہرا، جب حضور علیہ کے انتقال کے بعد حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا تو ہم نے معلوم کیا کہ لمبے ہاتھ سے مراد سخاوت ہے اور ہم میں حضور علیہ کے ساتھ جلد تر ملنے والی حضرت زینب رضی اللہ عنہ تھیں کہ وہ خیرات کرنے کو بہت دوست رکھتی تھیں۔

ان تمام دلائل سے معلوم ہوا کہ وصال کے بعد بھی ملاقات ہوگی۔

9: کیا صرف زندوں کا وسیلہ جائز ہے؟

سوال: انجینئر محمد علی مرزا صاحب اعتراض کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ صرف زندوں کا وسیلہ لینا جائز ہے؟

جواب: ہر نیک ہستی کا وسیلہ جائز ہے خواہ وہ زندہ ہو یا وصال ہو چکا ہو کیونکہ رب کریم نے سورۃ مائدہ کی آیت 35 میں مطلق وسیلہ پکڑنے کا حکم دیا ہے۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ ابْتَغُوْۤا اِلَیْهِ الْوَسِیْلَةَ

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو

☆ حضور علیہ السلام کی دنیا میں آمد سے قبل بھی لوگ آپ کا وسیلہ مانگ کر دشمنوں پر فتح پاتے تھے چنانچہ سورۃ بقرہ آیت 89 میں ارشاد ہوتا ہے۔

وَ لَمَّا جَآءَهُمْ كِتٰبٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ ۙ وَ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ یَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِیْنَ كَفَرُوْا ۚ

اور جب ان کے پاس اللہ کی وہ کتاب آئی جو ان کے پاس (موجود) کتاب کی تصدیق کرنے والی ہے اور اس سے پہلے یہ اسی نبی کے وسیلہ سے کافروں کے خلاف فتح مانگتے تھے۔

تفسیر کبیر اور تفسیر جلالین میں الفاظ بھی نقل ہیں۔

اَللّٰهُمَّ افْتَحْ عَلَيْنَا وَانْصُرْ بِالنَّبِيِّ الْاُمِّيِّ

اے اللہ! ہمیں نبی امی کے صدقہ میں فتح و نصرت عطا فرما۔

حالانکہ ابھی نبی پاک ﷺ اس دنیا میں تشریف بھی نہیں لائے۔ اس کے باوجود ان کا وسیلہ پیش کیا جاتا تھا اور قرآن مجید جیسی لا ریب کتاب میں اسے بیان بھی کیا گیا اور اس وسیلے مانگنے کو ناجائز بھی نہیں کہا۔

جبکہ وسیلہ کی تعلیم خود نبی پاک ﷺ نے بھی دی چنانچہ حدیث شریف ملاحظہ فرمائیں۔

حدیث شریف = ترمذی کتاب الدعوات حدیث 3578 مطبوعہ دارالسلام پر حدیث نقل ہے۔

- ایک نابینا بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہوئے آنکھوں کے لئے۔ تو حضور ﷺ نے یہ دعا بتائی

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ وَ اَتَوَجَّهُ اِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ

مُحَمَّدٍ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ إِنِّي تَوَجَّهْتُ بِكَ إِلَى رَبِّي فِي حَاجَتِي هٰذِهٖ لِتُقْضٰى لِيَ اَللّٰهُمَّ فَشَفِّعْهُ فِيَّ۔

اے اللہ! میں تیری بارگاہ میں نبی رحمت کے وسیلہ سے سوال کرتا ہوں۔ یارسول اللہ! میں اپنی حاجت کے لئے آپ کو وسیلہ بناتا ہوں۔ اے اللہ! میرے حق میں آپ کی شفاعت قبول فرما۔

☆ کتاب عمل الیوم واللیلۃ حدیث 233 میں ہے کہ حضرت عثمان بن حنیف فرماتے ہیں۔ ابھی ہم وہاں سے اٹھے بھی نہ تھے کہ ان کی آنکھیں روشن ہو گئیں۔ ان کتابوں میں بھی یہ روایت موجود ہیں۔

1۔ طبرانی معجم صغیر' 2۔ دلائل النبوۃ للبیہقی' 3۔ الترغیب والترہیب' 4۔ مجمع الزوائد' 5۔ المستدرک للحاکم' 6۔ مسند امام احمد ابن حنبل

بعد از وصال بھی وسیلے سے مانگا گیا:

روایت: طبرانی معجم کبیر جلد اول کے صفحہ نمبر 183 پر نقل ہے کہ دور عثمانی میں ایک شخص اپنی حاجت کے لئے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پاس جاتا۔ آپ اس کی طرف توجہ نہ فرماتے۔ وہ شخص پریشان تھا۔ حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ نے اس کی پریشانی دیکھ کر یہ دعا پڑھنے کے لئے دی:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ وَاَتَوَجَّهُ (وسیلے والی)

اس نے یہ دعا پڑھی اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پاس گیا تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اسے بلا کر اپنے پاس بٹھایا اور حاجت پوری کر دی۔ وہ خوش ہو کر چلا گیا۔ اس کی ملاقات حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے ہوئی۔ اس نے کہا آپ کا شکریہ۔ آپ نے میری سفارش حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کی، میرا کام ہو گیا۔ یہ سن کر حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے کوئی سفارش نہیں کی۔ یہ سب اس دعا (دعائے وسیلہ) کی برکت ہے۔

معلوم ہوا کہ وصال کے بعد بھی اصحاب رسول نے حضور علیہ ﷺ کے وسیلے سے دعا مانگی۔

☆ دعاؤں کی مستند کتاب حصن حصین کے صفحہ نمبر 205 پر امام محمد بن جزری علیہ الرحمہ اس دعا کو نقل کر کے لکھتے ہیں کہ آج بھی کسی کو کوئی حاجت ہو تو اس دعا (دعائے وسیلہ) کو پڑھے۔

☆ تاریخ ابن ابی خیثمہ میں ہے کہ آج بھی حاجت کے لئے اس دعا (دعائے وسیلہ) کو پڑھنا چاہئے۔

☆ مرزا صاحب اس حدیث کو پیش کرتے ہیں بخاری شریف کتاب الاستسقاء حدیث نمبر 1010:

دورِ فاروقی میں قحط آیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نماز استسقاء پڑھائی اور حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کو وسیلہ بنایا (جو کہ حضور علیہ السلام کے سگے چچا تھے) بارش برسنے لگی۔

مرزا صاحب کا کہنا ہے کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ زندوں کا وسیلہ ہے۔

جواب: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کسی بھی بزرگ یا سفید داڑھی والے کے وسیلے سے دعا کیوں نہیں کی؟ حضور علیہ السلام کے چچا ہی کو کیوں وسیلہ بنایا؟ اس کا جواب علامہ بدرالدین عینی علیہ الرحمہ شرح بخاری عمدۃ القاری میں دیتے ہیں کہ منبر پر حضرت عباس رضی اللہ عنہ ہیں مگر وسیلہ رسول اللہ علیہ السلام کا ہے کیونکہ ان کی حضور علیہ السلام سے نسبت ہے۔

☆ بخاری کی شرح فتح الباری جلد 2 کے صفحہ نمبر 398 پر امام حجر عسقلانی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وسیلے کے لئے بٹھایا تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے اللہ کی بارگاہ میں یوں دعا کی۔

اے اللہ! لوگوں نے مجھے تیرے نبی کی نسبت کی وجہ سے وسیلہ بنایا ہے۔ بارش برسا' پس بارش ہونے لگی۔

اس سے بھی معلوم ہوا کہ منبر پر حضرت عباس رضی اللہ عنہ تھے مگر وسیلہ حضور علیہ السلام کا ہی تھا۔

10: کیا انبیاء کرام اللہ کے پاس زندہ ہیں؟

☆اعتراض:

انجینئر محمد علی مرزا صاحب ایک مقام پر اعتراض کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ انبیاء کرام علیہم السلام اللہ کے پاس زندہ ہیں اور ایک جگہ سے دوسری جگہ تشریف نہیں لے جا سکتے ہیں؟ اور دلیل میں ایک آیت پیش کرتے ہیں کہ سورۂ آل عمران کی آیت نمبر 167 میں ارشاد ہوتا ہے۔

ترجمہ: اور جو اللہ کی راہ میں مارے گئے ہرگز انہیں مردہ خیال نہ کرنا بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں۔

جواب: الحمد للہ ہم اہلسنت و جماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کو بھی وعدۂ الہیہ کے تحت ایک لمحہ موت آئی ہے پھر ان کی ارواح ان کے جسموں میں لوٹا دی جاتی ہے اور انبیاء کرام اللہ تعالیٰ کی عطا سے اپنی قبروں میں جسم و جسمانیت کے ساتھ زندہ ہیں اور جب چاہیں جہاں چاہیں اللہ تعالیٰ کی عطا سے تشریف لے جا سکتے ہیں۔ ان پر میں آپ کی خدمت میں احادیث سے دلائل پیش کرتا ہوں۔

مرزا صاحب کو سورۂ بقرہ کی آیت نمبر 154 نظر نہیں آئی جس میں

مطابقتاً انبیاء کرام کو زندہ ارشاد فرمایا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔

القرآن: وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ

ترجمہ: اور جو اللہ کی راہ میں مارے جائیں انہیں مردہ نہ کہو، وہ زندہ ہیں ہاں تمہیں خبر نہیں۔

اب آپ کی خدمت میں احادیث پیش کرتے ہیں۔

☆ حیات انبیاء احادیث کی روشنی میں:

☆ ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ میں حدیث نمبر 1034 نقل ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کریم نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیاء کے اجسام کو کھائے۔

☆ کنز العمال کتاب الفضائل جلد 6 ص 217 پر روایت نمبر 35578 نقل ہے۔ جب تستر کے مقام پر مسلمان لشکر کو حضرت دانیال کا جسم مبارک نصیب ہوا۔ ان کے جسد کے ساتھ بہت سا مال بھی رکھا ہوا تھا اور ساتھ ہی یہ لکھا ہوا تھا کہ جو بھی اپنی حاجات کے لئے مخصوص وقت تک کے لئے اسے لینا چاہئے لے لے مگر وقت پر واپس کر دے ورنہ اسے برص کی بیماری لگ جائے گی۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری نے ان سے معانقہ کیا اور جسد اطہر کو بوسہ دیا پھر حضرت عمر کو ان کے متعلق ایک خط روانہ کیا۔ حکم ملا ان کو غسل و کفن دے کر ان کی نماز جنازہ بھی ادا کرو اور انہیں انبیاء کی طرح دفناؤ اور جو مال ملا ہے اسے بیت المال میں جمع کرادو چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔

☆ صحیح مسلم میں حدیث نمبر 4379 نقل ہے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب میں معراج کی رات حضرت موسیٰ کی قبر کے پاس سے گزرا جو ریت کے سرخ ٹیلے کے پاس واقع تھی۔ حضرت موسیٰ اپنی قبر میں نماز ادا کر رہے تھے۔ مجھے دیکھ کر کہنے لگے۔

اَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللهِ

میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔

مرزا صاحب اگر نبی اللہ کے پاس زندہ ہیں تو پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام قبر میں کھڑے ہو کر نماز کیسے پڑھ رہے ہیں؟ اور حضور ﷺ کو پہچان کر ان کی رسالت کی گواہی کیسے دے رہے ہیں؟

☆ یہی نہیں سنن نسائی میں حدیث نمبر 446 نقل ہے جس میں یہاں تک لکھا ہے کہ معراج کی رات سارے انبیاء جو پہلے انتقال کر چکے تھے وہ موجود تھے۔ خطبہ باری باری دیا' یہ کہاں سے آ گئے؟

☆ یہی نہیں سنن نسائی کی حدیث نمبر 453 میں یہ بھی لکھا ہے کہ پہلے آسمان پر حضرت آدمؑ دوسرے پر حضرت عیسٰی و یحییٰؑ تیسرے آسمان پر حضرت یوسفؑ چوتھے پر حضرت ہارونؑ پانچویں پر حضرت ادریسؑ چھٹے پر حضرت موسیٰ اور ساتویں پر حضرت ابراہیم علیہم السلام کہاں سے آ گئے؟

اور پھر قبر میں بھی ہونا' مسجد اقصیٰ میں بھی موجود ہونا اور آسمانوں پر بھی ہونا یہ کیا ہے۔

☆ وصال کے بعد تصرف:

ترمذی ابواب المناقب میں حدیث نمبر 3771 نقل ہے کہ حضرت سلمی سے روایت ہے کہ میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ وہ رو رہی تھی۔ میں نے پوچھا آپ کیوں رو رہی ہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ میں نے نبی پاک ﷺ کو خواب میں دیکھا۔ آپ کی داڑھی اور سر انوار گرد آلود تھے۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا بات ہے؟ آپ نے فرمایا:

شھدت قتل الحسین انفًا

میں ابھی حسین کی شہادت میں شریک ہوا ہوں۔

مرزا صاحب بتائیں! امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت حضور ﷺ

کے وصال کے کئی سال بعد ہوئی اور کہاں مدینہ کہاں عراق کا شہر کربلا؟ بعد از وصال حضور ﷺ شہادت گاہ حسین کربلا کیسے پہنچ گئے؟

لہذا ماننا پڑے گا کہ انبیاء کرام اپنی قبور میں اللہ تعالیٰ کی عطا سے زندہ ہیں اور جب چاہیں جہاں چاہیں تشریف لے جاسکتے ہیں۔

11: امام اعظم تو حضور علیہ السلام ہیں امام ابوحنیفہ کیوں؟

سوال: انجینئر محمد علی مرزا اعتراض کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ کو امام اعظم کہتے ہو۔ امام اعظم تو رسول اللہ ﷺ ہیں؟

جواب: یہ بہت زیادہ پڑھے لکھے لوگوں کی نکالی ہوئی باتیں ہیں۔ اگر وہ تھوڑا علم پڑھتے مگر اچھا پڑھتے تو کبھی بھی نادانوں کی طرح ایسی گفتگو نہ کرتے۔

☆ کوئی ان سے پوچھے نادانو! حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو صدیق اکبر یعنی (سب سے بڑا سچا) کیوں کہتے ہو؟ حقیقت میں تو صدیق اکبر رسول اللہ ہیں۔

☆ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو فاروق اعظم یعنی (سب سے بڑا کفر و اسلام میں فرق کرنے والا) کیوں کہتے ہو؟ حقیقت میں تو فاروق اعظم رسول اللہ ﷺ ہیں۔

☆ حضرت عثمان کو غنی یعنی (غنا والا) کیوں کہتے ہو؟ حقیقت میں تو غنی، رسول اللہ ﷺ ہیں۔

اے بندہ خدا! اس میں کوئی شک نہیں کہ امام اعظم، رسول اللہ ﷺ ہیں مگر امام ابوحنیفہ کو امام اعظم کہنے سے ہماری مراد یہ ہے کہ وہ

اپنے اور بعد والوں کے لئے امام اعظم ہیں۔اسی طرح امام احمد رضا خان کو جو ہم اعلیٰ حضرت کہتے ہیں اس سے مراد اپنے وقت اور بعد والوں کے لئے وہ اعلیٰ حضرت ہیں۔

12: کیا حضور علیہ وسلم مردے زندہ نہیں کر سکتے؟

سوال: انجینئر محمد علی مرزا صاحب اعتراض کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے نبی پاک علیہ کو مردے زندہ کرنے کا معجزہ عطا نہیں فرمایا۔ کیا یہ بات درست ہے؟

جواب: سب سے پہلی بات یہ یاد رکھئے گا کہ ہمارے آقا و مولا علیہ نبیوں اور رسولوں کے امام اور پیشوا ہیں تو رب تعالیٰ نے جتنے بھی انبیاء کرام علیہم السلام کو جو جو معجزات اور کمالات عطا فرمائے وہ سب کے سب اپنے محبوب علیہ کو عطا فرما دیئے۔لہٰذا ایسی بات کرنے والے ذرا اپنے مطالعہ کو وسیع کریں تو انہیں پتہ چل جائے گا کہ محبوب کبریا علیہ نے بھی مردوں کو زندہ فرمایا، چنانچہ وقت کی تنگی کی وجہ سے صرف دو معجزات عرض کرتا ہوں۔

☆اس روایت کو مواہب لدنیہ میں امام قسطلانی نے نقل کیا۔امام بیہقی نے دلائل النبوۃ میں بھی نقل کیا کہ حضور علیہ نے ایک شخص کو اسلام کی دعوت دی۔اس نے جواب دیا کہ میں آپ پر ایمان نہیں لاتا۔یہاں تک

کہ میری بیٹی زندہ کی جائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے اس کی قبر دکھا، اس نے آپ کو اپنی بیٹی کی قبر دکھائی تو آپ ﷺ نے اس لڑکی کا نام لے کر پکارا، لڑکی نے قبر سے نکل کر کہا لبیک وسعدیک میں آپ کی اطاعت کے لئے اور آپ کے دین کی تائید کے لئے حاضر ہوں۔

☆ دوسری روایت کو گیارہویں صدی کے مجدد شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب مدارج النبوت میں نقل فرمایا۔ جب حضور ﷺ، حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے گھر مہمان بن کر تشریف لے گئے تھے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بکری ذبح فرمائی۔ ان کے بڑے لڑکے نے یہ دیکھ کر کہ باپ نے بکری کیسے ذبح فرمائی ہے، اپنے چھوٹے بھائی کو لٹا کر گلے پر چھری پھیر دی۔ جب اماں نے یہ صورت حال دیکھی تو دوڑ کر ان کی طرف آنے لگیں۔ بڑے بھائی نے ماں کو آتا دیکھ کر بالا خانہ سے چھلانگ لگا دی۔ وہ بھی انتقال کر گیا۔ نبی پاک ﷺ نے ان دونوں بیٹوں کو زندہ کر دیا۔ (مدارج النبوت، جلد 1، ص260، شواہد النبوت)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو حق کو قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

13: انجینئر مرزا کے ترکِ رفع یدین پر اعتراضات کے جوابات

رفع الیدین منسوخ ہو چکا ہے

وہابی (اہل حدیث) اور انجینئر مرزا کا یہ بہت بڑا جھوٹ ہے کہ اہل سنت کے پاس ترک رفع یدین پر کوئی صحیح حدیث نہیں بلکہ صرف ضعیف حدیثیں ہیں۔ یہ ان کا جھوٹ ہے۔ ترک رفع یدین پر کئی صحیح احادیث موجود ہیں۔ ان میں سے پانچ کے حوالے آپ کو دیتا ہوں۔ آپ خود جان جائیں گے کہ رفع یدین منسوخ ہو چکا ہے اور یہ سادہ عوام کو کیسے دھوکہ دیتے ہیں۔

☆ ترک رفع یدین پر پانچ صحیح احادیث:

1...... مسلم شریف میں حدیث نمبر 430 اور دوسرا نمبر ہے 968

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ علیہ السلام باہر سے تشریف لائے اور فرمایا: کیا وجہ ہے کہ میں تمہیں نماز میں اس طرح ہاتھ اٹھاتے دیکھ رہا ہوں (یعنی رفع یدین کرتے دیکھ رہا ہوں) جیسے وہ بدکتے ہوئے سرکش گھوڑوں کی دُمیں ہوں؟ نماز میں پر سکون رہو (رفع الیدین مت کرو) اس حدیث میں آپ علیہ السلام نے واضح انداز میں رفع یدین کو

منع کر دیا اور کوئی یہ بھی نہیں کہہ سکتا کہ یہ مسلم کی حدیث ضعیف ہے۔

2......نسائی شریف کی حدیث نمبر 1185 میں ہے کہ جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ باہر سے تشریف لائے اور ہم نماز میں رفع یدین کر رہے تھے تو آپ علیہ السلام نے فرمایا: انہیں کیا ہوا ہے کہ نماز میں ہاتھ اٹھا رہے ہیں، گویا کہ وہ سرکش گھوڑوں کی دُمیں ہیں؟ نماز میں سکون اختیار کرو۔

3......جامع ترمذی میں صحیح روایت 257 ہے، جس میں حضرت عبداللہ مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: کیا میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کی طرح نماز نہ پڑھاؤں؟ تو انہوں نے نماز پڑھائی اور صرف پہلی بار اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے۔ امام ترمذی فرماتے ہیں: ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن ہے، اور اس باب میں براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث آئی ہے۔ صحابہ کرام اور تابعین میں سے بہت سے اہل علم یہی کہتے ہیں (رفع یدین منسوخ ہے) اور یہی سفیان ثوری اور اہل کوفہ کا بھی قول ہے۔ اس حدیث کو شیخ البانی اور اہل حدیث کے اکثر علماء صحیح مانتے ہیں۔

4......مسند حمیدی میں صحیح روایت 626 ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: میں نے نبی علیہ السلام کو دیکھا کہ آپ نے پہلی بار ہاتھ اٹھائے، اس کے بعد نہ رکوع کو جاتے ہوئے اور نہ رکوع سے اٹھتے

ہوئے اور نہ ہی دو سجدوں میں ہاتھ اٹھائے ہوں یعنی رفع یدین کیا ہو۔ اس صحیح روایت میں موجود ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ آپ علیہ السلام رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

5..... مصنف ابن ابی شیبہ میں صحیح روایت 2452 ہے کہ مجاہد تابعی جو کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے شاگرد ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے کبھی بھی نہیں دیکھا کہ عبداللہ بن عمر نے نماز میں رفع یدین کیا ہو، سوائے تکبیر تحریمہ کے۔

☆ احادیث کی وضاحت اور اعتراضات کے جوابات:

مسلم شریف میں حدیث نمبر 430 اور اس کا دوسرا نمبر ہے 968

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ علیہ السلام باہر سے تشریف لائے اور فرمایا: کیا وجہ ہے کہ میں تمہیں نماز میں اس طرح ہاتھ اٹھاتے دیکھ رہا ہوں (یعنی رفع یدین کرتے دیکھ رہا ہوں) جیسے وہ بدکتے ہوئے سرکش گھوڑوں کی دُمیں ہوں؟ نماز میں پر سکون رہو (رفع الیدین مت کرو)

اس حدیث میں آپ علیہ السلام نے واضح انداز میں رفع یدین کو منع کر دیا اور کوئی یہ بھی نہیں کہہ سکتا کہ یہ مسلم کی حدیث ضعیف ہے اور اس حدیث کی مزید وضاحت نسائی شریف کی حدیث نمبر 1185 میں ہے کہ

جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ باہر سے تشریف لائے اور ہم نماز میں رفع یدین کر رہے تھے تو آپ علیہ السلام نے فرمایا: انہیں کیا ہوا ہے کہ نماز میں ہاتھ اٹھا رہے ہیں گویا کہ وہ سرکش گھوڑوں کی دُمیں ہیں؟ نماز میں سکون اختیار کرو۔ (الحدیث)

اب بہانہ بناتے ہیں کہ جی یہ سلام کے متعلق ہے، صحابہ سلام کے وقت ہاتھ سے اشارہ کرتے تھے، جی نہیں! سلام والی روایت اس سے آگے ہے۔ اس حدیث میں ہے کہ: ہم نبی علیہ السلام کے پیچھے نماز پڑھتے تھے تو ہاتھوں سے سلام کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: انہیں کیا ہوا ہے کہ ہاتھوں سے سلام کر رہے ہیں گویا کہ وہ سرکش گھوڑوں کی دُمیں ہیں؟ کیا انہیں کافی نہیں کہ اپنے ہاتھ اپنی رانوں پر رکھے رہیں اور کہہ دیں، السلام علیکم، السلام علیکم (نسائی 1186)

یہ حدیث ہے سلام والی اور دوسری حدیث ہماری دلیل ہے۔ اس میں ہے کہ ہم نماز پڑھ رہے تھے۔ حضور ﷺ باہر سے تشریف لائے۔ رفع یدین سے منع کیا۔ ان دونوں حدیثوں میں واقعہ الگ ہے اور حدیث بھی الگ ہے، اور ان دونوں روایات کے اکثر راوی بھی مختلف ہیں۔ اس نسائی 1185 حدیث میں جو ہماری دلیل ہے سلام کا لفظ ہی نہیں۔ اس سے اگلی روایت نسائی 1186 میں سلام سے متعلق حدیث ہے۔

دوسرا بہانہ کہ جی اس کا باب ہی سلام کے وقت اشارہ کرنے سے منع کا ہے۔ جی نہیں! جناب اس کا باب ہے: باب الامر بالسکون فی الصلوٰۃ کہ نماز سکون سے پڑھنا۔ اس میں ایک اور جھوٹ بولتے ہیں کہ اس میں تو پہلے رفع یدین کو بھی منع کیا ہوگا؟ جی نہیں...... آپ حدیث پر غور کریں! حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نماز میں تھے، یعنی پہلا رفع یدین کر چکے تھے۔ اس کے بعد دوسرے رفع یدین کر رہے تھے تو نبی علیہ السلام نے اس رفع یدین سے منع کیا۔

سوال: گھوڑا تو دائیں بائیں جانب دُم کو ہلاتا ہے اور ہم تو اوپر نیچے کو ہاتھ کرتے ہیں۔ یہ رفع یدین کے بارے میں ہوتا تو یہ سخت مثال نہ ہوتی؟

جواب: گھوڑا صرف دائیں بائیں ہی دُم نہیں ہلاتا اوپر نیچے بھی ہلاتا ہے۔ دوسری بات یہ ایک مقولہ ہے عربی کا ہر اس کام کے لئے جس کو وہ بے مقصد سمجھتے تھے، چونکہ اس رفع یدین میں کوئی ذکر شامل نہیں۔ جس کو نبی علیہ السلام نے خود منع کر دیا۔ جہاں تک سخت مثال کی بات ہے۔ نبی علیہ السلام شارع ہیں یعنی شریعت کو بیان کرنے اور بنانے والے ہیں۔ آپ چاہیں جس طرح چاہیں سخت مثال دیں۔ آپ علیہ السلام نے اس کے علاوہ بھی بہت سی چیزوں کو جب منع کیا تو سخت مثالوں سے کیا ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ نبی علیہ السلام نور نبوت سے ملاحظہ فرما رہے ہوں کہ آخری زمانہ میں اس

عمل پر کچھ پارٹیاں مسلمانوں پر نماز نہ ہونے کے فتوے لگائیں گے۔ اس لئے اتنی سختی سے اس عمل کو روک دیا۔

سوال: ہمارے پاس تو بہت سی احادیث ہیں۔ رفع الیدین کرنے کی ان دو چار حدیثوں سے آپ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ منسوخ ہو چکا ہے؟

جواب: نبی علیہ السلام کا ایک ہی فرمان ہے جس میں کسی کام کے روکنے کا حکم ہو، وہ بھاری ہے پھر اگر چہ اس کام کے کرنے پر ہزار حدیثیں ہی کیوں نہ ہوں۔ اس لئے کہ منسوخ کے لئے ایک ہی حدیث کافی ہے۔ مسلم کی ایک ہی حدیث 968 کافی ہے۔ کیونکہ اس میں خود نبی علیہ السلام نے رفع یدین سے منع فرمایا ہے۔

☆ اسلام 360 ایپ میں خیانتیں:

اسلام 360 ایپ میں اس حدیث کا ترجمہ کرتے ہوئے تحریف کی ہے اور حدیث کا معنی ہی بدل دیا۔ بریکٹ میں ترجمہ کر کے لکھا کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے تو تو ہم نماز (کے اختتام پر سلام) میں ہاتھ اٹھا رہے تھے۔

دوستو! دیکھا کس طرح انہوں نے نبی علیہ السلام کی حدیث میں تحریف کی ہے۔ بریکٹ میں: کے اختتام پر سلام: یہ الفاظ حدیث میں نہیں ہیں، انہوں نے نبی علیہ السلام کی حدیث کو بدلنے کی کوشش کی ہے۔ آپ اس

حدیث کو عربی میں پڑھیں، اس میں نہ اختتام کا لفظ ہے اور نہ ہی سلام کا لفظ ہے۔ بریکٹ اس وقت استعمال کی جاتی ہے جب حدیث کا معنیٰ سمجھ میں نہ آئے لیکن انہوں نے حدیث میں تحریف کے لئے بریکٹ کا استعمال کیا جو کہ ایک جرم ہے، اختتام اور سلام کا اضافہ کر کے لوگوں کو دھوکہ دیا اور نبی علیہ السلام کی حدیث کو بدلنا چاہا۔ بڑی مکاری اور چالاکی سے حدیث میں تحریف کر گئے۔ اس سے دھوکہ دینے کی کوشش کی کہ یہ حدیث بھی سلام کے وقت رفع یدین پر ہے۔ لیکن اس حدیث میں سلام کا لفظ ہی نہیں، اور اسی طرح مرزا جہلمی کرتا ہے۔ بچارے کو عربی بالکل نہیں آتی اور ان ہی غلط ترجموں پر اعتبار کر کے خود بھی گمراہ ہوا اور دوسروں کو بھی گمراہ کرنے کی کوشش میں لگا ہوا ہے۔

ان دونوں صحیح روایات یعنی مسلم: 968 اور نسائی 1185 میں آپ علیہ السلام نے صریح الفاظ میں رفع یدین سے منع فرمادیا۔ لیکن آپ دیکھتے ہیں کہ کس طرح اہل حدیث اور مرزا جہلمی جھوٹ بولتے ہیں کہ ان کے پاس تو ضعیف حدیثیں ہیں۔ ترک رفع یدین پر ان کے پاس صحیح حدیث تو ہے ہی نہیں، الامان والحفیظ

اسی طرح جامع ترمذی میں صحیح روایت 257 ہے جس میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: کیا میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کی

طرح نماز نہ پڑھاؤں؟ تو انہوں نے نماز پڑھائی اور صرف پہلی بار اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے۔ امام ترمذی فرماتے ہیں: ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن ہے، اور اس باب میں براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث آئی ہے۔ صحابہ کرام اور تابعین میں سے بہت سے اہل علم یہی کہتے ہیں (رفع یدین منسوخ ہے) اور یہ ہی سفیان ثوری اور اہل کوفہ کا بھی قول ہے۔ اس حدیث کو شیخ البانی اور اہل حدیث کے اکثر علماء صحیح مانتے ہیں۔

مرزا صاحب یہاں ایک چالاکی کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ترمذی میں روایت نمبر 256 میں امام ترمذی علیہ الرحمہ نے امام عبداللہ بن مبارک علیہ الرحمہ کا قول نقل کیا ہے کہ وہ (عبداللہ بن مبارک) فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن مسعود والی روایت ثابت نہیں۔

مرزا صاحب آپ سے ایک معصومانہ سوال ہے کہ امام ترمذی نے لکھا کہ عبداللہ بن مبارک کہتے ہیں کہ یہ روایت ثابت نہیں تو مرزا صاحب سے گزارش ہے کہ جس کو امام ترمذی کے حوالے سے آپ غیر ثابت مان رہے ہیں، اس سے اگلی روایت 257 عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ہے (جس میں ترکِ رفع یدین کی دلیل ہے) اس کو امام ترمذی حسن کہتے ہیں۔ یہ کیسے ہوگا کہ ایک ہی روایت امام ترمذی عبداللہ بن مبارک کے قول سے کہیں کہ وہ روایت ثابت نہیں اور اسی اصل روایت کو جب عبداللہ بن مسعود

رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ یہ حسن ہے پھر آپ کے بقول ایک ہی روایت کو امام ترمذی غیر ثابت بھی کہہ رہے ہیں اور اسی کو حسن بھی کہہ رہے ہیں، اس سے تو آپ امام ترمذی کے علم حدیث پر الزام دے رہے ہیں، کہ وہ ایک حدیث کو سمجھنے میں غلطی کر رہے ہیں۔ کبھی اس کو غیر ثابت اور کبھی اس کو حسن کہہ رہے ہیں اور آپ کے آئن اسٹائن بابا البانی بھی کہتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ اب آپ اپنے بابا کا انکار کریں کہ وہ آئن اسٹائن نہیں رہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جس روایت کو امام عبداللہ بن مبارک کہتے ہیں کہ یہ ثابت نہیں تو کوئی اور سند سے ہے جس کو کہتے ہیں کہ ثابت نہیں اور جس کو امام ترمذی نے حسن کہا اس کی سند کوئی اور ہے۔ ورنہ ایک ہی روایت کو کیسے غیر ثابت بھی کہیں اور اسے امام ترمذی حسن بھی کہیں۔

دوستو! دوسری طرف یہ ہی مرزا ہے جس نے اپنے ریسرچ پیپر میں ضعیف روایت کو البانی کی تحقیق پر اعتبار کرتے ہوئے صحیح مان لیا اور جب ہم نے اس پر اعتراض کیا کہ جناب یہ تو آپ کی دوغلی پالیسی ہے۔ موصوف جواب دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ جو لوگ البانی کے علم پر اعتماد کرتے ہیں، ہم ان سے یہ علم چھیننا نہیں چاہتے تو یہاں مرزا کو کیا موت پڑتی ہے کہ اس روایت کو البانی کی تحقیق کے باوجود اس کو صحیح نہیں مان رہا۔ اصل بات یہ ہے کہ اس نے صرف شر پھیلانا ہے اور اس نے اس کا برملا اظہار کیا ہے کہ اگر یہ

ہی صوفیاء شام اور قطر میں ہوتے جہاں لوگ رفع یدین کرتے ہیں تو ہم ان صوفیاء کے خلاف کوئی اور چیز نکال کر ان کے خلاف بولتے۔ مطلب نکلا کہ مرزا صاحب کو دین کی اشاعت کی فکر نہیں، یہ صرف شر پھیلانا چاہتا ہے۔

☆امام ابوداؤد پر انجینئر مرزا کا جھوٹ:

ایک اور بات جو بار بار اپنی ویڈیو میں کہتا ہے کہ ترمذی کی اسی روایت کو امام ابوداؤد نے ضعیف کہا ہے۔ یہ مرزا کا امام ابوداؤد پر جھوٹ ہے۔ امام ابو داؤد نے سنن ابی داؤد: 748 نمبر حدیث میں لکھا ہے کہ: قال ابوداؤد: ہذا حدیث مختصر من حدیث طویل، ولیس ہو بصحیح علی ہذا اللفظ...... ترجمہ: ابوداؤد کہتے ہیں کہ یہ ایک طویل حدیث سے ماخوذ ایک مختصر ٹکڑا ہے، اور یہ حدیث اس لفظ کے ساتھ صحیح نہیں۔

مرزا صاحب یہاں عام عوام کو دھوکہ دے رہے ہیں جن بیچاروں کو حدیث کا علم نہیں اور اہل علم کے نزدیک یہ جھوٹے لکھے جائیں گے۔ اس لئے کہ کسی بھی محدث کا حدیث کو یہ کہنا کہ یہ حدیث صحیح نہیں۔ اس کا ہرگز مطلب یہ نہیں ہوتا کہ وہ حدیث ضعیف ہے۔ یہ بات وہ کہہ سکتا ہے جو اصول حدیث سے بالکل انجان ہو۔ اصول محدثین میں اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ یہ حدیث صحیح لذاتہ نہیں، ہوسکتا ہے کہ یہ صحیح لغیرہ ہو یا حسن لذاتہ ہو یا حسن لغیرہ ہو۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ اسی حدیث کو امام ترمذی فرماتے ہیں:

ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن ہے۔ معلوم ہوا کہ محدثین کے نزدیک کسی حدیث کو یہ کہنا کہ یہ حدیث صحیح نہیں، اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں ہوتا کہ یہ ضعیف ہے۔

حالانکہ امام ابو داؤد کی کتاب سنن ابی داؤد کے مختلف نسخے دنیا میں موجود ہیں، ان میں سے کچھ آپ نے ابتدا میں لکھے تھے اور کچھ آپ نے آخری عمر میں، جو نسخہ آپ نے آخری عمر میں لکھوایا، وہ مدارس میں پڑھایا جاتا ہے اور اس میں امام ابوداؤد کے یہ الفاظ موجود نہیں کہ یہ حدیث صحیح نہیں بلکہ اس نسخے میں ہیں جو ابتدائی دور میں آپ نے لکھوایا، اسی طرح محدثین اپنی رائے سے رجوع کرتے ہیں۔ جب بعد میں احادیث لکھواتے ہوئے وہ الفاظ حذف کروا دیتے تو قارئین کو معلوم ہو جاتا تھا کہ اس محدث نے اس پرانے الفاظ سے رجوع کر لیا جو پہلے رائے دی تھی اور ایسے ہی امام ابوداؤد نے کیا۔ بعد والے نسخے میں آپ نے وہ الفاظ حذف کروا لئے اور آپ نے اپنے عمل سے بتایا کہ جو میں نے اس حدیث کو لیس بصحیح لکھا، میں اس سے رجوع کرتا ہوں، لیکن وہابیوں نے شرارت کرتے ہوئے اس نسخے کو مشہور کیا جو آپ نے ابتدائی دور میں لکھوایا تھا۔ حالانکہ ان اماموں کے آخری زمانے میں لکھوائے ہوئے نسخے پر عمل کیا جاتا ہے نہ کہ ابتدائی دور والے پر۔ مدارس میں وہ نسخہ پڑھایا جاتا ہے جو امام ابوداؤد نے آخری زمانے میں

لکھوایا۔ جس میں لیس ہو صحیح والے الفاظ نہیں۔ آپ دیکھ سکتے ہیں (مکتبہ رحمانیہ جلد 1، صفحہ 118، حدیث 748)

کمال کی بات یہ ہے کہ جس روایت (سنن ابی داؤد 748) کو امام ابو داؤد نے ابتدائی نسخے میں کہا تھا کہ: یہ ایک طویل حدیث سے ماخوذ ایک مختصر ٹکڑا ہے اور یہ حدیث اس لفظ کے ساتھ صحیح نہیں۔ اسی حدیث کو البانی کہتا ہے کہ صحیح حدیث ہے۔ مرزا صاحب وہیں جواب کہ جب آپ پر اعتراض کیا جاتا ہے کہ آپ نے ضعیف احادیث لی ہیں اپنے ریسرچ پیپر میں تو آپ جواب دیتے ہیں کہ جو لوگ البانی کے علم پر یقین رکھتے ہیں، ہم ان سے علم نہیں کھینچنا چاہتے اور ان روایات کو ہم صحیح مانتے ہیں جن کو البانی صحیح کہے تو مرزا صاحب اب آپ اس روایت کو صحیح ماننے کو کیوں تیار نہیں۔ صرف احناف سے بغض اور حسد کی وجہ سے اور کچھ نہیں، جس شخص کی تبلیغ بغض اور حسد سے بھری ہوئی ہو، اس نے مسلمانوں کو کیا دینا ہے؟ صرف فساد، شر اور کچھ بھی نہیں۔

مسند حمیدی میں صحیح روایت 626 ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: میں نے نبی علیہ السلام کو دیکھا کہ آپ نے پہلی بار ہاتھ اٹھائے، اس کے بعد نہ رکوع کو جاتے ہوئے اور نہ رکوع سے اٹھتے ہوئے اور نہ ہی دو سجدوں میں ہاتھ اٹھائے ہوں یعنی رفع یدین کیا ہو۔ اس صحیح

روایت میں موجود ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ آپ علیہ السلام رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ مصنف ابن ابی شیبہ میں صحیح روایت 2452 ہے کہ مجاہد تابعی جو کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے شاگرد ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے کبھی بھی نہیں دیکھا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے نماز میں رفع یدین کیا ہو، سوائے تکبیر تحریمہ کے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما وہ راوی ہے جس کی روایات بخاری و مسلم میں ہیں کہ نبی علیہ السلام نے رفع یدین کیا (بخاری 738)

اب اسی راوی کے شاگرد کہتے ہیں کہ وہ رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

جب راوی اپنی روایت کردہ حدیث کے خلاف عمل کرے تو اصول محدثین میں اس عمل کو منسوخ کہتے ہیں۔ نتیجہ یہ نکلا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے نزدیک رفع یدین کرنا منسوخ ہو چکا ہے۔

☆ امام مالک علیہ الرحمہ کے نزدیک رفع الیدین منسوخ ہے:

امام مالک علیہ الرحمہ کے نزدیک بھی رفع یدین منسوخ ہے۔ دلیل یہ ہے کہ امام مالک علیہ الرحمہ نے موطا مالک میں حدیث نمبر 16 حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی

اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے رفع یدین کیا۔ اسی حدیث کے خلاف عمل ہے۔ امام مالک علیہ الرحمہ کا، امام مالک علیہ الرحمہ رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ حالانکہ اپنی کتاب میں رفع یدین والی روایت لاتے ہیں اور جب امام مالک سے رفع یدین کے متعلق سوال ہوا تو آپ نے فرمایا: میں ایسے رفع یدین کو نہیں جانتا جو رکوع کو جاتے ہوئے کیا جاتا ہے اور جو رکوع سے اٹھتے ہوئے کیا جاتا ہے۔ صرف پہلا رفع یدین جو نماز شروع کرتے ہوئے کیا جاتا ہے، وہ کرتا ہے (المدونۃ الکبریٰ، مکتبہ شاملہ 1/165)

آپ خود اندازہ لگائیں کہ امام مالک علیہ الرحمہ جو اپنی کتاب میں رفع یدین والی روایت نقل کرکے کہتے ہیں کہ میں ایسے رفع یدین کو نہیں جانتا جو رکوع کو جاتے ہوئے اور جو رکوع سے اٹھتے ہوئے کیا جاتا ہے۔

آپ ایسی لاعلمی کا اظہار کر رہے ہیں کہ گویا آپ کو اس کا علم ہی نہیں، یہ انداز صرف رفع یدین کی منسوخی کے لئے تھا۔ امام مالک علیہ الرحمہ وہ امام ہیں جس نے ساری زندگی مدینہ میں گزاری اور ان کی فقہ کا زیادہ حصہ ہی مدینہ کے رہنے والے تابعین اور محدثین کے عمل پر تھا تو معلوم ہوا کہ مدینہ میں رہنے والے کسی محدث تابعی اور فقیہ نے رفع یدین نہیں کیا جس کی وجہ سے امام مالک علیہ الرحمہ بھی اس عمل کو ترک کر گئے اور اپنی فقہ کی کتاب المدونۃ الکبریٰ میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ میں ایسے رفع

یدین کو جانتا ہی نہیں جو رکوع کو جاتے ہوئے اور رکوع سے اٹھتے ہوئے کیا جاتا ہے۔

شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمہ کی نماز (پیران پیر کی نماز رفع الیدین کے ساتھ)

ایک سوال اکثر کیا جاتا ہے کہ شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب غنیۃ الطالبین میں رفع یدین کے ساتھ نماز کا طریقہ بتایا ہے۔ آپ تو گیارہویں کے ماننے والے ہیں، آپ رفع یدین کیوں نہیں کرتے۔

جناب ہم تو سب کو ماننے والے ہیں، چاہے شافعی ہوں، چاہے مالکی ہوں، چاہے حنبلی ہوں، سب ہمارے سروں کے تاج ہیں۔ ہم تو قاضی عیاض مالکی کو بھی مانتے ہیں، کل آپ یہ سوال کریں گے کہ آپ ہاتھ باندھ کر نماز کیوں پڑھتے ہو، وہ تو ہاتھ کھول کر پڑھتے ہیں۔ اسی طرح بہت سے سوال اٹھ جائیں گے۔ اسی طرح کچھ ایسے اللہ کے ولی ہیں جو حنفی ہیں مثلاً علی بن عثمان ہجویری المعروف داتا گنج بخش، پھر یہ سوال ہوگا کہ جناب آپ تو داتا علی ہجویری کو ماننے والے ہیں۔ آپ رفع یدین کیوں کرتے ہیں وہ تو نہیں کرتے۔ اسی طرح ہر اس شخص پر بہت سارے سوال کیے جائیں گے جو اللہ کے ولیوں کو مانتا ہے۔

بات یہ ہے کہ ہم تمام امت میں جو اللہ کے ولی ہیں، امام ہیں، محدث ہیں، فقیہ ہیں، ان سب کو مانتے ہیں جہاں تک فقہی مسائل کا تعلق ہے، وہ ہم امام ابوحنیفہ علیہ الرحمہ کی فقہ پر عمل کرتے ہیں جو انہوں نے قرآن وحدیث سے مسائل کا استنباط کیا۔ شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمہ ایک حنبلی عالم تھے اور ان کی یہ کتاب فقہ حنبلی پر لکھی گئی ہے، نماز سے پہلے اس میں وضو کے دس فرائض ہیں، ہمارے نزدیک جو قرآن سے ثابت ہیں، وہ صرف چار ہیں اور انہوں نے امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ کی فقہ پر عمل کرتے ہوئے دس لکھے۔

اور بار بار اپنی کتاب میں لکھا کہ ہمارے امام احمد بن حنبل کا یہ نظریہ ہے۔ آپ نے اپنی کتاب میں کئی جگہ اس بات کا اظہار کیا کہ میرے امام، امام احمد بن حنبل ہیں۔ امام ذہبی جیسے بڑے محدث نے لکھا کہ آپ ایک حنبلی عالم تھے۔

آپ سے بھی ایک معصومانہ سوال ہے کہ انہوں نے نماز کا طریقہ لکھتے ہوئے یہ بھی لکھا ہے کہ نماز میں ہاتھ سینے پر نہیں بلکہ ناف کے نیچے باندھتے ہیں، آپ اس پر عمل کیوں نہیں کرتے، انہوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ میت کو دفنانے کے بعد قبر پر اذان دینی چاہئے۔ اس پر آپ کا عمل کیوں نہیں۔ وہ تو وسیلہ کے بھی قائل تھے اور آپ کا اس پر تو بہت بڑا اختلاف ہے۔

☆امام شافعی علیہ الرحمہ کا کلمہ:

انجینئر مرزا کو جب ہم نے یہ جوابات دیئے کہ انہوں نے اپنی کتب میں جو نماز کا طریقہ لکھا ہے، وہ امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ کی تقلید کرتے ہوئے لکھا ہے: اگر کوئی کسی امام کی تقلید کرتے ہوئے رفع یدین کرتا ہے تو اس کی نماز بھی درست ہے اور ثواب بھی ملے گا۔

اس کے جواب میں اس نے ویڈیو بنائی کہ ایک شخص نماز میں رفع یدین کر رہا تھا۔ ایک امام مسجد نے اسے دیکھ لیا، پوچھا تم رفع یدین کیوں کر رہے ہو، اس نے کہا کہ بخاری میں ہے۔ امام مسجد نے کہا کہ یہ تو منسوخ ہو چکا ہے۔ اس بھائی نے کہا کہ اگر میں امام شافعی علیہ الرحمہ کی تقلید کرتے ہوئے رفع یدین کروں تو کیا جائز ہے۔ امام مسجد نے کہا کہ اگر تم امام شافعی کی تقلید کرتے ہوئے رفع یدین کرو تو ٹھیک ہے۔ اس پر مرزا نے اپنی بداخلاقی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا کہ اس کا مطلب کہ ہم امام شافعی کا کلمہ پڑھیں تو رفع یدین جائز اور اگر نبی علیہ السلام کا کلمہ پڑھتے ہوئے رفع یدین کریں اور ان کی حدیث پر عمل کریں تو ان کے نزدیک ناجائز ہے۔ بظاہر مرزا کا جواب عام عوام کو متاثر کرنے کے لئے کافی جاندار ہے لیکن اس میں جہالت اور بداخلاقی کے سوا کچھ نہیں۔

اصل بات یہ ہے کہ وہ مسائل جو مختلف فیہ ہے، یعنی ایسے مسائل جس

میں اختلاف ہے کہ آیا یہ احادیث منسوخ ہیں یا نہیں، دونوں طرف دلائل ہیں۔ ایسے میں ہم کسی ماہر کی رہنمائی لیتے ہیں، جو ماہر کی رہنمائی ہوگی وہ بہتر ہوگی۔ اس میں اگر ماہر خطا پر ہے تو اس کا ذمہ دار بھی وہ ہی ہوگا۔ اگر وہ صحیح فیصلہ پر ہے تو اس کو اجر بھی ملے گا۔ ایسے مسائل کے لئے نبی علیہ السلام کی ایک حدیث ہماری رہنمائی کرتی ہے جس میں ہے کہ مجتہد اگر فیصلہ کرے اور وہ صحیح فیصلہ پر پہنچ جائے تو اسے دوگنا اجر ملے گا، اور اگر اس سے خطا ہوجائے تو بھی اسے ایک اجر ضرور ملے گا۔ (بخاری 7352)

ایسے مسائل میں ہم مجتہد کی رائے کو اہمیت دیتے ہیں، اگر مجتہد کی رائے صحیح ہو تو اس کو دوگنا اجر ملے گا اور اگر خطا بھی ہو تو اسے ایک اجر ملے گا۔ اس اصول کے تحت اگر کوئی امام شافعی کی تقلید کرتے ہوئے رفع یدین کرے تو اس کی نماز صحیح اور اجر والی ہوگی، چونکہ وہ ایک مجتہد کی رائے کو قبول کر رہا ہے، لیکن اگر کوئی اپنی رائے سے ایسے اختلافی مسائل میں ٹانگ اڑائے اور وہ مجتہد بھی نہیں تو گنہگار ہوگا اور ان کے پیچھے جانے والوں کا گناہ بھی اس پر ہوگا۔

اگر امام شافعی علیہ الرحمہ سے خطا ہوجائے اور رفع یدین منسوخ ہو، تب بھی ان کو اجر ملے گا لیکن اگر مرزا اینڈ کمپنی اور وہابی جو کہ مجتہد نہیں، وہ اگر منسوخ احادیث پر عمل کریں گے تو خود بھی گنہگار ہوں گے اور دوسروں کے

گناہ بھی ان پر ہوں گے۔ اس لئے امام مسجد نے کہا کہ اگر تم امام شافعی کی تقلید کرتے ہوئے رفع یدین کرو گے تو تمہاری نماز ٹھیک ہو گی۔ اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں تھا کہ اگر امام شافعی کا کلمہ پڑھا ہے تو نماز صحیح ہو گی۔ اس طرح کی باتیں مرزا کی بھونکیاں ہیں۔

☆ رفع یدین فرض ہو چکا ہے؟

انجینئر مرزا کا کہنا ہے کہ میں نے رفع یدین پر اتنی ویڈیوز بنالی ہیں کہ اب یہ فرض ہو چکا ہے۔ یعنی میری ویڈیوز کی وجہ سے اب یہ فرض ہو چکا ہے، نعوذ باللہ من شر ذالک

مرزا صاحب اب دین میں اپنی مرضی سے مسائل کو فرض اور واجب کر سکتے ہیں، اس کا پیمانہ یہ ہے کہ جب مرزا صاحب کسی مسئلہ پر بہت سی ویڈیوز بنالیں تو وہ مسلمانوں پر فرض ہو گا کیونکہ مرزا صاحب نے اس پر بہت سی ویڈیوز بنالی ہیں۔

بھائیو! اس کو کہتے ہیں جہالت...... نبی علیہ السلام کا فرمان ہے: اللہ علم کو اس طرح نہیں اٹھائے گا کہ اس کو بندوں سے چھین لے...... بلکہ وہ علماء کو موت دے کر علم کو اٹھائے گا...... حتیٰ کہ جب کوئی عالم باقی نہیں رہے گا تو لوگ جاہلوں کو سردار بنالیں گے، ان سے سوالات کیے جائیں گے اور وہ بغیر علم کے جواب دیں گے۔ اس لئے خود بھی گمراہ ہوں گے اور لوگوں کو بھی گمراہ

کریں گے۔(بخاری 100)

اب آپ خود اندازہ لگا لیں کہ اس وقت دنیا میں علماء کی کثیر تعداد ہے لیکن اس کے اندھے فالوورز اس جاہل انسان سے سوالات کر رہے ہوتے ہیں اور اپنی جہالت اور گمراہی میں مزید اضافہ کرتے چلے جاتے ہیں۔ دنیا کے کسی محدث یا فقیہ نے رفع یدین کو فرض یا واجب نہیں کہا بلکہ مرزا کی چہیتی ایپ اسلام 360 میں جامع ترمذی کی حدیث نمبر 257 کی وضاحت میں لکھا ہے کہ: رفع یدین مستحب ہے فرض یا واجب نہیں۔ جس عمل کو کرنے والے محدثین اور فقہاء بھی فرض یا واجب نہیں سمجھتے، وہ عمل یعنی رفع یدین مرزا کی ویڈیوز سے فرض ہو جائے۔ تو اس پر نبی علیہ السلام کی حدیث نمبر 100 بخاری والی فٹ آتی ہے کہ نہیں۔

دوسرا سوال مرزا سے یہ ہے کہ فرض ہونے کے لئے آپ کے پاس کیا دلیل ہے، کوئی ایک حدیث دکھا دو کہ جس میں نبی علیہ السلام نے فرمایا ہو کہ رفع یدین کرو، کوئی ایک قولی صحیح حدیث دکھا دو مرزا جی، ورنہ خدا سے ڈرو جن مسائل کو اللہ کے نبی ﷺ نے فرض نہیں کیا، تم کیسے ان مسائل کو فرض کر کے اپنے لئے بربادی کا سامان کر رہے ہو۔

☆ رفع یدین پر آن لائن مناظرہ:

مجھے ایک شخص نے انگلینڈ سے بار بار وائس اپ پر میسجز کیے کہ آپ مجھ سے مناظرہ کریں۔ چونکہ سوشل میڈیا پر مناظرہ کرنے سے ہم گریز کرتے ہیں، اس لئے کہ اس میں زیادہ تر وقت کا ضیاع ہوتا ہے، سامنے والے اکثر بھاگ جاتے ہیں، یہ ایک تجربہ ہے، لیکن موصوف کو بہت ہی شوق تھا مناظرہ کرنے کا بلکہ دعویٰ کر رہا تھا کہ میرے بڑے بڑے لوگوں سے مناظرے ہوئے ہیں، وہ سب بھاگ گئے ہیں۔ میں نے کہا کہ آپ کس مسئلہ پر مناظرے کریں گے، موصوف بولے نماز میں رفع یدین کرنے سے متعلق۔

میں نے کہا اچھا یہ بتائیں کہ نبی علیہ السلام نے حج کا طریقہ سکھایا۔ روزے کی پوری وضاحت فرمائی اور جو آپ علیہ السلام نے نماز کا طریقہ سکھایا ہے، اس میں کہیں یہ رفع یدین ملتا ہے؟ اگر ملتا ہے تو سب سے پہلے وہ حدیث مجھے سینڈ کریں۔ کوئی ایک صحیح حدیث جس میں نبی علیہ السلام نے نماز سکھائی ہو اپنے صحابہ کو اور اس میں آپ علیہ السلام نے رفع یدین کرنے کا طریقہ بھی بتایا ہو۔ پہلے اس کو کلیئر کرتے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے اس کی تعلیم دی ہے یا نہیں۔ کوئی ایک حدیث بھی پیش نہیں کر سکا۔ کیونکہ کوئی قولی حدیث ان کے پاس ہے ہی نہیں...... جس سے رفع یدین کو فرض کریں۔ اپنی عوام کو رفع یدین پر دھوکے میں رکھا ہوا ہے کہ یہ فرض ہے۔ فرض کی کوئی ایک حدیث دکھا دیں!

موصوف خاموش، کیونکہ اس کا جواب اس کو سکھایا ہی نہیں گیا۔ میں نے کہا صحابہ نے جو طریقہ سکھایا، وہ بعد میں ڈسکس ہوگا۔ پہلے نبی علیہ السلام نے جو طریقہ بتایا، وہ مجھے سینڈ کریں۔ ورنہ میں تمہیں بخاری کی حدیث نمبر 6667 سینڈ کرتا ہوں جس میں نبی علیہ السلام نے اپنے صحابی کو نماز کا طریقہ سکھایا۔ اس میں رفع یدین کا ذکر ہی نہیں۔ اگر تمہارے بقول رفع یدین کے بغیر نماز ہی نہیں ہوتی، تو کیا جس صحابی کو نبی علیہ السلام نے نماز سکھائی اور اس میں رفع یدین سکھایا ہی نہیں، اس صحابی کی نماز ہوئی کہ نہیں اور کیا نبی علیہ السلام نے جو رفع یدین کے بغیر نماز کا طریقہ بتایا کیا تم اس پر بھی اعتراض کر کے جہنم خرید و گے۔

دوستو! اس کے بعد اس کا جواب نہیں آیا کیونکہ دنیا میں ایسی صحیح حدیث ہے ہی نہیں جس میں پیارے نبی ﷺ نے نماز کا طریقہ سکھاتے ہوئے رفع یدین کا طریقہ بھی بتایا ہو۔ جب نبی علیہ السلام نماز کا طریقہ سکھاتے، اس کا ذکر ہی نہیں کرتے تو یہ اس عمل کو فرض کیسے کہہ سکتے ہیں اور یہ کیسے دعویٰ کر سکتے ہیں کہ اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ اسے کہتے ہیں دین میں اضافہ کرنا، اصل میں یہ لوگ دین کو بگاڑ رہے ہیں۔

☆ رفع یدین پر قرآن سر پر اٹھا لینا:

آج کل وہابیوں نے ایک اور طریقہ نکالا ہوا ہے۔ وہ یہ کہ محافل میں

جا کر قرآن سر پر اٹھا لیتے ہیں، اور قرآن کی قسمیں کھاتے ہیں کہ رفع یدین ثابت ہے۔ بھائی جان آپ ثابت کریں۔ قرآن سر پر اٹھا لینے سے کیا کوئی چیز ثابت ہو جاتی ہے۔ ہمارے فیصل آباد کے علامہ سعید احمد اسعد صاحب نے کئی محافل میں قرآن سر پر اٹھا کر یہ اعلان کیا کہ ہم اہل سنت کا عقیدہ سچا ہے۔ کیا ان وہابیوں نے ان کے قرآن اٹھانے کو مان لیا؟ نہیں...... اس وقت ان کی یہی رٹ تھی کہ جناب دلائل سے بات ہوگی۔ بھائی اب بھی دلائل سے بات ہوگی، اگر رفع الیدین فرض ہے تو کوئی دلیل دو کہ نبی علیہ السلام نے اس کو لازم کیا ہے۔

☆ رفع الیدین پر جلاوطنی:

ایک وہابی عالم تو یہاں تک چلے گئے کہ اگر ہمیں جلاوطن بھی کیا گیا تو بھی ہم رفع الیدین نہیں چھوڑیں گے۔ یہ ان کی رفع الیدین سے محبت ہے یا شرانگیزی۔ اگر محبت ہے تو باقی طریقوں سے کیوں نہیں۔ انہی صاحب کے سر پر عمامہ ہی نہیں تھا۔ یہ ہے ان کی نبی علیہ السلام سے محبت، بھائی دین سے اتنی محبت ہے تو نظر بھی آنی چاہیے، سر پر عمامہ ہی نہیں اور دعویٰ کہ ہمیں جلاوطن ہونا پڑا تو ہو جائیں گے لیکن رفع الیدین نہیں چھوڑیں گے۔ یہ ان کے نزدیک یہ تو فرض سے بھی آگے کا درجہ رکھتا ہے۔ جہاں موت وحیات کا مسئلہ بن جاتا ہے اور یہ دعوے عوام کو دھوکہ دینے کیلئے ہیں۔ جب ان کے

مولانا یوسف پسروری نے کہا کہ کورونا وائرس کچھ بھی نہیں، نمازی حضرات ٹخنے ٹخنوں کے ساتھ ملائیں، صفوں میں فاصلہ نہ رکھیں۔ اگر کسی کو کورونا ہوا تو میں ذمہ دار ہوں گا۔ مولانا کی ویڈیو جب وائرل ہوگئی تو اسے پولیس تھانے لے گئی تو وہاں ان کا بیان ہی بدل گیا۔ تھانے میں ہی ویڈیو جاری کی کہ کورونا ایس او پیز پر عمل کریں۔ یہ ہیں وہ لوگ جو جلاوطنی کا دعویٰ کر رہے ہیں۔

☆ رفع الیدین پر پانچ لاکھ انعام:

وہابیوں کے مولانا یوسف پسروری، جن کا دعویٰ تھا کہ آپ علیہ السلام کی آخری نماز میں وائل بن حجر رضی اللہ عنہ تھے۔ جب آپ علیہ السلام آخری نماز پڑھا رہے تھے تو آپ علیہ السلام کے پیچھے ابوبکر تھے، اور ابوبکر کے پیچھے وائل بن حجر تھے۔ وائل بن حجر دیکھ رہے تھے کہ نبی علیہ السلام رفع الیدین کر رہے ہیں اور کہا کہ اگر کوئی ترک رفع الیدین پر کسی ایک محدث کی کتاب لے آئے، میں اسے پانچ لاکھ انعام دوں گا اور میں اپنے باپ کا نہیں۔ میں نے اسے جواب دیا کہ آپ اپنے باپ کے ہیں یا نہیں، یہ اللہ جانتا اور آپ کی والدہ جانتی ہیں، اس پر تو ہم گفتگو کریں گے، ہاں میں تمہیں دسویں صدی کے محدث کی کتاب دکھا سکتا ہوں اور پانچ لاکھ انعام کا حقدار ہوں۔ محدث کا نام ہے محمد ہاشم ٹھٹھوی سندھی جو کہ دسویں صدی کے محدث ہیں۔ انہوں نے ترک رفع یدین پر کتاب لکھی ہے اور تمہارا یہ دعویٰ کہ آخری

نماز میں حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ تھے اور وہ دیکھ رہے تھے کہ نبی علیہ السلام رفع یدین کر رہے ہیں۔ یہ مولانا پسروری تمہارا نبی علیہ السلام اور حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ پر جھوٹ ہے۔

دوستو! اس پر میں نے ویڈیو بنائی تھی، بخاری، مسلم اور دیگر کتب سے میں نے 41 احادیث کے حوالے دیے تھے کہ کسی حدیث میں بھی وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کا ذکر نہیں۔ ویڈیو کا ٹائٹل تھا (مفتی علی نواز نے پانچ لاکھ جیت لئے)

یہ ویڈیو آپ کو سوشل میڈیا پر مل جائے گی، اور یہی ویڈیو میرے چینل علی نواز آن لائن اور فیس بک علی نواز پر موجود ہے۔

☆ مستحبات پر لڑائی:

جو محدثین اور فقہاء رفع الیدین کے قائل تھے، انہوں نے اس کو فرض، واجب نہیں کہا بلکہ ان کے نزدیک یہ عمل مستحب ہے۔ مستحب کا مطلب یہ ہے کہ کریں تو ثواب' نہ کریں تو کوئی حرج نہیں اور نہ ہی اس سے نماز میں کوئی کمی یا خرابی پیدا ہوگی۔ لیکن اہل حدیث اور مرزا جہلمی نے اس مسئلہ پر پوری شرارت کی اور عوام کو آپس میں لڑانے کی پوری کوشش کی۔ اس عمل کو فرض کا درجہ دے کر بلکہ فرض سے بھی زیادہ بڑھا کر۔ ان کا مقصد صرف مسلمانوں کو آپس میں اس مسئلہ پر لڑانا تھا، دین کی تبلیغ ان کا مقصد ہرگز نہیں تھا۔ اگر

دین کی تبلیغ ان کا مقصد ہوتا تو یہ ضرور بتاتے کہ بھائیو! یہ فرض واجب نہیں، بلکہ ہمارے نزدیک مستحب ہے۔ مستحب کا مطلب ہی یہ ہوتا ہے کرو تو ثواب، نہ کرو تو کوئی گناہ نہیں اور نہ ہی اس کے نہ کرنے والے پر کوئی گرفت یا نماز میں کمی۔ لیکن ان کا طرز عمل اس کے بالکل برعکس تھا۔ ان دونوں پارٹیوں نے ایک مستحب عمل کو جو ان کے کرنے والوں کے نزدیک تھا، کو فرض سے بڑا درجہ دے کر مسلمانوں کے نزدیک فتنہ برپا کرنے کی پوری کوشش کی اور کر رہے ہیں۔

اللہ کریم ان کو اس مقصد میں ناکام کرے، جو مسلمانوں کے اتحاد کو توڑ رہے ہیں۔

14: تین دن سے کم میں قرآن مکمل کرنے پر

مرزا کے اعتراض کا جواب

امام ابو حنیفہ علیہ الرحمہ رمضان میں 60 قرآن تلاوت فرماتے تھے اور ایک تراویح میں، یہ اردو کتب میں موجود ہے۔ اس بات کو لے کر انجینئر مرزا صاحب زبان درازی کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ انہوں نے اپنے بابوں کو بدنام کیا ہوا ہے جبکہ حدیث میں ہے کہ تین دن سے کم قرآن مکمل کرنے سے قرآن فہمی کا حق حاصل نہ ہوگا (ترمذی 2949)

مرزا صاحب کا کہنا ہے کہ یہ بات آپ علیہ السلام نے عربی بولنے والے صحابی سے فرمائی جو عربی کو جانتے تھے اور انہوں نے اپنے بابوں کے بارے میں غلط باتیں مشہور کی ہوئی ہیں بلکہ کتاب تو کہتی ہے کہ تین دن سے کم قرآن فہمی حاصل نہ ہوگی اور ان کا کہنا کتاب کے مخالف ہے گویا

"کتابوں کا خدا اور بابوں کا خدا اور"

الجواب بعون اللہ تعالیٰ گزارش ہے کہ امام ابو حنیفہ علیہ الرحمہ رمضان میں 60 قرآن تلاوت فرماتے تھے تو یہ بات آج کی کتابوں میں ہے یا بڑے محدثین نے بھی کچھ لکھا ہے۔ اگر یہ بات اہل سنت کی معتبر ترین کتب

میں موجود ہے اور مرزا صاحب ان کا نام نہ لے، اس کے دو معنی ہو سکتے ہیں۔ ایک یہ کہ مرزا صاحب کی ان کتب تک رسائی نہیں، اگر رسائی نہیں تو آپ کو فتویٰ دینے کا حق کس نے دیا۔

نمبر 2: اگر مرزا صاحب جانتے ہیں تو یہ خیانت ہے کہ آپ معتبر ترین کتب کا نام نہیں لیتے اور موجودہ کتب کا نام لے کر اہل سنت کے علماء پر کیچڑ اچھال کر اپنے دل کو تسکین دیتے ہیں۔

دوستو! تین دن سے کم میں مکمل قرآن کی تلاوت کرنے والے صحابہ کرام، تابعین عظام اور ائمہ و محدثین ہیں جن کی تفصیل آگے آ رہی ہے تو اب مرزا صاحب ان صحابہ اور تابعین کو بھی اسی نعرے کی زد میں لائے گا کہ صحابہ کا خدا اور کتابوں کا خدا اور، تابعین کا خدا اور کتابوں کا خدا اور، امام شافعی، امام مالک، امام بخاری کا خدا اور کتابوں کا خدا اور۔

مرزا صاحب ترمذی کی حدیث نمبر 2949 کا حوالہ دیتے ہوئے تھوڑا پیچھے پڑھ لیتے کہ اسی ترمذی میں امام ترمذی علیہ الرحمہ نے حدیث نمبر 2946 کے تحت لکھا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ایک رات میں پورا قرآن پڑھ لیتے اور سعید بن جبیر تابعی علیہ الرحمہ بھی ایک رات میں پورا قرآن پڑھتے۔ اب لگائیں مرزا صاحب نعرہ کہ امام ترمذی کا خدا اور کتابوں کا خدا اور!

1.....حضرت عثمان رضی اللہ عنہ رات کو ایک رکعت میں پورا قرآن تلاوت فرماتے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ 1/322، دارالکتب العلمیہ بیروت، حدیث 3690، السنن الکبریٰ بیہقی 2/768، مکتبہ رحمانیہ لاہور، سندہ صحیح: 4059, 4783, 4782 شعب الایمان 2/398، دارالکتب العلمیہ بیروت حدیث 2183، الزہد والرقائق لابن مبارک 1/452 مکتبہ شاملہ حدیث 1275 حلیۃ الاولیاء، 1/60 مکتبہ احیاء التراث العربی، بیروت، ترمذی 2946)

2.....حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ تمام رات قرآن مجید پڑھتے اور ایک رکعت میں سارا قرآن پڑھتے (مصنف ابن ابی شیبہ 1/322، دارالکتب العلمیہ بیروت، حدیث 3691، شرح معانی الآثار مترجم، 1/993، مکتبہ العلم، لاہور حدیث 2008، شعب الایمان 2/398، دارالکتب العلمیہ بیروت، حدیث 2184، السنن الکبریٰ بیہقی 3/242، مکتبہ رحمانیہ لاہور، سندہ صحیح 4787، الطبقات الکبریٰ 1/724، مکتبہ شاملہ الرقم 335 الزاہد والرقائق لابن مبارک 1/452، مکتبہ شاملہ حدیث 1277، ابن ابی الدنیا فی قیام اللیل 337، ترمذی 2946)

3.....حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے ایک رکعت میں قرآن مجید پڑھا (مکتبہ شاملہ 1/348، حدیث 2053، شرح معانی الآثار مترجم

1/993، مکتبۃ العلم، لاہور، حدیث 2010)

4.....عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ ایک رات میں قرآن پڑھتے تھے

(بخاری 5052، مسلم، مکتبہ دارالسلام، حدیث 2730، مکتبہ شاملہ 1159)

5.....حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے شاگرد ابو حمزہ علیہ الرحمہ ایک رات میں ایک قرآن مجید تلاوت فرماتے، بعض اوقات ایک رات میں دو قرآن مجید تلاوت فرماتے۔ آپ نے اپنے استاد حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کی اجازت مانگی تو آپ رضی اللہ عنہما نے اجازت دیتے ہوئے فرمایا کہ اس طرح قرأت کرنا کہ تو خود سن سکے۔

(السنن الکبریٰ بیہقی 2/768، مکتبہ رحمانیہ لاہور، سندہ صحیح 4061، شعب الایمان 2/398، دارالکتب العلمیہ بیروت، حدیث، حدیث 2159، مکتبہ شاملہ 3/475، حدیث 1972)

تابعین کی قرآن سے محبت:

1.....ابو حمزہ تابعی شاگرد حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ایک رات کو ایک مکمل قرآن تلاوت ایک رات میں دو قرآن تلاوت کرتے۔ اس بارے میں انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا تو آپ نے فرمایا اگر تو کرنا چاہتا ہے تو کر لیکن خود آواز سن لیا کر (شعب الایمان

2/392، دارالکتب العلمیہ ، بیروت حدیث 2159)

2......سعید بن جبیر علیہ الرحمہ خانہ کعبہ میں ایک رکعت میں قرآن مکمل کرتے (مکتبہ شاملہ 1/348، حدیث 2054، شرح معانی الآثار مترجم 1/993، مکتبہ العلم، لاہور حدیث 2011، ترمذی 2946، الزہد لابن احمد 1/300، مکتبہ شاملہ رقم 2164)

3......سعد بن ابراہیم تابعی علیہ الرحمہ ایک دن اور رات کو ایک قرآن مکمل کرتے (شعب الایمان مکتبہ شاملہ 3/489، رقم 1996، شعب الایمان 2/398، دارالکتب العلمیہ بیروت، حدیث 2185، الطبقات الکبریٰ 1/205، مکتبہ شاملہ، سیر اعلام النبلا 6/140، سیر اعلان النبلا 5/265، مکتبہ دارالکتب العلمیہ بیروت)

☆ امام ذہبی سیر اعلام النبلاء میں لکھتے ہیں کہ جب امام شعبہ علیہ الرحمہ سعد بن ابراہیم کا ذکر کرتے تو فرماتے میرے دوست سعد بن ابراہیم نے مجھے حدیث بیان کی جو ہمیشہ روزہ رکھتے اور ہر دن اور رات کو قرآن مکمل کرتے (سیر اعلام النبلاء 6/140، مکتبہ شاملہ رقم 799، سیر اعلام النبلاء 6/140، سیر اعلام النبلاء 6/265، مکتبہ دارالکتب العلمیہ بیروت)

4......اسود تابعی علیہ الرحمہ ہر دوسری رات کو قرآن مکمل کرتے (شعب الایمان 2/399، دارالکتب العلمیہ بیروت، رقم 2189)

5.....قتادہ بن دعامہ تابعی علیہ الرحمہ رمضان کے آخری عشرے کی ہر رات میں قرآن مکمل کرتے تھے (حلیۃ الاولیاء، 2/303، مکتبہ احیاء التراث العربی)

6.....ثابت بنانی علیہ الرحمہ ایک قرآن دن کو اور ایک قرآن رات کو مکمل کرتے (مکتبہ شاملہ 3/489، رقم 1994 قیام اللیل للمروزی، ص 64، العلل ومعرفۃ الرجال لاحمد روایۃ ابنہ عبداللہ 1/486، مکتبہ شاملہ رقم 1117)

7.....امام ابوحنیفہ علیہ الرحمہ رمضان میں 60 قرآن مکمل کرتے (تاریخ بغداد 13/355، مکتبہ دارالکتب العلمیہ بیروت)

امام ابوحنیفہ علیہ الرحمہ ہر رات کو قرآن مکمل کرتے (سیر اعلام النبلاء، 5/536، مکتبہ دارالکتب العلمیہ بیروت، تاریخ بغداد 13/355، مکتبہ دارالکتب العلمیہ بیروت)

8.....مجاہد تابعی علیہ الرحمہ کے بارے میں امام نووی فرماتے ہیں کہ سند صحیح سے یہ بات ثابت ہے کہ امام مجاہد جو کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے شاگرد ہیں، رمضان میں مغرب کے بعد عشاء تک روزانہ قرآن مکمل کرتے تھے۔ (یاد رہے کہ وہ حضرات عشاء دیر سے پڑھتے تھے۔

(کتاب الاذکار 1/196، مکتبہ شاملہ 554، التبیان للنووی رقم 106)

9......علقمہ تابعی علیہ الرحمہ، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے شاگرد ایک رات میں قرآن مکمل کرتے (کتاب الثقات لابن حبان، مکتبہ شاملہ 5/208)

10......ابو ہارون محمد بن خالد الخزار الرازی تابعی علیہ الرحمہ ایک قرآن دن میں اور ایک قرآن رات میں مکمل کرتے (الجرح والتعدیل 7/245، مکتبہ شاملہ)

ائمہ اربعہ کی قرآن سے محبت:

☆امام ابوحنیفہ علیہ الرحمہ رمضان میں 60 قرآن مکمل کرتے (تاریخ بغداد 13/355)(مکتبہ دارالکتب العلمیہ بیروت)

امام ابوحنیفہ علیہ الرحمہ ہر رات کو قرآن مکمل کرتے (سیر اعلام النبلاء 5/536، مکتبہ دارالکتب العلمیہ بیروت، تاریخ بغداد 13/355، مکتبہ دارالکتب العلمیہ بیروت)

☆امام مالک علیہ الرحمہ سے پوچھا گیا کہ ایک شخص رات میں قرآن مکمل کرلیتا ہے۔ آپ نے فرمایا کتنا اچھا کام ہے، بے شک قرآن ہر خیر کا امام ہے، پھر امام مالک علیہ الرحمہ نے فرمایا: مجھے خبر دی ہے اس نے جو عمر بن حسین کے پہلو میں رمضان میں نماز پڑھتا تھا کہ عمر بن حسین علیہ الرحمہ ہر رات کو نئے قرآن کی ابتدا کرتے تھے (یعنی ہر رات کو قرآن مکمل کرکے اگلی

رات پھر نیا قرآن شروع کرتے (شعب الایمان 2/398، دارالکتب العلمیہ بیروت، حدیث 2186، شعب الایمان مکتبہ شاملہ 3/490، حدیث 1997)

☆ امام شافعی علیہ الرحمہ رمضان میں 60 قرآن پڑھتے تھے (حلیۃ الاولیاء، 9/119، مکتبہ احیاء التراث العربی، بیروت)

☆ امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ کے بیٹے عبداللہ کہتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے حدیث بیان کی اور وہ کہتے ہیں کہ مجھے روح نے حدیث بیان کی۔ روح کہتے ہیں شعبہ نے حدیث بیان کی کہ حضرت ثابت بنانی علیہ الرحمہ دن اور رات کو ایک ایک قرآن مکمل کرتے تھے (موسوعہ اقوال امام احمد بن حنبل فی رجال الحدیث وعللہ 1/173، مکتبہ شاملہ رقم 323)

امام بخاری اور ان کے استاد کی قرآن سے محبت:

امام بخاری کے استاد علی بن مدینی علیہ الرحمہ مغرب سے عشاء تک روزانہ قرآن مکمل کرتے تھے (یاد رہے کہ وہ حضرات عشاء دیر سے پڑھتے تھے (شعب الایمان 2/399، دارالکتب العلمیہ بیروت، رقم 2188)

امام بخاری علیہ الرحمہ رمضان میں 41 قرآن پڑھتے تھے۔ ایک تراویح میں، سحری کے وقت روزانہ تلاوت کرکے تین دن میں ایک قرآن، صبح سے شام تک روزانہ ایک قرآن۔ (ہدیہ الساری مقدمہ فتح الباری

1/653، دارالکتب العلمیہ بیروت، طبقات الحنابلہ 2/275، تاریخ دمشق 15/48، سیرت بخاری (عبدالسلام مبارکپوری) صفحہ 111)

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص تین دن سے کم عرصے میں پورا قرآن پڑھ لے، اس نے قرآن کو سمجھا ہی نہیں (ترمذی 2949، ابوداؤد 1394)

ملا علی قاری علیہ الرحمہ اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں: سمجھنے کی نفی ہے نہ کہ ثواب کی نفی، یعنی اگر پڑھ لے تو ثواب اسے ضرور ملے گا اور فرماتے ہیں کہ سمجھ کے لحاظ سے بھی لوگ مختلف ہیں۔ امام ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں کہ قرآن پڑھنے کا ثواب ملے گا، چاہے سمجھ کر پڑھے یا بغیر سمجھے اس لئے کہ یہ ایک عبادت ہے۔ (مرقات المفاتیح، شرح مشکوۃ المصابیح 5/81، مکتبہ دارالکتب العلمیہ بیروت)

امام ابن حجر عسقلانی اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں: یہ امام احمد، امام ابوعبید اور اسحاق بن راہویہ اور دوسروں کا مختار ہے (یعنی دن سے کم میں قرآن مکمل نہ کرنا) اور بہ کثرت سلف سے منقول ہے کہ وہ تین دن سے کم میں بھی قرآن مجید ختم کرتے تھے۔

علامہ نووی شافعی نے کہا ہے کہ مختار یہ ہے کہ یہ مدت مختلف اشخاص کے ساتھ مختلف ہوتی ہے، پس جو اہل فہم سے ہوں اور ان کی فکر دقیق ہو تو ان

کے لئے مستحب یہ ہے کہ وہ اتنی کم مدت میں قرآن کریم ختم کرلیں جس سے فکر، تدبر اور استخراج معانی میں خلل نہ ہو اور جو لوگ تعلیم اور تدریس اور دیگر دین کے اہم کاموں میں اور عام کاموں کی مصلحتوں میں مصروف رہتے ہیں، ان کے لئے بھی کم مدت میں قرآن مجید ختم کرنا جائز ہے اور جو لوگ اس طرح نہ ہوں، ان کے لئے زیادہ مدت میں قرآن مجید کو ختم کرنا اولیٰ ہے

(فتح الباری شرح صحیح البخاری 11/188، مکتبہ دار الکتب العلمیہ بیروت حدیث 5051،نعم الباری 9/299ضیاء القرآن ، پبلی کیشنز کراچی)

اس تحقیق سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان، تابعین عظام، ائمہ کرام اور محدثین و اولیاء اللہ کا یہ عمل رہا ہے کہ وہ تین دن سے کم میں قرآن کو مکمل کرتے رہے ہیں۔ کیا انہوں نے یہ حدیث نہیں پڑھی تھی کہ تین دن سے کم میں قرآن پڑھنے سے قرآن فہمی حاصل نہیں ہوگی، لامحالہ پڑھی ہوگی تو اس سے معلوم ہوا کہ انہوں نے پہلے قرآن فہمی حاصل کی، اس کے بعد قرآن کی زیادہ سے زیادہ تلاوت کی اور یہ ہی شرح کی ہے اس حدیث کی محدثین نے۔ اگر آپ اس شرح کو نہ مانیں تو پھر آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ صحابہ، تابعین، ائمہ و محدثین سے آپ زیادہ حدیث کی سمجھ رکھتے ہیں۔ پھر بقول مرزا کے ان سب کا خدا اور ہوا (العیاذ باللہ)

15: مرزا کا اعتراض:

امام ابوحنیفہ علیہ الرحمہ تابعی نہیں تھے

تابعی کی تعریف: وہ شخص جس نے ایمان کی حالت میں نبی علیہ السلام کے صحابی کی زیارت کی اور ایمان کی حالت میں فوت ہوا، اسے تابعی کہتے ہیں۔

تابعی کی فضیلت کے متعلق احادیث:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لوگوں پر ایک ایسا وقت آئے گا کہ لوگوں کی جماعتیں جہاد کریں گی، ان سے کہا جائے گا: کیا تم میں رسول اللہ ﷺ کا کوئی صحابی بھی ہے؟ وہ کہیں گے ہاں، انہیں فتح ہو گی، پھر لوگوں پر ایک ایسا وقت آئے گا کہ لوگوں کی جماعتیں جہاد کریں گی تو ان سے پوچھا جائے گا: کیا تم میں کوئی ایسا ہے جس نے رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کی صحبت اختیار کی ہو؟ وہ کہیں گے ہاں، تو انہیں فتح حاصل ہو گی، پھر لوگوں پر ایک ایسا وقت آئے گا کہ لوگوں کی جماعتیں جہاد کریں گی، ان سے پوچھا جائے گا: کیا تم میں کوئی تبع تابعین ہے؟ وہ کہیں گے ہاں تو انہیں فتح حاصل ہو گی (بخاری 3649، مسلم

(6467/2532

☆ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت کا سب سے بہترین زمانہ میرا زمانہ ہے پھر ان لوگوں کا جو، ان کے بعد آئیں گے پھر وہ جو ان کے بعد آئیں گے۔ (بخاری 3650 مسلم 6475/2535)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے صحابہ کی عزت کرو کیونکہ وہ تم میں سے سب سے بہتر ہیں، پھر وہ جو، ان کے بعد آئیں گے، پھر وہ جو ان کے بعد آئیں گے (نسائی کبریٰ 9222، مشکوۃ المصابیح 6012)

ان احادیث سے صحابہ کرام علیہم الرضوان، تابعین اور تبع تابعین کی فضیلت واضح ہوتی ہے۔لیکن فی زمانہ ایک جلیل القدر تابعی امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں لوگ تعصب کی بناء پر اختلاف پیدا کر رہے ہیں کہ وہ تابعی نہیں تھے جبکہ بڑے بڑے محدثین اور نامور تاریخ دان اس بات کی تحقیق کر چکے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ تابعی تھے۔ جیسا کہ خطیب بغدادی، امام ذہبی، امام ابن حجر عسقلانی، علامہ عینی، ابن کثیر، علامہ ابن عبدالبر، ابن الندیم رحمہم اللہ وغیرہم۔ کچھ حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں۔

☆ ابوبکر احمد بن علی الخطیب بغدادی علیہ الرحمہ المتوفی

463ھ فرماتے ہیں:

نعمان بن ثابت ابوحنیفہ التیمی اصحاب الرائے اور اہل عراق کے فقیہ جنہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی زیارت کی۔ (یعنی خطیب بغدادی کی تحقیق کے مطابق امام صاحب تابعی ہیں) (تاریخ بغداد 13/325، مکتبہ دارالکتب العلمیہ بیروت)

☆ امام شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان الذہبی علیہ الرحمہ المتوفی 748ھ فرماتے ہیں:

امام اعظم ابوحنیفہ اہل عراق کے فقیہ نعمان بن ثابت بن زوطا التیمی جو 80 ہجری میں پیدا ہوئے، انہوں نے (یعنی امام اعظم نے) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی کئی مرتبہ زیارت کی، جب حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کوفہ تشریف لائے۔ (تذکرۃ الحفاظ 1/126، مکتبہ دارالکتب العلمیہ بیروت)

☆ ابوالفداء حافظ اسماعیل بن عمر بن کثیر المعروف ابن کثیر علیہ الرحمہ المتوفی 774ھ فرماتے ہیں:

امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت فقیہ عراق اسلام کے ائمہ میں سے ایک

جلیل القدر امام، جنہوں نے صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کا زمانہ پایا۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی زیارت کی، اور بعض نے ذکر کیا ہے کہ آپ نے سات صحابہ کرام کو دیکھا ہے۔ (البدایہ والنہایہ 10/111، مکتبہ دارالکتب العلمیہ بیروت)

☆ امام حافظ شہاب الدین احمد بن علی بن محمد بن حجر المعروف ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ المتوفی 852ھ فرماتے ہیں:

نعمان بن ثابت التیمی ابو حنیفہ الکوفی کہا گیا ہے کہ وہ ابناء فارس سے ہیں (یعنی فارسی النسل ہیں) انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی زیارت کی۔ (تہذیب التہذیب 6/559، مکتبہ دارالکتب العلمیہ بیروت)

☆ امام ذہبی علیہ الرحمہ المتوفی 748ھ سیر اعلام النبلاء میں فرماتے ہیں:

الامام فقیہ ملت، عالم عراق، ابو حنیفہ نعمان بن ثابت بن زوطی التیمی، الکوفی کہا گیا ہے کہ وہ فارسی النسل تھے۔ آپ 80ھ میں صغار صحابہ کے زمانہ میں پیدا ہوئے اور آپ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی

زیارت کی، جب حضرت انس رضی اللہ عنہ کوفہ تشریف لائے، لیکن حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کوئی حدیث نہیں سنی۔ (سیر اعلام النبلاء، 5/531، مکتبہ دارالکتب العلمیہ بیروت)

☆علامہ بدرالدین ابو محمد محمود بن احمد العینی، المعروف علامہ عینی علیہ الرحمہ المتوفی 855ھ فرماتے ہیں:

حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ اور ان کے والد صحابی ہیں، یہ وہ صحابی ہیں جو سب سے آخر کوفہ میں فوت ہوئے اور صحابہ میں سے ایک یہ بھی صحابی ہیں جن کی زیارت امام ابو حنیفہ علیہ الرحمہ نے کی (عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری 11/293، مکتبہ دارالکتب العلمیہ بیروت)

مخالفین کا کہنا ہے کہ ہمارے پاس ایک ایسی دلیل ہے جو ان سب پر بھاری ہے، چاہے وہ کتنے ہی بڑے امام یا محدث ہوں۔ وہ دلیل یہ ہے کہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ خود فرماتے ہیں کہ میں نے عطاء بن ابی رباح (تابعی) سے زیادہ افضل کوئی نہیں دیکھا۔ اگر امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے کسی صحابی کی زیارت کی ہوتی تو آپ نے یہ بات نہیں کرنی تھی کیونکہ صحابی کا درجہ تابعی سے اونچا ہے۔ عطاء بن ابی رباح تو تابعی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ آپ تابعی نہیں ورنہ آپ کہتے کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ

سے بڑھ کر فضیلت والا کوئی نہیں دیکھا۔

الجواب بعون اللہ تعالیٰ

گزارش ہے کہ اس اصول کو مان لیا جائے کہ اگر کوئی تابعی یہ جملہ کہہ دے کہ میں نے اس (تابعی) سے بڑھ کر فضیلت والا نہیں دیکھا یا اس (تابعی) سے بڑا عالم نہیں دیکھا۔ اور اس سے یہ نتیجہ نکالا جائے کہ وہ تابعی نہیں ورنہ وہ یہ بات نہ کہتا۔ آپ کا دین آدھا رہ جائے گا اور یہ اصول آپ کو تباہ و برباد کر دے گا اور اس اصول سے آپ ﷺ کی کئی احادیث کو چھوڑنا پڑے گا بلکہ آپ کو ان صحیح احادیث کو موضوع یا من گھڑت کہنا پڑے گا، کیونکہ ایسے کئی راوی جو تابعین ہیں اور وہ صحابی سے ڈائریکٹ حدیث لیتے ہیں، جیسا کہ قتادہ بن دعامہ ہیں جو کہ حضرت انس اور دوسرے صحابہ سے ڈائریکٹ روایت کرتے ہیں۔ ان کی تمام احادیث جو کتب ستہ (صحاح ستہ) میں ہیں، ان کو چھوڑنا پڑے گا بلکہ ایک اندازے کے مطابق 777 احادیث جو بخاری و مسلم میں ہیں، ان کو ضعیف یا موضوع کہہ کر نکالنا پڑے گا۔ اس کی وجہ آپ کا یہ اصول ہے کہ تابعی اگر تابعی کے بارے میں کہہ دے کہ وہ سب سے زیادہ فضیلت والا یا علم والا ہے، وہ تابعی نہیں رہتا۔

تو جناب قتادہ بن دعامہ تابعی ہیں اور ان کا قول کتابوں میں ہے جو انہوں نے حضرت سعید بن مسیب تابعی رضی اللہ عنہ کے بارے میں کہا:

حضرت قتادہ بن دعامہ علیہ الرحمہ تابعی المتوفی 118ھ حضرت سعید بن مسیتب تابعی علیہ الرحمہ کے بارے میں فرماتے ہیں:

ما رایت اعلم من سعید بن مسیب، ترجمہ: میں نے سعید بن مسیب سے بڑھ کر کوئی عالم نہیں دیکھا (تذکرۃ الحفاظ 1/44، مکتبہ دارالکتب العلمیہ بیروت)

یاد رہے کہ حضرت قتادہ علیہ الرحمہ نے کئی احادیث حضرت انس بن مالک علیہ الرحمہ سے روایت کی ہیں جیسا کہ بخاری حدیث 13 اور 15، اس کے علاوہ اس نے حضرت عبداللہ بن سرجس وغیرہ صحابہ سے احادیث روایت کی ہیں۔ (تذکرۃ الحفاظ 1/92، مکتبہ دارالکتب العلمیہ بیروت)

اگر آپ وہ اصول یہاں فٹ کریں تو آپ کو کتب ستہ (صحاح ستہ) سے تقریباً 1800 احادیث جو قتادہ سے ہیں، جو کہ تابعی ہیں، 300 سے زیادہ روایات بخاری میں ہیں، 400 سے زیادہ روایات مسلم میں ہیں۔ تقریباً ایک اندازے کے مطابق بخاری و مسلم میں ان کی 777 روایات ہیں، جن کو اس اصول کے تحت ضعیف یا موضوع و من گھڑت کہنا پڑے گا کیونکہ یہ صحابی سے روایت کرتے ہیں اور اگر اس اصول سے وہ تابعی نہیں رہتے تو صحابی سے کیسے وہ روایت کر سکتے ہیں، تو یہ تمام روایات ذخیرہ احادیث سے خارج ہو جائیں گی۔ تو پہلی ہی دلیل سے آپ کے اصول کی

دھجیاں اڑ گئی۔ اگر اس اصول پر قائم ہو تو نکالو بخاری و مسلم سے 777 احادیث۔

☆ ایوب سختیانی تابعی علیہ الرحمہ المتوفی 131ھ

حضرت قاسم بن محمد بن ابی بکر تابعی علیہ الرحمہ کے بارے میں فرماتے ہیں:

عن ایوب۔ وذکر القاسم، فقال: ما رایت رجلا افضل منہ..... میں نے قاسم بن محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ سے کوئی فضیلت والا آدمی نہیں دیکھا۔ (سیر اعلام النبلاء، 5/34، مکتبہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

یاد رہے کہ ایوب سختیانی تابعی ہیں۔ انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی زیارت کی ہے۔ (سیر اعلام النبلاء، 5/313، مکتبہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

اس اصول سے ایوب سختیانی جو کہ بخاری و مسلم کے راوی ہیں، وہ بھی تابعی نہیں رہے۔

☆ امام زہری علیہ الرحمہ المتوفی 124ھ حضرت امام زین العابدین علی بن حسین تابعی رضی اللہ عنہ کے بارے

میں فرماتے ہیں:

مارایت احدا کان افقہ منہ...... میں نے ان سے بڑھ کر کوئی فقیہ نہیں دیکھا۔ (سیر اعلام النبلاء، 4/539، مکتبہ دارالکتب العلمیہ بیروت)

یاد رہے کہ امام زہری نے حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے احادیث روایت کی ہیں اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی زیارت کی ہے (سیر اعلام النبلاء، 5/207، مکتبہ دارالکتب العلمیہ بیروت)

یاد رہے کہ عبداللہ بن عمر اور جابر رضی اللہ عنہما سے کوئی تابعی بڑا فقیہ نہیں)

ابن شہاب زہری کے تابعی ہونے میں کس اہل علم کو شک ہے؟ اتنے بڑے محدث جن کی روایات کتب ستہ میں سینکڑوں کی تعداد میں ہیں۔ وہ محدث جو عبداللہ بن عمر اور جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایات لے رہا ہے، وہ کیسے ایک تابعی کے بارے میں کہہ رہا ہے کہ میں نے علی بن حسین سے بڑا فقیہ نہیں دیکھا۔ اگر ان کے اصول کو مانا جائے تو زہری بھی تابعی نہیں رہتے۔ پھر نکال لیں سینکڑوں احادیث بخاری و مسلم سے اور کتب احادیث سے کیونکہ یہ صحابہ سے بھی احادیث لاتے ہیں۔

معلوم ہوا کہ اس طرح کے جملے تابعین اپنے زمانے کے معتبر تابعین

کے بارے میں بولتے تھے اور اس سے ہرگز یہ مطلب نہیں نکالا جاتا تھا کہ وہ اب تابعی نہیں رہے۔ اگر آپ یہ مطلب قبول نہیں کریں گے تو پھر آپ ان تمام روایات کا انکار کریں جو بخاری و مسلم میں ان سے مروی ہیں صحابہ کے توسط سے۔

اس سے زیادہ بھی حوالے موجود ہیں لیکن اسی پر اکتفا کرتے ہوئے بات کو سمجھانا مقصود ہے کہ ان کا اصول غلط اور تعصب پر مبنی ہے۔ اس طرح کے بیانات تابعین اپنے زمانے کے تابعین کے لئے دیتے رہے ہیں۔ ان اماموں کے اقوال جو تابعین کے بارے میں ہیں، اس سے مراد صرف اتنا ہے کہ ہمارے نزدیک تابعین میں سے افضل یہ شخص ہے۔ بس اس کا مقصد ہی یہ ہے۔ لیکن انہوں نے کچھ اور مقصد نکالا ہوا ہے اس سے تو کئی تابعی، تابعی نہیں رہتے اور ان کے اصول سے آپ کو سینکڑوں احادیث نکالنی پڑیں گی، موضوع و مردود کا کلہاڑا چلا کر۔

آخر میں ان مخالفین کے لئے ایک پھکی اور چیلنج ہے۔ اس حدیث کا مطلب سمجھا دیں اگر اسی اصول پر اب بھی قائم ہیں؟ ترمذی شریف میں صحیح حدیث ہے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

جوتا بنانے، جوتا پہنے، سواری پر سوار ہونے اور سواری پر بیٹھنے کے حوالے سے (یعنی عادت واطوار اور خصائل کے اعتبار سے) رسول اللہ ﷺ

کے بعد حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے کوئی فضیلت والا نہیں۔

(ترمذی 3764)

بظاہر اس حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ یہ فرما رہے ہیں کہ نبی علیہ السلام کے بعد سب سے زیادہ فضیلت والے حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہیں۔

مخالفین سے یہ سوال ہے کہ کیا اس حدیث سے آپ یہ ثابت کریں گے کہ حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہم سے زیادہ فضیلت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی ہے؟

اب تو آپ کے سامنے صحیح حدیث ہے۔ اب نکالو اپنا اصول اور ان تمام صحابہ کرام سے زیادہ فضیلت دو جعفر بن ابی طالب کو اور ہو جاؤ صحابہ اور اجماع امت کے منکر۔

16: خواب میں رب کا دیدار کرنے پر

مرزا کے اعتراض کا جواب:

انجینئر مرزا کا کہنا ہے کہ یہ (سنی، دیوبندی) ساری زندگی بابوں کے پیچھے چلتے ہیں، یہ مانیں کہ ان کی غلطیاں ہم نے گنوائی ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ ان کا عقیدہ ہے کہ ان کے بابوں کو خواب میں رب کا دیدار ہوا ہے، یہ ایک بہت بڑا جھوٹ ہے، میری زندگی کا سرمایہ ہے جو میں نے ان کے خلاف ویڈیو بنائی ہے (بابوں کا خدا اور کتابوں کا خدا اور) اس لئے میں کہتا ہوں کہ ان کے بابے قرآن وحدیث کے مخالف تھے۔

مرزا صاحب سے گزارش ہے کہ آپ اپنے مطالعہ کو وسیع کریں اور اصل کتابوں کو دیکھیں۔ خاص طور پر اسماء الرجال کی کتابوں کو جس میں محدثین کے احوال موجود ہیں۔ مرزا صاحب آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ آپ خود کتنے ان پڑھ اور جھوٹے ہیں۔ یہ جو آپ کہتے ہیں کہ ان کے بابوں کا عقیدہ ہے۔ اگر آپ نے کچھ پڑھا ہوتا تو معلوم ہوتا کہ یہ عقیدہ جلیل القدر تابعین، محدثین اور فقہاء کا ہے جن کو آپ بھی اپنا بابا تسلیم کرتے ہیں اور اس سے بڑھ کر آپ کے متعصب بابا زبیر زئی کا بھی یہی عقیدہ ہے (حوالے آگے دیئے جائیں گے۔)

مرزا صاحب کے فتوے سے بڑے بڑے امام بدعقیدہ اور گمراہ بن جائیں گے کیونکہ ان کا عقیدہ ہے کہ رب کا دیدار خواب میں ہو سکتا ہے، بلکہ کئی محدثین نے اپنے خواب بھی بیان کئے ہیں، جن میں تابعین جو کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے شاگرد، امام مالک کے استاد، امام احمد بن حنبل کے استاد، امام ابوبکر ابن ابی شیبہ کے استاد، امام بخاری کے دادا استاذ اور بخاری و مسلم کے کئی راوی ہیں جن کا دعویٰ ہے کہ ان کو خواب میں رب کا دیدار ہوا ہے۔

دعویٰ: مرزا صاحب کا کہنا ہے کہ یہ میری زندگی کا سرمایہ ہے کہ میں نے ان کو بے نقاب کیا ہے کہ خواب میں رب کا دیدار نہیں ہو سکتا اور یہ عمل میں رب کی بارگاہ میں پیش کروں گا کہ یا باری تعالیٰ یہ ایسا کام ہے جو کسی نے نہیں کیا۔ صرف میں نے کیا ہے، لہذا مجھے ایوارڈ ملنا چاہیے:

نتیجہ: یہ سارے تابعین، محدثین، ائمہ، فقہاء گمراہ یا انجینئر مرزا گمراہ فیصلہ آپ نے کرنا ہے۔

اب حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں، حق اور سچ کو پہچانیں۔

امام ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ المتوفی 852ھ خواب میں رب تبارک وتعالیٰ کے دیدار کے متعلق لکھتے ہیں:

یاد رہے کہ اہل تعبیر نے خواب میں رب تبارک وتعالیٰ کے دیدار کو مطلقاً جائز کہا ہے۔

(فتح الباری شرح صحیح البخاری لابن حجر عسقلانی 15/486 مکتبہ دارالکتب العلمیہ بیروت)

اہل تعبیر کے امام:

خوابوں کی تعبیر بتانے والوں میں سے بہت ہی اعلیٰ پایہ کے امام محمد بن سیرین علیہ الرحمہ جو 70 صحابہ کے شاگرد ہیں۔ اس بات کے قائل ہیں کہ نبیوں کے علاوہ اُمتیوں کو بھی خواب میں رب کا دیدار ہوسکتا ہے، چنانچہ امام دارمی ابو محمد عبداللہ بن عبدالرحمٰن المتوفی 255ھ نے اپنی کتاب سنن دارمی میں امام محمد بن سیرین علیہ الرحمہ کا قول نقل کیا ہے کہ: محمد بن سیرین نے کہا جو شخص اپنے رب کو خواب میں دیکھے، وہ جنت میں جائے گا (سنن دارمی (مترجم)2/253 الفرقان ٹرسٹ، خان گڑھ ضلع مظفر گڑھ، پاکستان)

امام اوزاعی علیہ الرحمہ کو خواب میں رب کا دیدار ہوا:

عبدالرحمٰن بن عمرو بن محمد شیخ الاسلام، عالم اہل الشام ابو عمر والا وزاعی، عطاء بن ابی رباح، ابو جعفر الباقر، قتادہ ومکحول کے شاگرد اور امام مالک، امام شعبی، امام ثوری کے استاد، بخاری ومسلم کے راوی کو خواب میں

اللہ کا دیدار ہوا (سیر اعلام النبلاء، 62/6، دار الکتب العلمیہ بیروت)

امام ابونعیم اصفہانی اور امام ابن جوزی لکھتے ہیں:

امام اوزاعی فرماتے ہیں کہ میں نے رب العزت کو خواب میں دیکھا۔ مجھے میرے رب نے کہا تو ہی ہے عبدالرحمٰن جو نیکی کا حکم دیتا ہے اور برائی سے منع کرتا ہے؟ میں نے کہا یا باری تعالیٰ یہ تیرے فضل سے ہے۔

(امام ابونعیم احمد بن عبداللہ اصفہانی المتوفی 430ھ، حلیۃ الاولیاء، ج 6، ص 24 دار احیاء التراث العربي بیروت، حلیۃ الاولیاء، ج 6، ص 142، مکتبہ شاملہ، ابن جوزی جمال الدین ابوالفرج عبدالرحمٰن بن علی المتوفی 597ھ، تبلیس ابلیس ج 1، ص 11، مکتبہ شاملہ، صفۃ الصفوہ لابن جوزی، ج 2، ص 405، مکتبہ شاملہ، المنتظم لابن جوزی، ج 8، ص 197، مکتبہ شاملہ)

امام ذہبی لکھتے ہیں:

امام اوزاعی فرماتے ہیں، دو فرشتے آئے اور مجھے رب کے سامنے کھڑا کیا۔ (امام ذہبی، شمس الدین محمد بن احمد المتوفی، 748، سیر اعلام النبلاء، 6/68، دار الکتب العلمیہ)

نوٹ: کم وبیش 66 روایات بخاری میں امام اوزاعی سے ہیں۔

رقبہ بن مشقلہ تابعی علیہ الرحمہ:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ، عطاء بن ابی رباح اور نافع کے شاگرد، سلیمان التیمی، ابوعوانہ اور جریری بن عبدالحمد کے استاد اور بخاری کے راوی رقبہ بن مشقلہ کو خواب میں رب کا دیدار ہوا۔ (سیر اعلام النبلاء 399/5، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

بخاری میں روایت نمبر 3192 رقبہ سے ہے:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان ایک جگہ کھڑے ہوئے، پس آپ ﷺ نے ہم کو مخلوق کی ابتداء کی خبر دی حتیٰ کہ اہل جنت اپنے ٹھکانوں میں داخل ہو گئے اور اہل دوزخ اپنے ٹھکانوں میں داخل ہو گئے، جس نے اس کو یاد رکھا، اس نے یاد رکھا اور جس نے اس کو بھلا دیا، اس نے بھلا دیا۔

رقبہ تابعی کا خواب:

رقبہ بن مشقلہ کہتے ہیں کہ میں نے رب العزت کو خواب میں دیکھا۔ رب تبارک وتعالیٰ نے فرمایا: میں سلیمان التیمی کو ضرور بہترین ٹھکانہ عطا کروں گا کیونکہ سلیمان التیمی نے عشاء کے وضو سے چالیس سال فجر کی نماز پڑھی ہے۔ (یعنی اس نے ساری رات میری عبادت میں گزاری ہے اور یہ

اس کا انعام ہے جو میں نے اس کے لئے تیار رکھا ہے۔)

(سیر اعلام النبلاء 6/197، مکتبہ شاملہ، سیر اعلام النبلاء 423,422/5، دار الکتب العلمیہ، بیروت، حلیۃ الاولیاء، 28/3، مکتبہ احیاء التراث العربی، بیروت، کتاب الثقات الابن حبان 300/4، مکتبہ شاملہ، تہذیب التہذیب لابن حجر عسقلانی 202/4، مکتبہ شاملہ، دار الکتب العلمیہ، بیروت 38/3 معجم الاوسط لطبرانی المتوفی 360ھ، 379/3 روایت نمبر 3454 مکتبہ شاملہ، شعب الایمان للبیہقی المتوفی 458ھ، 531/4 روایت نمبر 2952 مکتبہ شاملہ، صفۃ الصفوہ۔ لابن جوزی ج 2، ص 177، المنتظم لابن جوزی، ج 8، ص 42، مکتبہ شاملہ، تاریخ اسلام لذہبی، ج 9، ص 98، مکتبہ شاملہ، تہذیب الکمال للمزی، ج 12، ص 10، مکتبہ شاملہ، تذکرۃ الحفاظ للذہبی، 114/1، مکتبہ شاملہ)

سلیمان التیمی تابعی علیہ الرحمہ عشاء کے وضوء سے فجر کی نماز پڑھتے تھے:

سلیمان التیمی تابعی علیہ الرحمہ، حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہیں۔ آپ (سلیمان) محدث ہیں اور آپ کا بیٹا (معتمر) بھی بہت بڑا محدث ہے، دونوں بخاری کے راوی ہیں۔ آپ عشاء کے وضوء سے فجر کی

نماز پڑھتے تھے۔امام ذہبی لکھتے ہیں:

ابن سعد کا کہنا ہے کہ آپ بہت بڑے محدث اور عبادت گزار تھے۔ آپ عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھتے تھے اور آپ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بہت محبت تھی۔آپ اور آپ کا بیٹا راتوں کو مساجد کے چکر لگایا کرتے، کبھی اس مسجد کبھی اس مسجد اسی طرح رات گزارتے اور مساجد میں عبادت کرتے۔آپ کے بیٹے کا بیان ہے کہ میرے والد ایک دن چھوڑ کر روزہ رکھتے اور انہوں نے چالیس سال عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھی (سیر اعلام النبلاء، 422/5، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

حافظ زبیر زئی اپنی کتاب توضیح الاحکام میں لکھتے ہیں:

رقبہ بن مثقلہ علیہ الرحمہ (ثقہ تبع تابعی) نے فرمایا:

میں نے خواب میں رب تعالیٰ کو دیکھا تو رب نے فرمایا: مجھے اپنی عزت کی قسم! میں سلیمان التیمی کو بہترین ٹھکانہ عطا کروں گا۔(کتاب الثقات لابن حبان 301/4، سند صحیح)

نبی علیہ السلام کے بعد اُمتیوں کے ایسے خواب ظنی ہوتے ہیں، جن سے حجت قائم نہیں ہو سکتی لیکن بطور مبشرات حق کی تائید میں سلف صالحین کے خواب پیش ہو سکتے ہیں، بشرطیکہ ان کی سند صحیح یا حسن لذاتہ ہو۔ واللہ اعلم (توضیح الاحکام، ج3، ص63)

مرزا جی اپنے بابا زبیر علی زئی پر لگاؤ گمراہی کا فتویٰ اور ان کو کہو کہ انہوں نے بہت بڑا بلینڈر مارا ہے، جیسا تم اہل سنت کے بارے میں گندی زبان استعمال کرتے ہو، جو اہل سنت کا عقیدہ ہے، وہ ہی تمہارے باپے کا بھی عقیدہ ہے اور دو ان کو تین طلاقیں، کیا مرزا اپنے باپے کو طلاق دے گا یا رجوع کرے گا؟

یزید بن ہارون علیہ الرحمہ:

شیخ الاسلام یزید بن ہارون، سلیمان التیمی، شعبہ بن حجاج، عبداللہ بن مبارک کے شاگرد اور امام احمد بن حنبل، علی بن مدینی، ابوبکر بن ابی شعبہ کے استاد، بخاری و مسلم کے راوی، امام بخاری کے دادا استاد (سیر اعلام النبلا، 202/7، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

یزید بن ہارون کہتے ہیں کہ میں نے رب العزت کو خواب میں دیکھا۔ رب تبارک وتعالیٰ نے فرمایا: اے یزید حریز بن عثمان سے کچھ لکھتے ہو۔ میں نے عرض کی: یا باری تعالیٰ! میں اس سے صرف اچھی باتیں لکھتا ہوں، رب تبارک وتعالیٰ نے فرمایا: اس سے کچھ نہ لکھا کرو کیونکہ وہ علی کو برا بھلا کہتا ہے۔

(خطیب بغدادی، ابوبکر احمد بن علی المتوفی 463، تاریخ بغداد، ج 8، ص 261، دارالکتب العلمیہ، مکتبہ شاملہ 87، ص 261، لسان المیزان

لابن حجر عسقلانی المتوفی 852، ج 5، ص 374 مکتبہ شاملہ، الانساب للسمعانی، ج 6، ص 95، مکتبہ شاملہ)

نوٹ: بخاری میں یزید بن ہارون سے کم وبیش 25 روایات ہیں:

سریج بن یونس کو خواب میں رب تبارک وتعالیٰ کا دیدار ہوا:

امام سریج بن یونس، امام مسلم، ابوزرعہ اور امام نسائی کے استاد ہیں (سیر اعلام النبلاء 90/8، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

سریج بن یونس نے کہا کہ میں نے خواب میں رب العزت کو دیکھا۔ اللہ کریم نے فرمایا: مانگ جو تیری حاجت ہے۔ (سیر اعلام النبلاء، ج 8، ص 91، دار الکتب العلمیہ، بیروت، تاریخ اسلام لذہبی، ج 17، ص 82، مکتبہ شاملہ، سیر اعلام النبلاء للذہبی ج 9، ص 171، مکتبہ شاملہ)

ابوحسان الزیادی:

ابوحسان الزیادی، امام حسن بن عثمان بن حماد، مورخ، حافظ اور بغداد کے قاضی کے بارے میں امام ذہبی اپنی کتاب سیر اعلام النبلاء میں لکھتے ہیں:

ابوحسان نے خواب میں اپنے رب کا دیدار کیا (سیر اعلام النبلاء، ج 8،

ص289، مکتبہ دارالکتب العلمیہ، بیروت)

ابو القاسم قشیری:

ابو القاسم قشیری کہتے ہیں کہ میں نے خواب میں رب العزت کا دیدار کیا۔

(سیر اعلام النبلاء، ج13، ص145، مکتبہ شاملہ، تاریخ اسلام للذہبی، ج29، ص97، مکتبہ شاملہ، الوافی بالوفیات لصلاح الدین المتوفی 764ھ، ج7، ص201، مکتبہ شاملہ، طبقات الشافعیہ لابن قاضی شعبہ ج1، ص203، مکتبہ شاملہ)

امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ کو خواب میں رب کا دیدار:

امام ذہبی، شمس الدین ابو عبداللہ محمد بن احمد المتوفی 748ھ سیر اعلام النبلاء میں، اسی طرح علی بن سلطان المعروف ملا علی قاری المتوفی 1014ھ شرح فقہ اکبر میں اور علامہ ابن جوزی المتوفی 597ھ اپنی کتاب مناقب امام احمد بن حنبل میں اس واقعہ کو لکھتے ہیں:

امام ذہبی اپنی سندِ متصل کے ساتھ اس واقعہ کو نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ امام احمد بن حنبل کے بیٹے عبداللہ نے یہ واقعہ امام احمد بن حنبل سے سنا: امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ مجھے خواب میں رب کا دیدار

ہوا۔ میں نے رب سے عرض کی: یا باری تعالیٰ تیرا قرب حاصل کرنے کا کیا طریقہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: قرآن کی تلاوت۔ میں نے عرض کی: یا باری تعالیٰ سمجھ کر یا بغیر سمجھے بھی قرب حاصل ہوگا۔ اللہ کریم نے فرمایا: بس میرے کلام یعنی قرآن کی تلاوت سے چاہے سمجھ کر یا بغیر سمجھے۔

(امام ذہبی، شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد المتوفی 748ھ، سیر اعلام النبلاء، ج 8، ص 198، مکتبہ دار الکتب العلمیہ بیروت، سیر اعلام النبلاء، ج 11، ص 347، مکتبہ شاملہ، ملا علی قاری: شرح فقہ اکبر ص 124، مکتبہ رحمانیہ لاہور، مناقب امام احمد لابن جوزی ص 434، باب 91، مکتبہ شاملہ)

واقعہ کا فہم:

اس واقعہ کو بیان کرنے کا مقصد محدثین کا صرف یہ ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے کلام سے محبت کرتا ہے، چونکہ یہ ایک عبادت اور ذکر ہے۔ صحابہ، تابعین و تبع تابعین نے ایک رات میں قرآن کو مکمل کیا ہے، اسی طرح امام بخاری نے رمضان میں 41 قرآن ختم کیئے۔ یہ ان کی قرآن سے محبت کا ثبوت ہے۔ بغیر سمجھنے کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ قرآن کو سمجھنا ہی نہیں۔ کیا امام احمد بن حنبل نے قرآن کو سمجھا نہیں ہوگا؟ قرآن کو سمجھنا ہے اور اس پر عمل بھی کرنا ہے۔ لیکن اگر کوئی زیادہ سے زیادہ تلاوت کرے گا تو اسے اللہ کا قرب حاصل ہوگا۔

امام احمد بن حنبل کو خواب میں رب کا دیدار:

اس کا بھی مطالعہ فرمائیں اور اس بات سے آگاہ ہو جائیں کہ اس صدی کا سب سے بڑا جھوٹا انسان انجینئر مرزا ہے، کیونکہ لوگ اپنے مفادات کی خاطر جھوٹ بولتے ہیں، ان کا جھوٹ بولنا ان کی ذات تک ہی محدود رہتا ہے لیکن یہ قرآن وحدیث اور فقہاء و محدثین پر جھوٹ بولتا ہے اور دین میں بگاڑ پیدا کرنے کی پوری کوشش کرتا ہے، لوگوں کی نمازیں خراب کرتا ہے، جیسا کہ اس کی ویڈیو ہے نماز میں مقتدی امام کے پیچھے قرآن کا ترجمہ پڑھے اور عربی پر صرف نظر رکھے اور ترجمہ پڑھتا جائے۔

دوستو! یہ سراسر قرآن وحدیث کے خلاف ہے۔ اللہ کریم نے حکم دیا ہے کہ جب قرآن پڑھا جائے تو غور سے سنو اور خاموش رہو (سورہ اعراف، آیت 104)

شریح بن یونس:

امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ کے بیٹے عبداللہ کہتے ہیں کہ میں نے شریح بن یونس سے سنا: انہوں نے کہا کہ میں نے رب العزت کو خواب میں دیکھا۔ (حلیۃ الاولیاء، ج10، ص113، مکتبہ شاملہ)

(نوٹ: جن کتب کے حوالے دیئے ہیں وہ ہماری ذمہ داری ہے، یعنی

جو بھی حوالے دیئے ہیں وہ سو فیصد ٹھیک ہیں۔ ان شاء اللہ آپ کو حوالہ غلط نہیں ملے گا)

وہابیوں کے امام شیخ ابن تیمیہ اپنی کتب میں لکھتے ہیں کہ

ابو یزید اور ابو مرشد نے خواب میں رب کا دیدار کیا:

ابو یزید کہتے ہیں: میں نے خواب میں رب العزت کا دیدار کیا۔(ابن تیمیہ تقی الدین ابو العباس احمد بن عبد الحلیم المتوفی 728ھ، مجموع الفتاویٰ ج 2، ص 315، مکتبہ شاملہ، مجموعۃ الرسائل والمسائل لابن تیمیہ، ج 1، ص 84، ابن قیم جوزیہ، محمد بن ابی بکر المتوفی 751، مدارج السالکین، ج 2، ص 9 مکتبہ شاملہ)

ابو مرشد کہتے ہیں کہ میں نے خواب میں رب العزت کا دیدار کیا۔ میں نے عرض کی: یا باری تعالیٰ! تیرے پاس آنے کا کیا طریقہ ہے؟ اللہ رب العزت نے فرمایا: خواہشات نفس کو ترک کر دو (مجموع الفتاویٰ لابن تیمیہ، ج 9، ص 293، مکتبہ شاملہ)

حضرت موسیٰ علیہ السلام:

انجینئر مرزا نے عوام کو دھوکہ دیتے ہوئے یہ بات کی ہے کہ جب موسیٰ علیہ السلام نے رب سے دیدار کی درخواست کی تو رب نے جواب دیا کہ تو

نہیں دیکھ سکتا۔ اگر خواب میں دیکھنا نبی علیہ السلام کے علاوہ جائز ہوتا تو یہ چیلنج موسیٰ علیہ السلام کو ملتا۔ اللہ تعالیٰ یہ فرماتا ہے کہ سر کی آنکھوں سے نہیں دیکھ سکتے، چلو میں تمہیں خواب میں دیدار کرواؤں گا۔ اس کے بعد جو زبان استعمال کی ہے، وہ سب کو پتہ ہے کہ یہ کتنا بداخلاق ہے۔

الجواب: دوستو! جب یہ بات دلائل سے واضح ہے کہ نبی علیہ السلام کے اُمتیوں کو بھی خواب میں رب کا دیدار ہوا ہے تو بدرجہ اولیٰ یہ دیدار نبیوں کے لئے ثابت ہوا، اس کو چیلنج کا نام دے کر عوام کو گمراہ کرنا یہ ایک قادیانی چال ہے جو مرزا نے ان سے سیکھی ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام سر کی آنکھوں سے دیدار کی درخواست کر رہے ہیں نہ کہ خواب میں۔ خواب میں تو مطلقاً سب کے لئے جائز ہے جیسا کہ امام ابنِ حجر عسقلانی نے اپنی کتاب فتح الباری میں لکھا۔

نوٹ: دوستو! آپ نے تمام حوالے ملاحظہ فرمائے جن میں تابعین، تبع تابعین، محدثین نے اپنے خواب میں رب کے دیدار کا ذکر کیا ہے اور اگر خواب میں رب کا دیدار ناممکن اور گمراہی ہوتا تو کبھی بھی یہ تابعین اور محدثین ایسے خواب بیان نہ کرتے اور یہ بھی آپ نے دیکھا کہ محدثین اس کو جائز سمجھتے ہیں۔ لیکن جو شخص ایسے خوابوں کو گمراہی سمجھے، اس کا مطلب اس کے نزدیک یہ سارے تابعین، تبع تابعین اور محدثین گمراہ ہیں۔ کیا ایسا ہو سکتا

ہے کہ اتنے بڑے محدثین نعوذ باللہ جاہل ہوں اور دوسری طرف مرزا صاحب حق پر ہوں۔ لازماً مرزا گمراہ ہے، یہ محدثین گمراہ نہیں۔ آپ محدثین کے ساتھ ہیں یا مرزا کے ساتھ؟ یہ فیصلہ آپ نے کرنا ہے۔

میری دعا تو یہ ہے کہ یا باری تعالیٰ میرا حشر ان تابعین، تبع تابعین، ائمہ کرام اور محدثین کے ساتھ کرنا، اور آپ نے کیا دعا مانگنی ہے، وہ آپ پر منحصر ہے۔ اللہ کریم ہمیں شریروں کے شر اور فتنہ بازوں کے فتنہ سے محفوظ فرمائے۔ آمین

امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ کو خواب میں رب تبارک وتعالیٰ کا دیدار:

انجینئر مرزا نے اپنی پرانی عادت سے مجبور ہوتے ہوئے گندی زبان استعمال کی اور زہر اگلا کہ انہوں (سنیوں اور دیوبندیوں) نے امام احمد بن حنبل کی طرف یہ جھوٹا واقعہ مشہور کیا ہے کہ امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ کو خواب میں رب کا دیدار ہوا۔ امام احمد بن حنبل نے رب سے عرض کی: یا باری تعالیٰ! تیرا قرب حاصل کرنے کا کیا طریقہ ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: قرآن کی تلاوت، امام احمد بن حنبل نے عرض کی: یا باری تعالیٰ سمجھ کر یا بغیر سمجھے بھی قرب حاصل ہوگا۔ اللہ کریم نے فرمایا: بس میرے کلام یعنی قرآن کی

تلاوت سے، چاہے سمجھ کر یا بغیر سمجھے۔

اس واقعہ کو بیان کرنے کے بعد مرزا جو طوفانِ بدتمیزی کھڑا کرتا ہے، کوئی بااخلاق مسلمان اس کا تصور بھی نہیں کرسکتا اور اپنی جہالت کا ایسا مظاہرہ کرتا ہے جس پر اہل علم کو بے ساختہ ہنسی آنے لگتی ہے۔ مرزا کہتا ہے کہ انہوں نے سمجھا کہ امام احمد بن حنبل پنجاب کے کسی قصبہ کے رہنے والے ہیں جو یہ کہہ رہے ہیں کہ سمجھ کر یا بغیر سمجھے، بلکہ یہ لوگ (سنی، دیوبندی) امام احمد بن حنبل کو جاہل سمجھتے ہیں، کیونکہ عالم کو تو عربی آتی ہے۔

اس سارے واقعہ کو اس نے کئی بار دہرایا ہے اپنی کئی ویڈیوز میں اور یہ باور کرایا ہے کہ یہ واقعہ کسی عربی کتاب میں موجود نہیں۔ یہ انہوں نے اپنی اردو کتب میں لکھا ہے، اور امام صاحب کی طرف منسوب کردیا۔ اس سے بڑی بات یہ کرتا ہے کہ انہوں نے قرآن کی دشمنی میں یہ واقعہ اپنی طرف سے گھڑا ہے اور یہ قرآن کے دشمن ہیں۔ نعوذ باللہ من الجاہلین والضالین۔

دوستو! دراصل یہ مرزا کی جہالت ہے، اس بے چارے نے عربی کی کتب کو دیکھا ہی نہیں، اور کیسے دیکھے، اسے عربی آتی ہی نہیں اور اسماء الرجال اور کتب تاریخ، کتب تفاسیر جوکہ عربی میں ہیں، ان سے ناواقف ہے۔ اسی اپنی جہالت میں یہ بہت آگے چلا گیا۔

قرآن پاک میں اللہ کریم نے فرمایا: اگر تمہیں علم نہیں تو علم والوں سے

پوچھو۔

اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے امام مفسر احمد بن محمد قرطبی المتوفی 671ھ لکھتے ہیں:

اسی طرح اس بات پر علماء کا اختلاف نہیں (یعنی علماء کا اتفاق) ہے کہ غیر عالم کا فتویٰ دینا جائز نہیں۔

اور آپ نے دیکھا ہوگا کہ مرزا صاحب ہر ہفتے مجلس لگاتے ہیں جس میں جناب فتوے بھی دیتے ہیں، جس میں خود بھی گمراہ ہوتے ہیں اور اپنے ماننے والوں کو بھی گمراہ کرتے ہیں۔ چنانچہ حدیث رسول ہے:

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: بے شک اللہ علم کو (اس طرح) نہیں اٹھائے گا کہ علم کو بندوں (کے سینوں) سے نکال لے، لیکن علماء کے اٹھانے سے علم کو اٹھالے گا، حتیٰ کہ جب وہ کسی عالم کو باقی نہیں رکھے گا تو لوگ جاہلوں کو سردار بنالیں گے۔ ان سے سوال کیا جائے گا تو وہ بغیر علم کے فتوے دیں گے، پس خود بھی گمراہ ہوں گے اور لوگوں کو بھی گمراہ کریں گے۔

یہ حدیث مرزا پر فٹ آتی ہے اور مرزا کا اصول ہے کہ جسے فٹ اسے گفٹ۔ کیونکہ مرزا صاحب عالم نہیں اور اس وقت علماء بھی موجود ہیں اور وہ زمانہ بھی ابھی دور ہے کیونکہ علماء کی کثرت ہے لہذا دور حاضر میں انجینئر مرزا

سے دینی مسائل پوچھنے والا گمراہ ہوگا اور مرزا کی گمراہی پر تو اجماع ہے، چونکہ مرزا نے اپنی ویڈیوز میں کہا ہے کہ جب سنی، دیوبندی، وہابی اور شیعہ ایک مسئلہ پر متفق ہو جائیں تو یہ اجماع ہوگا اور اجماع اسلامی شریعت کا ایک اہم رکن ہے تو دوستو! مرزا کے اصول کی روشنی میں مرزا پکا گمراہ ہے کیونکہ سنی، وہابی، دیوبندی اور شیعہ سب کا متفقہ فیصلہ ہے کہ انجینئر مرزا گمراہ ہے۔ ایسے گمراہ کو سچا ماننے والا، اس کی پیروی کرنے والا غور کرے کہیں وہ اپنی آخرت کو برباد نہیں کر رہا، کیونکہ اس کو سچا ماننے والا گستاخ رسول، گستاخ صحابہ، گستاخ ائمہ اور گستاخ اولیاء بن جاتا ہے۔ ایسے جھوٹے اور شریر فتنہ باز سے بچنا گویا ایمان کو بچانا ہے۔

اب آتے ہیں امام احمد بن حنبل کے خواب کی طرف، جس کو مرزا نے اس انداز میں پیش کیا جیسے آج کل کسی نے اپنی طرف سے لکھا ہو۔ نہیں مرزا صاحب نہیں۔ یہ واقعہ اسماء الرجال، کتبِ تاریخ اور تفاسیر میں موجود ہے جو کہ صدیوں سے پہلے لکھی گئی ہیں اور وہ عربی میں ہیں۔ ان کتابوں کے لکھنے والے بہت بڑے محدث اور مفسر قرآن ہیں۔

مرزا صاحب اب آپ قرآن کی دشمنی کا حکم ان پر لگائیں گے یا اپنی جہالت سے توبہ کریں گے۔

امام ذہبی، شمس الدین ابو عبداللہ محمد بن احمد المتوفی 748ھ: سیر اعلام

النبلا ء میں، اسی طرح علی بن سلطان المعروف ملا علی قاری المتوفی 1014ھ
شرح فقہ اکبر میں اور علامہ ابن جوزی المتوفی 597ھ اپنی کتاب مناقب
امام احمد بن حنبل میں اس واقعہ کو لکھتے ہیں:

امام ذہبی اپنی سندِ متصل کے ساتھ اس واقعہ کو نقل کرتے ہوئے لکھتے
ہیں کہ امام احمد بن حنبل کے بیٹے عبداللہ نے یہ واقعہ امام احمد بن حنبل سے
سنا: امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ مجھے خواب میں رب کا دیدار
ہوا۔ میں نے رب سے عرض کی: یا باری تعالیٰ تیرا قرب حاصل کرنے کا کیا
طریقہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: قرآن کی تلاوت، میں نے عرض کی: یا باری
تعالیٰ سمجھ کر یا بغیر سمجھے بھی قرب حاصل ہوگا۔ اللہ کریم نے فرمایا: بس میرے
کلام یعنی قرآن کی تلاوت سے چاہے سمجھ کر یا بغیر سمجھے۔

(امام ذہبی، شمس الدین ابو عبداللہ محمد بن احمد المتوفی 748ھ، سیر اعلام
النبلاء، ج 8، ص 198، مکتبہ دارالکتب العلمیہ، بیروت، سیر اعلام النبلاء،
ج 11، ص 347، مکتبہ شاملہ، ملا علی قاری: شرح فقہ اکبر ص 124، مکتبہ
رحمانیہ لاہور، مناقب امام احمد لابن جوزی، ص 434، باب 91، مکتبہ
شاملہ)

اسی واقعہ کو امام نووی علیہ الرحمہ المتوفی 676ھ نے اپنی

کتاب التبیان فی آداب حملۃ القرآن میں لکھا:

قال ابن الجوزی فی کتاب "مناقب الامام احمد بن حنبل" ص 434 فی الباب الحادی والتسعین فی ذکر المنامات التی راھا احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

اخبرنا عبدالملک بن ابی القاسم، قال: انا عبداللہ بن محمد الانصاری قال: انا محمد بن عبدالجلیل بن احمد، قال: انا محمد بن احمد بن ابراھیم، وابرنا ابن ناصر، قال: انبانا ابو علی الحسن بن احمد، قال: انا ابو محمد الخلال، قال: انا عبیداللہ بن عبدالرحمن الزھری، قال: حدثنا احمد بن محمد بن معثم، قال: سمعت عبدالعزیز بن احمد النھاوندی قال: سمعت عبداللہ بن احمد بن حنبل قال: سمعت ابی یقول، رایت رب العزۃ فی المنام فقلت: یارب ماافضل ماتقرب به المتقربون الیک، فقال: کلامی یااحمد، قال فقلت، یارب بفھم او بغیر فھم

(ابوزکریا محی الدین یحییٰ بن شرف نووی، المتوفی 676ھ، التبیان فی آداب حملۃ القرآن، ج1، ص227، مکتبہ شاملہ)

مفسر قرآن علامہ اسماعیل حقی المتوفی 1137ھ علیہ الرحمہ تفسیر روح

البیان میں اسی واقعہ کو نقل کرتے ہیں:

قال احمد بن حنبل رایت رب العزۃ فی المنام فقلت یارب ما افضل ماتقرب بہ المتقربون الیک قال کلامی یااحمد قلت یارب بفہم ام بغیر فہم قال بفہم وبغیر فہم

(اسماعیل حقی، روح البیان ج3، ص66، مکتبہ شاملہ)

اس واقعہ کو ابو القاسم شہاب الدین عبدالرحمٰن بن اسماعیل المتوفی 665ھ ابراز المعانی من حرز الامانی میں لکھتے ہیں:

قال عبداللہ بن احمد بن حنبل: سمعت ابی یقول: رایت رب العزۃ فی المنام فقلت: یارب ماافضل مایتقرب بہ المتقربون الیک؛ فقال: کلامی یااحمد؛ فقلت: یارب بفہم او بغیر فہم، فقال: بفہم وبغیر فہم، قلت، فکل ھذا مما یوضح لنا ان تلاوۃ القرآن من اعظم الذکر کما قال الشافعی، رضی اللہ عنہ، لانہ یجمع الذکر باللسان وملاحظۃ القلب انہ یتلو کلام اللہ عزوجل، ویوجر علیہ بکل حرف عشر حسنات علی ما ثبت فی احادیث آخر

(ابوالقاسم شہاب الدین عبدالرحمٰن بن اسماعیل المتوفی 665ھ ابراز

المعانی من حرز الامانی، ج1، ص733، مکتبہ شاملہ)

دوستو! یہ ساری عبارات آپ نے عربی میں دیکھ لیں، چاہیں تو اسے چیک بھی کر سکتے ہیں، مکمل طور پر حوالے دیئے گئے ہیں۔ یہ 7 حوالے ہیں جن میں محدثین اور مفسرین نے اس واقعہ کو نقل کیا ہے۔ یہ عربی کتب ہیں، اردو یا پنجابی نہیں۔ جو مرزا نے تاثر دیا وہ سراسر غلط اور جہالت پر مبنی تھا۔ ایسے جاہلوں سے اپنے آپ کو اور دوسرے مسلمانوں کو بچانا ہماری ذمہ داری ہے۔ اس ریسرچ پیپر کو دوسروں تک بھی پہنچائیں۔ شکریہ

لمحہ فکریہ:

کیا یہ سارے محدثین اور مفسرین قرآن کے دشمن تھے۔ اگر مرزا کو کوئی سچا مانتا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ یہ سارے قرآن کے دشمن تھے (نعوذ باللہ) ان محدثین اور مفسرین کے وہم و گمان میں بھی یہ بات نہ تھی کہ اس واقعہ سے کوئی یہ نتیجہ نکالے گا کہ یہ قرآن کے دشمن ہیں، جو قرآن کی تفسیر بیان کر رہے ہیں، ان کو آپ کیسے قرآن کا دشمن کہہ سکتے ہیں؟

واقعہ کا فہم:

اس واقعہ کو بیان کرنے کا مقصد محدثین کا صرف یہ ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے کلام سے محبت کرتا ہے، چونکہ یہ ایک عبادت اور ذکر ہے۔ صحابہ،

تابعین و تبع تابعین نے ایک رات میں قرآن کو مکمل کیا ہے اسی طرح امام بخاری نے رمضان میں 41 قرآن ختم کیے، یہ ان کی قرآن سے محبت کا ثبوت ہے، بغیر سمجھے کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ قرآن کو سمجھنا ہی نہیں۔ کیا امام احمد بن حنبل نے قرآن کو سمجھا نہیں ہوگا؟ قرآن کو سمجھنا ہے اور اس پر عمل بھی کرنا ہے۔ لیکن اگر کوئی زیادہ سے زیادہ تلاوت کرے گا تو اسے اللہ کا قرب حاصل ہوگا۔

17: عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھنے پر مرزا کے اعتراض کا جواب

انجینئر مرزا کی بدزبانی سے کوئی نہیں بچ سکا، یہاں تک کہ خدا کے بارے میں بھی اس نے کہا کہ خدا نبیوں کا تمسخر اڑاتا ہے اور توحید کا مطلب ہی نبیوں کی گستاخی ہے (نعوذ باللہ من شر ذالک) نبی علیہ السلام کو چھوکرا کے لفظ کہے، نبی علیہ السلام پر جھوٹ باندھے، یہاں تک کہ ایک حدیث میں اس نے 13 جھوٹ بولے (الامان والحفیظ)

مرزا جہلمی نے اپنی ویڈیو (عشاء کے وضو سے فجر کی نماز) میں ان صحابہ، تابعین، محدثین، فقہاء اور ائمہ اہل بیت کی توہین کی ہے جنہوں نے ساری رات عبادت میں گزاری اور وہ حضرات عشاء کے وضو سے فجر کی نماز

پڑھتے رہے ہیں۔ان کے بارے میں اس نے کہا کہ یہ (سنی، دیوبندی) ان کے کرتب بتاتے ہیں، یعنی جو صحابہ، تابعین، تبع تابعین، محدثین، فقہاء اور ائمہ اہل بیت عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھتے تھے اور ساری رات عبادت میں گزارتے تھے، یہ ان کی عبادت نہیں بلکہ یہ ان کے کرتب ہیں (جیسے کوئی جوکر لوگوں کو کرتب دکھاتا ہے' نعوذ باللہ)

آگے کہتا ہے خدا کے لئے بزرگوں کو بے عزت ہونے سے بچائیں، یہ فضیلت نہیں، یہ اگر ان کی بزرگی کو ختم کرنے والی چیز ہے تو یہ کہنا ہے کہ وہ چالیس سال عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھتے رہے، یہ بات تو بزرگ کاٹنے والی بات ہے۔اگر بزرگوں کو بچانا ہے تو یہ کہا کرو کہ وہ رات کو سوتے بھی تھے اور اٹھ کر نماز بھی پڑھتے تھے۔ یہ نہ کہا کرو کہ عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھتے تھے۔ یہ بتاتے ہیں کرتب ان کا، یہ کرتب ہی ہے نا......اس کے بعد اس کے سامنے والے ہنسی مذاق اور ٹھٹھا کرتے ہیں اس کی باتوں کو سن کر۔

اور اس نے حد کر دی کہ عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھنے والا بازیگر تو ہو سکتا ہے، اللہ کے نبی کو ماننے والا نہیں ہو سکتا، یعنی جن صحابہ، تابعین، تبع تابعین، محدثین، فقہاء اور ائمہ اہل بیت کے بارے میں محدثین نے سند صحیح کے ساتھ لکھا کہ انہوں نے ساری رات عبادت میں گزاری اور وہ عشاء کے

وضو سے فجر کی نماز پڑھتے رہے، وہ اس کے نزدیک اللہ کے نبی کو ماننے والے نہیں، یعنی کہ نعوذ باللہ وہ کافر تھے یا مشرک۔ اللہ اکبر، لاحول ولاقوۃ الا باللہ

دوستو! اب آپ خود فیصلہ کر لیجئے کہ ان صحابہ، تابعین، تبع تابعین، فقہاء اور ائمہ اہل بیت نے کرتب دکھائے۔ یہ نبی علیہ السلام کے منکر تھے، یا اس جاہل نے دین کو سمجھا ہی نہیں اور نہ محدثین اور ائمہ کی زندگیوں کا مطالعہ کیا ہے۔ آگے ان باتوں کے حوالے دیئے جائیں گے کہ یہ ہستیاں خدا کی یاد میں عبادت کرتے ہوئے ساری رات جاگتے رہے اور عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھی۔

یہ مرزا کی گندی زبان اصل میں اللہ کے ولیوں کی دشمنی میں چلی لیکن اس جاہل کو پتہ ہی نہیں کہ کئی صحابہ، تابعین، تبع تابعین، محدثین اور فقہاء کا یہ عمل رہا ہے۔ حدیث قدسی میں اللہ کریم فرماتا ہے: جو میرے ولی سے عداوت رکھے، اس سے میرا اعلان جنگ ہے۔ (بخاری شریف حدیث 6502)

یہ خدا کا اعلان جنگ اس صورت میں ظاہر ہوا ہے کہ اس نے صحابہ، تابعین، تبع تابعین، محدثین، فقہاء اور ائمہ اہل بیت کی توہین کر دی اور ان کو نبی علیہ السلام کا منکر بنا دیا۔ ایسے جاہلوں سے اپنے ایمان کو بچایئے، اللہ و

رسول سے محبت کیجئے، صحابہ و اہل بیت کا ادب و احترام بجالا ئیے اور اللہ کے ولیوں سے محبت کیجئے، اللہ والوں سے دشمنی کر کے خدا سے دشمنی مول نہ لیجئے۔

اگر آپ میں سے کوئی ایسے جاہلوں کو اپنا پیشوا، رہبر بنالے گا اور ان کو سچا مان کر ان کی باتوں پر عمل پیرا ہو گا تو وہ عنقریب گستاخوں کی صف میں شامل ہو جائے گا۔ یہ ہمارا تجربہ ہے، خدارا! اللہ سے دشمنی پر مت اتر آئیے، ایسے جاہلوں کا بائیکاٹ کیجئے اور اپنی آخرت کو سنواریں۔

اب آئیے دیکھتے ہیں کہ کن صحابہ، تابعین، تبع تابعین، محدثین، فقہاء اور ائمہ اہل بیت کا عمل رہا ہے کہ وہ ساری رات عبادت میں گزارتے، اور عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھتے۔

خلاصہ:

1۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پوری رات نماز میں گزارتے اور ہر رکعت میں پورا قرآن مکمل کرتے۔

(سنن کبریٰ للبیہقی 555/2، مکتبہ شاملہ / مکتبہ رحمانیہ، لاہور 768/2، حدیث 4059، اسنادہ صحیح)

2۔ حضرت تمیم داری صحابی رسول ﷺ ساری رات قرآن کی تلاوت کرتے۔

(سنن الکبریٰ للبیہقی، اسنادہ صحیح: 4787)

3۔ ابوحمزہ تابعی علیہ الرحمہ ایک رات میں دو قرآن مکمل کرتے۔

(السنن الکبریٰ للبیہقی، 786/2، مکتبہ رحمانیہ لاہور، اسنادہ صحیح، حدیث 4061)

4۔ سلیمان بن طرخان التیمی تابعی علیہ الرحمہ نے چالیس سال عشاء کے وضو سے فجر پڑھی۔

(سیر اعلام النبلاء، 422/5، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

5۔ امام محدث یزید بن ہارون تبع تابعی علیہ الرحمہ نے عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھی۔

(سیر اعلام النبلاء، 204/7، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

6۔ امام اوزاعی تبع تابعی علیہ الرحمہ ساری رات عبادت میں گزارتے تھے۔

(سیر اعلام النبلاء، دار الکتب العلمیہ، بیروت 69/6)

7۔ محدث ایوب سختیانی تابعی علیہ الرحمہ ساری رات عبادت میں گزارتے۔

(سیر اعلام النبلاء، 313/5، مکتبہ دار الکتب العلمیہ، بیروت)

8۔ امام زین العابدین علی بن حسین بن علی رضی اللہ عنہم دن و رات میں

ایک ہزار رکعت پڑھتے تھے۔

(سیر اعلام النبلاء، 539/4، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

9۔ امام ابو جعفر محمد باقر رضی اللہ عنہ دن و رات میں 150 رکعات پڑھتے تھے۔

(سیر اعلام النبلاء، 546/4، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

10۔ امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ ساری رات عبادت میں گزارتے۔

(سیر اعلام النبلاء، 464/5، دار الکتب العلمیہ بیروت)

11۔ امام ابو حنیفہ تابعی علیہ الرحمہ نے چالیس سال عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھی۔

(سیر اعلام النبلا، 535/5، مکتبہ دار الکتب العلمیہ، بیروت)

12۔ شیخ العباد عبد الواحد بن زید تبع تابعی علیہ الرحمہ نے چالیس سال عشاء کے وضو سے فجر پڑھی۔

(سیر اعلام النبلاء، 99/6، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

تفصیل:

☆ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پوری رات نماز میں گزارتے اور ہر رکعت میں پورا قرآن مکمل کرتے

(سنن کبریٰ للبیہقی 555/2، مکتبہ شاملہ / مکتبہ رحمانیہ، لاہور 768/2، حدیث 4059، اسنادہ صحیح، حلیۃ الاولیاء 60/1، مکتبہ احیاء التراث العربی بیروت، مصنف ابن ابی شیبہ 322/1، دارالکتب العلمیہ، بیروت، حدیث 3690)

☆ حضرت تمیم داری صحابی رسول ﷺ ساری رات قرآن کی تلاوت کرتے

حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ ایک رکعت میں پورا قرآن مکمل کرتے اور ان میں سے ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بھی۔

(سنن الکبریٰ للبیہقی اسنادہ صحیح، 4787، مصنف ابن ابی شیبہ 322/1، دارالکتب العلمیہ بیروت، شعب الایمان 398/2، دارالکتب العلمیہ بیروت، مصنف ابن ابی شیبہ، 3691، شعب الایمان للبیہقی 1994، السنن الکبریٰ للبیہقی 242/3، مکتبہ رحمانیہ سندہ صحیح)

☆ ابوجمرہ تابعی علیہ الرحمہ ایک رات میں دو قرآن مکمل کرتے

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے شاگردِ خاص ابوجمرہ رضی اللہ

عنہ ایک رات میں قرآن پاک مکمل کرلیا کرتے تھے اور بعض اوقات ایک رات میں دو قرآن مکمل کرلیا کرتے۔ آپ نے اپنے استاد حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کی اجازت مانگی کہ میں سریع التلاوت ہوں یعنی قرآن پاک کی تلاوت تھوڑے عرصہ میں بہت زیادہ کرلیتا ہوں تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اجازت دیتے ہوئے فرمایا کہ اس طرح قرأت کرنا کہ تُو خود سن سکے۔

(السنن الکبریٰ للبیہقی 786/2،مکتبہ رحمانیہ لاہور، اسنادہ صحیح، حدیث 4061؛ شعب الایمان 398/2، دارالکتب العلمیہ بیروت، شعب الایمان مکتبہ شاملہ 475/3، حدیث 1972)

نوٹ: ان صحیح اسناد والے حوالوں سے معلوم ہوا کہ صحابہ وتابعین ساری رات عبادت میں گزارتے تھے جس میں قرآن کی تلاوت کرتے، ایک رات میں پورا قرآن مکمل کرتے اور یہی مطلب ہے کہ عشاء کے وضو سے فجر کی نماز۔ اگر کسی کے دماغ کا کیڑا نہ مانے تو اس کے لئے مزید حوالے بھی موجود ہیں جس میں چالیس سال عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھنے کا عمل موجود ہے۔

☆سلیمان بن طرخان التیمی تابعی علیہ الرحمہ نے چالیس سال عشاء کے وضوء سے فجر پڑھی:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے شاگرد، بخاری و مسلم کے راوی، سلیمان بن طرخان التیمی تابعی فجر کی نماز عشاء کے وضوء سے پڑھتے تھے۔امام ذہبی اپنی شہرہ آفاق کتاب سیر اعلام النبلاء میں لکھتے ہیں:

ابن سعد کا کہنا ہے کہ آپ بہت بڑے محدث اور عبادت گزار تھے۔ آپ عشاء کے وضوء سے فجر کی نماز پڑھتے تھے اور آپ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بہت محبت تھی۔آپ اور آپ کا بیٹا راتوں کو مساجد کے چکر لگایا کرتے ،کبھی اس مسجد کبھی اس مسجد اسی طرح رات گزارتے اور مساجد میں عبادت کرتے۔آپ کے بیٹے کا بیان ہے کہ میرے والد ایک دن چھوڑ کر روزہ رکھتے اور انہوں نے چالیس سال عشاء کے وضوء سے فجر کی نماز پڑھی۔ (سیر اعلام النبلاء 422/5، دارالکتب العلمیہ، بیروت، حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء 28/3،مکتبہ داراحیاء التراث العربی بیروت)

رقبہ بن مثقلہ کہتے ہیں کہ میں نے رب العزت کو خواب میں دیکھا۔ رب تبارک وتعالیٰ نے فرمایا: میں سلیمان التیمی کو ضرور بہترین ٹھکانہ عطا

کروں گا کیونکہ سلیمان التیمی نے عشاء کے وضو سے چالیس سال فجر کی نماز پڑھی ہے (یعنی اس نے ساری رات میرے عبادت میں گزاری ہے، اور یہ اس کا انعام ہے جو میں نے اس کے لئے تیار رکھا ہے)

سیر اعلام النبلاء 6/197، مکتبہ شاملہ، سیر اعلام النبلاء 5/422.423 دار الکتب العلمیہ بیروت، حلیۃ الاولیاء 3/28، مکتبہ احیاء التراث العربی بیروت، کتاب الثقات لابن حبان 4/300 مکتبہ شاملہ، تہذیب التہذیب لابن حجر عسقلانی 4/202 مکتبہ شاملہ، دار الکتب العلمیہ، بیروت 3/38)

غیر مقلد مولوی حافظ زبیر زئی اپنی کتاب توضیح الاحکام میں لکھتے ہیں:

رقبہ بن مصقلہ علیہ الرحمہ (ثقہ تبع تابعی) نے فرمایا: میں نے خواب میں رب تعالیٰ کو دیکھا تو رب نے فرمایا: مجھے اپنی عزت کی قسم! میں سلیمان التیمی کو بہترین ٹھکانہ عطا کروں گا۔ (کتاب الثقات لابن حبان 4/301، سندہ صحیح)

نبی ﷺ کے بعد امتیوں کے ایسے خواب ظنی ہوتے ہیں جن سے حجت قائم نہیں ہو سکتی لیکن بطور مبشرات حق کی تائید میں سلف صالحین کے خواب

پیش ہو سکتے ہیں، بشرطیکہ ان کی سند صحیح یا حسن لذاتہ ہو۔ واللہ اعلم۔

امام محدث یزید بن ہارون تبع تابعی علیہ الرحمہ نے عشاء کے وضوء سے فجر کی نماز پڑھی:

شیخ الاسلام یزید بن ہارون، سلیمان التیمی، شعبہ بن حجاج، عبداللہ بن مبارک کے شاگرد اور امام احمد بن حنبل، علی بن مدنی، ابوبکر بن ابی شیبہ کے استاد، بخاری و مسلم کے راوی، امام بخاری کے دادا استاد یزید بن ہارون عشاء کے وضوء سے فجر کی نماز پڑھتے (سیر اعلام النبلاء 202/7، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

عاصم بن علی کہتے ہیں کہ یزید بن ہارون عشاء کی نماز پڑھ لینے کے بعد کھڑے ہو کر نماز شروع کرتے یہاں تک کہ صبح ہو جاتی۔ آپ نے چالیس سال عشاء کے وضوء سے فجر کی نماز پڑھی ہے۔

(تاریخ بغداد 343/14 مکتبہ شاملہ، دار الکتب العلمیہ بیروت 343/14، سیر اعلام النبلاء 204/7، دار الکتب العلمیہ بیروت، تاریخ بغداد 343/14 مکتبہ دار الکتب العلمیہ، بیروت)

نوٹ: بخاری میں 25 روایات امام یزید بن ہارون علیہ الرحمہ سے ہیں۔

امام اوزاعی تبع تابعی علیہ الرحمہ ساری رات عبادت میں گزارتے تھے:

عبدالرحمٰن بن عمرو بن محمد شیخ الاسلام، عالم اہل الشام ابو عمرو والا وزاعی، عطاء بن ابی رباح، ابو جعفر الباقر، قتادہ و مکحول کے شاگرد اور امام مالک، امام شعبہ، امام ثوری کے استاد، بخاری و مسلم کے راوی امام اوزاعی ساری رات اللہ کریم کی عبادت میں گزارتے (سیر اعلام النبلاء، ج 6، ص 62، دار الکتب العلمیہ بیروت)

ولید بن مسلم کہتے ہیں کہ میں نے اوزاعی سے بڑھ کر کوئی عبادت گزار نہیں دیکھا (سیر اعلام النبلاء، دار الکتب العلمیہ، بیروت 69/6)

محمد بن سماعہ کہتے ہیں کہ میں نے ضمرہ بن ربیعہ سے سنا، وہ کہتے ہیں کہ میں نے اوزاعی کے ساتھ 150ھ میں حج کیا، ان کو نہ دن میں سوتے دیکھا اور نہ ہی رات کو وہ نماز ہی میں مصروف رہتے تھے۔ (سیر اعلام النبلاء، دار الکتب العلمیہ، بیروت 69/6)

سلمہ بن سلام کہتے ہیں کہ اوزاعی میرے والد صاحب کے پاس تشریف لائے تو ہم نے ان کے لئے بچھونا بچھایا، جب صبح ہوئی تو ہم نے دیکھا کہ آپ اسی حالت میں تشریف فرما ہیں، میں نے آپ کے جوتے

اتارے اور آپ ایسے بیٹھے ہیں، جیسے لومڑی پیٹ کے بل بیٹھے۔

بشر بن منذر کہتے ہیں کہ میں نے اوزاعی کو دیکھا جیسے آپ خشوع میں اندھے ہو چکے ہیں (سیر اعلام النبلاء دار الکتب العلمیہ بیروت 69/6)

ابو مسہر کہتے ہیں کہ اوزاعی کو اکثر روتے دیکھا گیا، آپ نہ ہنستے بلکہ کبھی مسکرا لیتے اور آپ ساری رات نماز، قرآن اور رونے میں گزار لیتے تھے (سیر اعلام النبلاء 120/7، مکتبہ شاملہ، دار الکتب العلمیہ، بیروت 69/6)

نوٹ: بخاری میں 66 روایات امام اوزاعی علیہ الرحمہ سے ہیں۔

محدث ایوب سختیانی تابعی علیہ الرحمہ ساری رات عبادت میں گزارتے:

سعید بن جبیر، مجاہد بن جبیر، حسن بصری، محمد بن سیرین، عطاء بن ابی رباح اور ابن عمر کے غلام نافع کے شاگرد اور قتادہ، زہری، شعبہ، سفیان، امام مالک، معمر اور معتمر بن سلیمان کے استاد محدث ایوب سختیانی ساری رات عبادت میں گزارتے (سیر اعلام النبلاء، 313/5 مکتبہ دار الکتب العلمیہ، بیروت)

محدث امام ایوب سختیانی ساری رات عبادت میں گزارتے اور آپ آہستہ پڑھتے جاتے، پس جب صبح ہوتی تو آپ کی آواز بلند ہو جاتی گویا کہ

اب نماز شروع کی ہے (یعنی نماز میں انہیں ایسی لذت محسوس ہوتی کہ ساری رات عبادت سے تھکتے نہیں تھے بلکہ صبح تک ہشاش بشاش ہوتے۔ (سیر اعلام النبلاء، 17/6، مکتبہ شاملہ، سیر اعلام النبلاء، 313/5، مکتبہ مکتبہ دارالکتب العلمیہ، بیروت)

نوٹ: بخاری میں 107 روایات محدث ایوب سختیانی سے ہیں۔

امام زین العابدین علی بن حسین بن علی رضی اللہ عنہم دن و رات میں ایک ہزار رکعت پڑھتے تھے:

امام مالک علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ مجھ تک یہ بات پہنچی ہے کہ حضرت امام زین العابدین علی بن حسین دن و رات میں ایک ہزار رکعات پڑھتے تھے، یہ ان کا عمل ان کی وفات تک جاری رہا۔ اس لئے ان کو زین العابدین کہا جاتا ہے ان کی عبادت کی وجہ سے۔ (سیر اعلام النبلاء، 539/4، دارالکتب العلمیہ، بیروت، تذکرۃ الحفاظ 60/1 دارالکتب العلمیہ بیروت، سیر اعلام النبلاء، 392/4، مکتبہ شاملہ، ابن عساکر 12/20)

امام ابو جعفر محمد باقر رضی اللہ عنہ دن و رات میں 150 رکعات پڑھتے تھے:

عبداللہ بن محمد بن عقیل کا بیان ہے کہ ہم تک یہ بات پہنچی ہے کہ ابو جعفر محمد باقر دن و رات میں 150 رکعات پڑھتے تھے (سیر اعلام النبلاء 546/4، دار الکتب العلمیہ بیروت، سیر اعلام النبلاء 403/4، مکتبہ شاملہ)

نوٹ: 1000 (ایک ہزار) رکعات ہوں یا 150 (ایک سو پچاس) یہ لمبی تان کر سونے والا پڑھ نہیں سکتا۔ ظاہر ہے راتوں کو جاگ کر اور دن میں ٹائم نکال کر ہی پڑھی جا سکتی ہے۔

امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ ساری رات عبادت میں گزارتے:

امام موسیٰ بن جعفر المعروف امام موسیٰ کاظم کو عبد صالح کہا جاتا تھا کیونکہ آپ بہت عبادت کرتے تھے، جب آپ مسجد نبوی میں تشریف لاتے تو سجدہ میں رہتے اور استغفار، گریہ وزاری اور دعائے بخشش مانگتے رہتے یہاں تک کہ صبح ہو جاتی (تاریخ بغداد، ج 14، ص 15، مکتبہ شاملہ، مکتبہ دار الکتب العلمیہ، بیروت 29/13، سیر اعلام النبلاء 464/5، تہذیب الکمال 157/10، مکتبہ دار الکتب العلمیہ، بیروت، تاریخ بغداد 29/13 مکتبہ دار الکتب العلمیہ، بیروت)

امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ عشاء کی نماز پڑھ کر اللہ کی حمد وثناء اور دعا میں

مشغول ہو جاتے اور رات کے ڈھلنے کے بعد آپ کھڑے ہو کر نماز شروع کرتے، یہاں تک کہ صبح ہو جاتی پھر تھوڑا ذکر کر کے جب طلوع شمس ہوتا، اس کے بعد پھر ذکر میں مشغول ہو جاتے۔ اس کے بعد کھانا تناول فرما کر آرام کرتے اور زوال کے بعد نماز میں مصروف رہتے، ظہر تک اس کے بعد عصر تک آپ نماز پڑھتے، عصر کی نماز کے بعد قبلہ رو ہو کر ذکر میں مشغول ہو جاتے مغرب تک، پھر مغرب سے عشاء تک نماز میں مصروف ہوتے اور عشاء کے بعد وہی عمل شروع ہو جاتا۔

(تاریخ بغداد ج 14، ص 15، مکتبہ شاملہ، سیر اعلام النبلاء 465/5، تاریخ بغداد 33/13 مکتبہ دار الکتب العلمیہ بیروت، تہذیب الکمال 160/10، مکتبہ دار الکتب العلمیہ بیروت، تاریخ بغداد 33/13، مکتبہ دار الکتب العلمیہ، بیروت)

امام ابو حنیفہ تابعی علیہ الرحمہ نے چالیس سال عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھی:

اسد بن عمرو کہتے ہیں کہ: امام ابو حنیفہ علیہ الرحمہ نے چالیس سال عشاء کے وضو کے ساتھ فجر کی نماز پڑھی۔

(سیر اعلام النبلاء، 535/5، مکتبہ دار الکتب العلمیہ بیروت، تاریخ

بغداد 354/13، مکتبہ دارالکتب العلمیہ بیروت، تہذیب الکمال 317/10 مکتبہ دارالکتب العلمیہ، بیروت)

یحییٰ بن عبدالحمید الحمانی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے والد امام ابوحنیفہ کے ساتھ چھ ماہ رہے، انہوں نے دیکھا کہ امام صاحب عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھتے تھے اور سحری کے وقت قرآن مکمل کرتے تھے (سیر اعلام النبلاء 536/5 مکتبہ دارالکتب العلمیہ، بیروت)

شیخ العباد عبدالواحد بن زید تبع تابعی علیہ الرحمہ نے چالیس سال عشاء کے وضو سے فجر پڑھی۔

امام عطاء بن ابی رباح تابعی علیہ الرحمہ کے شاگرد عبدالواحد بن زید عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھتے تھے۔

عبدالواحد بن زید صبح کی نماز عشاء کے وضو سے پڑھتے تھے۔

(سیر اعلام النبلاء، 99/6، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

دوستو! آپ نے ان صحیح حوالوں کو ملاحظہ فرمایا جس میں صحابہ، تابعین، تبع تابعین، محدثین، فقہاء وائمہ اہل بیت ساری رات عبادت میں گزارتے ہیں اور عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھتے ہیں۔ ان کے بارے میں کہنا کہ یہ نبی کے ماننے والے نہیں۔ یہ ان کے کرتب ہیں اور اگر ان کو بے عزت ہونے سے بچانا ہے تو یہ کہا کرو کہ یہ سوتے بھی تھے۔ اس طرح کی زبان

ایک جاہل بداخلاق ہی چلا سکتا ہے۔ ہمیں ایسے بداخلاق اور جاہلوں سے دور رہنا ہے جو ہمارے دلوں میں اللہ والوں سے نفرت پیدا کریں اور ہمیں گمراہ کریں۔

اللہ کریم ہم سب کو شریروں کے شر سے محفوظ فرمائے۔ امین

انجینئر مرزا کے جھوٹ کی فہرست اور اُن کے جوابات

انجینئر مرزا نے قرآن، حدیث، صحابہ، محدثین، آئمہ دین اور فقہاء پر جو جھوٹ بولے، ان کی تفصیل بتانے سے پہلے آپ کو قرآن و حدیث کی روشنی میں جھوٹ کی مذمت پر کچھ معلومات ہونی چاہئے تاکہ آپ خود فیصلہ کریں کہ جھوٹ بولنا خطرناک ہے اور جو بظاہر قرآن و حدیث کی بات کرے اور عوام کو دھوکہ دیتے ہوئے جھوٹ بولے، ان پر کتنی لعنتیں پڑیں گی؟ اللہ کریم نے قرآن مجید میں فرمایا: جھوٹوں پر اللہ کی لعنت (آل عمران: 61)

☆ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: میرے متعلق کوئی جھوٹ بات کہنا عام لوگوں سے متعلق جھوٹ بولنے کی طرح نہیں ہے جو شخص بھی جان بوجھ کر میرے اوپر جھوٹ بولے، وہ اپنا ٹھکانہ جہنم بنالے۔ (بخاری: 1291)

☆ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: چار خصلتیں ایسی ہیں کہ جس شخص میں بھی وہ ہوں گی وہ منافق ہوگا یا ان چار میں سے اگر ایک خصلت بھی اس میں ہے تو اس میں نفاق کی ایک خصلت ہے۔ یہاں تک کہ وہ اسے چھوڑ دے۔ جب بولے تو جھوٹ بولے، جب وعدہ کرے تو پورا نہ کرے، جب معاہدہ کرے تو بے وفائی کرے اور جب جھگڑے تو بدزبانی پر اتر آئے۔ (بخاری:

(2459

☆ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: منافق کی تین نشانیاں ہیں۔ جب بات کہے تو جھوٹ کہے اور اس کے پاس امانت رکھیں تو خیانت کرے اور جب وعدہ کرے تو خلاف کرے۔ (بخاری 2759)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میرا پیغام لوگوں کو پہنچاؤ! اگرچہ ایک ہی آیت ہو اور بنی اسرائیل کے واقعات تم بیان کر سکتے ہو ان میں کوئی حرج نہیں اور جس نے مجھ پر قصداً جھوٹ باندھا تو اسے جہنم کے لئے تیار رہنا چاہئے۔ (بخاری 3461)

☆ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ سچ آدمی کو نیکی کی طرف بلاتا ہے اور نیکی جنت کی طرف لے جاتی ہے اور ایک شخص سچ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ صدیق کا لقب اور مرتبہ حاصل کر لیتا ہے اور بلاشبہ جھوٹ برائی کی طرف لے جاتا ہے اور ایک شخص جھوٹ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ اللہ کے یہاں بہت جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے۔ (بخاری 6094)

☆ پیارے نبی ﷺ نے فرمایا: سب سے بڑے گناہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا، کسی کی ناحق جان لینا، والدین کی نافرمانی کرنا اور جھوٹ بولنا ہیں یا فرمایا کہ جھوٹی گواہی دینا (بخاری 6871)

☆ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سب سے بڑا کبیرہ گناہ اللہ تعالیٰ کے

ساتھ شرک کرنا ہے اور ماں باپ کی نافرمانی کرنا ہے اور جھوٹی گواہی دینا ہے۔ آپ نے تین مرتبہ فرمایا۔ یہ فرمایا جھوٹی بات کرنا ہے، پھر بار بار آپ اس کی تکرار کرتے رہے (راوی کہتے ہیں) حتیٰ کہ ہم نے دل میں کہا کاش آپ خاموش ہو جائیں (بخاری 6919)

☆ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آدمی کے لئے جھوٹا ہونے کے لئے اتنا کافی ہے (یعنی جس کی بناء پر وہ جھوٹ قرار دیا جاسکتا ہے) کہ وہ ہر سنی ہوئی بات بیان کردے۔ (مسلم 9)

انجینئر مرزا نے محدثین اور فقہاء پر تہمتیں لگائی ہیں، تہمت لگانے کا کتنا گناہ ہے' ملاحظہ فرمائیں۔ بلال بن امیہ نے نبی کریم ﷺ کے سامنے اپنی بیوی پر شریک بن سمحاء کے ساتھ تہمت لگائی۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا: اس کے گواہ لاؤ ورنہ تمہاری پیٹھ پر حد لگائی جائے گی (بخاری 4747)

☆ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم سے عہد لیا جس طرح آپ نے عورتوں سے عہد لیا تھا' ہم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں گے' چوری نہ کریں گے' زنا نہ کریں گے' اپنی اولاد کو قتل نہ کریں گے اور ایک دوسرے پر تہمت نہ لگائیں گے (مسلم 4463)

اب آپ خود فیصلہ کریں کہ انجینئر مرزا پر کون سی حد لگے گی' اس نے جو

محدثین اور فقہاء پر تہمتیں لگائی ہیں' آپ خود فیصلہ کریں کہ یہ اس صدی کا سب سے بڑا جھوٹا شخص ہے کہ نہیں؟ جو قرآن و حدیث' نبی علیہ السلام اور صحابہ کرام پر جھوٹ بولے۔ اب مرزا کے جھوٹ اور تہمتیں ملاحظہ فرمائیں۔

جھوٹ نمبر 1: مولا علی رضی اللہ عنہ نے خوارج کے جنازے پڑھائے اور اہل سنت اور اہل تشیع کی کتابوں میں موجود ہے

انجینئر مرزا کا یہ بدترین جھوٹ ہے جو اس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں کہا کہ وہ خوارج کے جنازے پڑھاتے تھے (معاذ اللہ) جب اس سے بعد میں پوچھا گیا کہ علماء پوچھتے ہیں کہ کس کتاب میں لکھا ہے۔ جواب دیتا ہے خوارج کے جنازے جب ہوئے ہوں گے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پڑھائے ہوں گے۔ یہ تو مرزا صاحب آپ کے نعرے کے خلاف ہے کہ (میں ہوں علمی کتابی) کتاب کا نام بتاؤ اور مرزا صاحب نے یہ کہا کہ اہل سنت اور اہل تشیع دونوں کی کتب میں موجود ہے۔ جناب کوئی حوالہ دیں۔ کوئی حوالہ نہیں دے رہے' صرف آئیں بائیں شائیں کر رہے ہیں۔

اللہ کریم کے محبوب ﷺ نے خوارج کو جہنم کا کتا کہا ہے۔ (ابن ماجہ

173)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ان کے ساتھ جنگیں ہوئیں' اس دوران حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کو مار مار کر ڈھیر بنائے (مسلم 1066' ابن ماجہ 167)

لہذا مرزا صاحب کا یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ پر بہتان اور خوارج کی پاسداری کے علاوہ اور کچھ نہیں۔

جھوٹ نمبر 2: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما خوارج کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں:

مرزا جہلمی نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ پر بھی جھوٹ بولا کہ بیہقی میں ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے تو ہم خوارج کے سلام کا جواب دیں گے اور ان کے پیچھے نمازیں پڑھیں گے۔ نعوذ باللہ من ذالک' جھوٹوں پر اللہ کی لعنت۔ آپ بیہقی حدیث نمبر 5305 دیکھ لیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ جو بھی حی علی الصلوٰۃ کہے گا ہم اس کا جواب دیں گے اور جو بھی حی علی الفلاح کہے گا' ہم اس کا جواب دیں' بچے بچے کو پتہ ہے کہ حی علی الصلوٰۃ اور حی علی الفلاح کا جواب کیا ہے؟ لاحول ولاقوت الا باللہ۔ لیکن مرزا صاحب خوارج کی طرف داری میں صحابی پر جھوٹ بولنے سے بھی باز نہیں آئے۔

الامان والحفیظ۔ آپ مسلم شریف کی پہلی حدیث ملاحظہ فرمالیں۔ آپ خود دیکھیں گے کہ کس طرح نفرت کرتے تھے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ان بدعتیوں سے۔

جھوٹ نمبر 3: بخاری و مسلم میں ہے کہ قبر میں چار سوالات کیے جائیں گے

انجینئر صاحب جھوٹ بولنے کے اتنے ماہر ہیں کہ عام عوام ان کے چنگل میں آجاتی ہے۔ بخاری و مسلم کتاب الجنائز کا آپ مطالعہ فرمالیں۔ ان دونوں کتب میں مشہور تین سوال بھی نہیں ہیں چہ جائیکہ آپ عوام کو یہ بتائیں کہ علماء آپ سے حدیثیں چھپاتے ہیں۔ نعوذ باللہ

بخاری میں صرف ایک سوال کا ذکر ہے ما کنت تقول فی ہذا الرجل...... تو اس شخصیت کے بارے میں کیا کہا کرتا تھا؟ بخاری 1384 اور مسلم میں اس سوال کے علاوہ رب تبارک وتعالیٰ کے متعلق سوال کا ذکر موجود ہے (مسلم 2871) بخاری میں ایک سوال اور مسلم میں دو سوال کے علاوہ تیسرے سوال کا ذکر تک نہیں اور مرزا صاحب فرمارہے ہیں کہ بخاری مسلم میں چار سوالات ہیں قبر کے اور اس کے بعد علماء پر کیچڑ بھی اچھالتے ہیں جیسے کہتے ہیں کہ چور ڈانٹے کوتوال کو۔ تیسرے سوال کا ذکر ابوداؤد اور دیگر

کتب حدیث میں ہے۔ ابو داؤد 3212، مسند احمد 18733، ان کتب میں یہ اضافہ ہے کہ جب مومن کامیاب ہوگا تو فرشتے اس سے پوچھیں گے کہ تو رسول اللہ ﷺ کو جیسے جانتا ہے تو وہ جواب دے گا کہ میں نے قرآن میں پڑھا اور اس پر ایمان لایا، آسمان سے ندا آئے گی کہ میرے بندے نے سچ کہا، اسے جنتی بچھونا بچھادو، جنتی لباس پہنادو......مرزا صاحب اس جملے کو کہتے ہیں کہ یہ چوتھا سوال ہے۔ دراصل جب ہم کہتے ہیں کہ قبر کے تین سوال ہیں، اس کا مطلب ہے کہ امتحان کے تین سوال ہیں، جب امتحان مکمل ہوجائے اس کے بعد پوچھے جانے والے سوالات کو امتحانات کے سوالات کے ساتھ شامل نہیں کیا جاتا۔ یہ پوچھا جانے والا سوال کامیابی کے بعد کا ہے، اسے قبر کے چار سوال کہنا ایک دھوکہ ہے جو مرزا عوام کو دینا چاہتے ہیں، مثلاً آپ کا بچہ کمرہ امتحان میں کامیاب ہوجاتا ہے۔ اسے پہلی پوزیشن حاصل ہوجاتی ہے۔ لوگ آپ سے پوچھیں کہ جناب کون سے سوالات بچے سے پوچھے گئے، آپ جواب دیں کہ جناب غسل کے فرائض کے متعلق سوالات تھے۔ میرے بچے نے بتایا کہ غسل میں تین فرض ہیں۔ ٹیچر نے پوچھا یہ آپ کو کس نے بتائے، بچہ کہنے لگا: جی ابو نے بتائے۔ کیا یہ سوال کہ میرے ابو نے غسل کے فرض یاد کرائے، یہ ان سوالات میں شامل ہوگا؟ ہرگز نہیں۔ یہ سوال بچے کی کامیابی کے بعد پوچھا گیا۔ اسی طرح مسلمان کی قبر

میں کامیابی کے بعد اس سے پوچھا جاتا ہے کہ اس نبی ﷺ کو کیسے جانتے ہو؟
تو وہ کہتا ہے کہ میں نے قرآن میں پڑھا۔ کیا یہ چوتھا سوال بن جائے گا۔
اگر یہ چوتھا سوال بن جائے گا تو اسی حدیث میں کافر سے سوالات کا ذکر ہے
اس میں تین ہی سوالات ہیں۔ یہ کیسے ہو گیا کہ مسلمان سے چار سوالات اور
کافر سے تین سوالات!

بالفرض ہم مان لیں مرزا صاحب کے جھوٹ کو کہ قبر میں چار سوالات
ہوں گے تو ہمارا دعویٰ ہے کہ اس طرح پانچ سوالات بھی ہو جائیں گے۔ وہ
اس طرح کہ ابن ماجہ 4268 میں یہ الفاظ ہیں کہ جب مسلمان نبی ﷺ کی
تصدیق کرے گا اور وہ کہے کہ یہ اللہ کی طرف سے آئے ہیں تو فرشتے پوچھیں
گے کہ ہل رائیت اللہ۔ کیا تو نے اپنے رب کو دیکھا ہے۔ اس طرح یہ
پانچواں سوال بن جائے گا اور مرزا کی جہالت بھی کھل جائے گی کہ جناب
آپ کے اصول کے مطابق چار نہیں، پانچ سوالات بنتے ہیں، علمی کتابی
صاحب!

سوال یہ ہے کہ مرزا صاحب اس طرح کی بھڑکیاں کیوں مارتا ہے؟
اس کا جواب یہ ہے کہ یہ اپنے مخالفین (علماء) سے حد درجہ بغض رکھتا ہے اور
بغض میں کی ہوئی تحقیق اکثر ناقص ہوا کرتی ہے۔ اس نے اپنی اکثر ویڈیوز
میں اسی جملہ کا سہارا لے کر (کہ قبر میں کامیاب ہونے والا کہے گا کہ میں

نے قرآن پڑھا اور اس پر ایمان لایا) اس جملے کو سہارا بنا کر علماء پر جھوٹ باندھتا ہے کہ یہ قرآن پڑھنے سے روکتے ہیں جبکہ علماء اپنی تقاریر تصانیف میں عوام کو ترغیب دلاتے ہیں کہ قرآن کو سینے سے لگاؤ اس کی تلاوت کرو اسے ترجمے اور تفسیر کے ساتھ پڑھو لیکن مرزا صاحب بغض میں اندھے ہو گئے ہیں۔ جو اس طرح کے جھوٹ جان بوجھ کر بولتے ہیں۔

جھوٹ نمبر 4: امام مسلم رحمہ اللہ نے صحیح مسلم کے مقدمہ میں لکھا ہے کہ ضعیف احادیث فضائل میں بھی نہیں لی جائیں گی

انجینئر مرزا نے اکثر اپنی ویڈیو میں کہا کہ امام مسلم نے واضح لکھا ہے کہ صحیح مسلم کے مقدمہ میں کہ ضعیف احادیث فضائل میں بھی نہیں لی جائیں گی۔ اس پر ہم نے اس کو جواب دیا کہ جناب کدھر لکھا ہے کہ ضعیف احادیث فضائل میں نہیں لی جائیں گی؟ موصوف نے جواب دیتے ہوئے کہا کہ ان سے کہیں کہ اپنے علماء کی تقاریر سنیں بالخصوص ڈاکٹر طاہر القادری صاحب کی۔ انہوں نے یہ کہا ہے (جھوٹوں پر اللہ کی لعنت)

ڈاکٹر طاہر القادری صاحب کی تقاریر نیٹ پر موجود ہیں، آپ بالخصوص حیدر آباد دکن والی ویڈیو یوٹیوب پر دیکھیں۔ اس میں ڈاکٹر صاحب نے

شدومد کے ساتھ اس بات کی وضاحت کی ہے کہ یہ کہیں بھی موجود نہیں کہ امام بخاری وامام مسلم ضعیف احادیث کو فضائل میں ماننے کے بھی انکاری تھے بلکہ ڈاکٹر صاحب نے امام بخاری کی کتاب الادب المفرد کا حوالہ بھی دیا کہ اس میں کافی ساری احادیث ضعیف ہیں۔ اگر امام بخاری کا یہ موقف ہوتا تو کبھی بھی ضعیف احادیث اپنی کتاب میں درج نہ کرتے۔

جب ہم نے دندان شکن جواب دیا تو مرزا صاحب کہنے لگے: میں نے اس سے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ امام مسلم ضعیف احادیث کو فضائل میں لینے کے بھی قائل نہیں۔ جناب مرزا صاحب آپ پہلے اپنی ویڈیوز میں یہ ڈھونڈھورا پیٹتے آئے ہیں کہ امام مسلم نے واضح لکھ دیا ہے اور اب کہہ رہے ہیں کہ میں نے اس سے یہ نتیجہ اخذ کیا۔ ہائے افسوس......

ہم نے مرزا صاحب کو ایک اور انداز میں سمجھانے کی کوشش کی کہ آپ کا کہنا ہے کہ ضعیف احادیث فضائل میں نہیں لی جائیں گی' لیکن ہم کیا دیکھتے ہیں کہ آپ کا ریسرچ پیپر (واقعہ کربلا کا حقیقی پس منظر) میں آپ نے ضعیف احادیث درج کی ہیں۔ مرزا صاحب کہنے لگے کہ مجھے علم ہے کہ اس میں ضعیف احادیث ہیں لیکن اس کی ضعف پر اتفاق نہیں کرتے۔ کچھ نے ضعیف کہا، کچھ نے صحیح تو جنہوں نے صحیح کہا' ان کے ماننے والوں سے یہ علم چھیننا نہیں چاہتے۔ واہ مرزا صاحب واہ...... آپ اپنے مقصد کے لئے کچھ

بھی گھڑ لیتے ہیں۔ آپ کا اشارہ البانی صاحب کی طرف ہے۔ تو البانی صاحب نے ترمذی شریف کی حدیث نمبر 257 کو صحیح کہا ہے جس میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آؤ میں تمہیں نبی ﷺ کی نماز سکھاتا ہوں۔ انہوں نے صرف پہلی مرتبہ رفع الیدین کیا، بعد میں نہیں کیا۔ اس روایت میں آپ البانی کی تحقیق نہیں مانتے۔ یہاں ان کے ماننے والوں سے علم چھین رہے ہیں!

اس کے بعد مرزا صاحب اس بات کے قائل ہو گئے کہ جناب فضائل میں ضعیف احادیث لی جاسکتی ہیں۔ میں نے کبھی بھی ان روایات کو ایمان کے لئے خطرہ نہیں کہا بلکہ میں نے کہا کہ جو ان پر عمل کرتے ہیں، کرتے رہیں۔ جیسا کہ سورہ واقعہ کی فضیلت میں ضعیف احادیث ہیں۔ میں نے ان کے پڑھنے والوں کو کہا ہے کہ آپ پڑھتے رہیں اور جب میں بازار جاتا ہوں اور بازار جانے کا کلمہ پڑھتا ہوں، جس کی فضیلت ضعیف احادیث میں آئی ہے......

دوستو! یہ جتنی باتیں میں نے آپ کے سامنے رکھی ہیں ان پر ہماری ویڈیوز موجود ہیں۔ (علی نواز آن لائن) یوٹیوب چینل پر آپ دیکھ سکتے ہیں کہ جناب مرزا صاحب کیسے پینترے بدلتے ہیں اور ہر بار اپنی بات کو سچا منوانے کے لئے اپنے آپ کو جھوٹا تک کروا دیتے ہیں۔ ایسے دو منہ والے

شخص کی کیا تحقیق ہوگی جو عوام کو اپنی کم علمی پر دھوکہ دے اور اپنی بات کو اتنے شدومد کے ساتھ بیان کرے کہ دنیا میں مجھ سے بڑا کوئی سچا ہے ہی نہیں۔

جھوٹ نمبر 5: جامع ترمذی میں حدیث نمبر 12 ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوکر پیشاب کرنے سے منع فرماتے تھے:

یہاں مرزا صاحب نے نبی علیہ السلام پر جھوٹ باندھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوکر پیشاب کرنے کو منع فرماتے تھے۔ آپ ترمذی کی حدیث نمبر 12 ایک بار ضرور پڑھیں۔ آپ کو علم ہو جائے کہ مرزا نے نبی علیہ السلام پر جھوٹ باندھا ہے۔ حدیث میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جس نے یہ کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوکر پیشاب کرتے تھے، اس کی تصدیق نہ کرو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو بیٹھ کر پیشاب فرماتے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے فرمان کو اس طرح توڑ مروڑ کر پیش کیا اور کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہوکر پیشاب کرنے کو منع فرمایا۔ کھڑے ہوکر پیشاب نہیں کرنا چاہیے لیکن کسی بات کو بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرنا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ فرمائی ہو، اس کے بارے میں سخت وعید ہے کہ جو مجھ پر جھوٹ باندھے، وہ اپنا ٹھکانہ جہنم بنالے (مسلم 4)

جھوٹ نمبر 6: امام مالک علیہ الرحمہ نے باب باندھا کہ جہری نمازوں میں قرأت نہ کرنا:

مرزا صاحب نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت پیش کی کہ وہ فرماتے ہیں کہ جب امام کے پیچھے ہو تو فاتحہ کی ضرورت نہیں۔ جیسا کہ ترمذی 313 میں ہے۔ اس کے بعد مرزا صاحب کا کہنا کہ امام مالک علیہ الرحمہ نے اس روایت کے اوپر باب باندھا ہے کہ جہری نمازوں میں قرأت نہ کرے۔ دوستوں یہ مرزا کا امام مالک پر جھوٹ ہے۔ موطا امام مالک میں یہ روایت نمبر 276 ہے۔ اس کے اوپر باب ہے ماجاء فی ام القرآن...... دیکھ لیں مرزا صاحب کس طرح ڈھٹائی سے جھوٹ باندھتے ہیں۔ اور باب ترک القرأت خلف الامام فیما جہر فیہ کے بعد جو روایت امام مالک علیہ الرحمہ لائے ہیں 283 نمبر، وہ یہ ہے کہ امام مالک علیہ الرحمہ نافع سے روایت کرتے ہیں..... نافع عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم سے، جب حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا کہ جب امام کے پیچھے ہوں تو کیا قرأت کرنی چاہیے؟ فرمایا جب امام کے پیچھے ہوں تو امام کی قرأت مقتدی کے لئے کافی ہے۔ ہاں جب اکیلے ہوں تو پھر سورہ فاتحہ پڑھ لیں۔ یہ پوری تحقیق ہے۔

• حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا فتوٰی جامع ترمذی 313، حضرت عبداللہ

بن عمر رضی اللہ عنہما کا فتویٰ موطا امام مالک 283، حضرت زید بن ثابت کا فتویٰ صحیح مسلم 1298، کہ امام مسلم سے جب اسی حدیث کے متعلق پوچھا گیا تو آپ علیہ الرحمہ نے فرمایا: یہ حدیث صحیح ہے۔ مسلم 909/404 اور نسائی 922، روایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے کہ فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے جب امام قرأت کرے تو تم خاموش رہو۔ (ابن ماجہ 850)

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا: امام کی قرأت مقتدی کی قرأت ہے۔ (ابن ماجہ 874)

راوی ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ فرمایا رسول ﷺ نے جب امام قرأت کرے تو تم خاموش رہو۔ مسلم 888 میں ہے کہ ایک شخص نے نبی علیہ السلام کے پیچھے نماز ظہر میں قرأت کی تو نبی علیہ السلام نے ناپسند فرمایا۔ ان روایات سے معلوم ہوا کہ مطلقاً امام کے پیچھے قرأت منع ہے۔ چاہے سورہ فاتحہ کی ہو یا کسی اور سورہ کی..... قرآن حکیم میں بھی حکم ہے کہ جب قرآن پڑھا جائے تو خاموش رہو اور توجہ سے سنو۔ (الاعراف 204)

رہی بات اس حدیث کی کہ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوگی (مسلم 874) اس حدیث کے راوی خود کہتے ہیں کہ یہ روایت منفرد کے لئے ہے جو اکیلے نماز پڑھے، اسے چاہیے کہ فاتحہ ضرور پڑھے اور رہی بات مقتدی کی تو اس پر آپ کے سامنے کتنی روایات ہیں جس میں فرمایا گیا کہ امام کی قرأت سنو،

امام کی قرأت مقتدی کی قرأت ہے اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کے فتاویٰ بھی آپ نے پڑھے کہ امام کے پیچھے قرأت نہیں کرنی چاہئے۔ ان تمام روایات کے مقابلے میں کتب ستہ سے دو ضعیف روایات (ابوداؤد 823 اور 824) پیش کی جاتی ہیں کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھ لیا کرو۔ کیا یہ حضرات جو ہر بات پر صحیح حدیث کی رٹ لگاتے ہیں، انہیں یہاں یہ اصول بھول جاتے ہیں کہ صحیح روایات کے مقابلے میں آپ ضعیف روایات کو پیش کرتے ہیں جن کو آپ کے محدثین نے ضعیف قرار دیا ہے۔

جھوٹ نمبر 7: مدارس میں قرآن و حدیث نہیں پڑھاتے:

یہ ایک مرزا صاحب کا سفید جھوٹ ہے کہ مدارس میں قرآن و حدیث تو پڑھایا ہی نہیں جاتا (نعوذ باللہ) آپ تنظیم المدارس کا نصاب ایک مرتبہ دیکھ لیں جو کہ نیٹ پر بھی موجود ہے جس میں شروع سے ہی بچے کو قرآن کا ترجمہ اور تجوید سے جوڑا گیا ہے۔ قرآن نصاب میں شامل ہے۔ پہلے سال تین سپارے مع تجوید، دوسرے سال میں نویں سپارے تک، تیسرے سال میں اٹھارہ سپارے تک اسی طرح قرآن پاک مکمل کروایا جاتا ہے۔ کتب حدیث کو بھی پڑھایا جاتا ہے۔ مرزا صاحب نصاب سے نابلد ہیں یا پرلے درجے کے جھوٹے۔ یہ دورہ حدیث پھر کیا ہوتا ہے، تفسیر جلالین اور تفسیر بیضاوی یہ

کون پڑھاتا ہے۔ مرزا صاحب بغض میں اندھے ہوگئے ہیں۔ جہاں تک فقہ کا تعلق ہے، وہ بھی قرآن و حدیث سے ماخوذ ہے، جس کو سمجھا جاتا ہے اور عوام تک مسائل آسانی سے پہنچ جاتے ہیں۔

جھوٹ نمبر 8: مدارس میں پہلے سال جب بچہ جاتا ہے تو اس کو بدمعاش (یعنی علماء) قدوری تھما دیتے ہیں:

دوستو! جھوٹوں کے سینگ نہیں ہوتے۔ مرزا صاحب کو سچا سمجھنے والے ایک مرتبہ مدارس کا نصاب ضرور دیکھ لیں اور اپنی اصلاح فرمالیں کہ دین کے نام پر یہ شخص آپ کو مدارس سے بدظن کرنے کے مشن پر ہے اور علماء کے بارے میں کس طرح کی زبان استعمال کرتا ہے (بدمعاش) نعوذ باللہ...... اس طرح کے لوگ اکثر فتنہ پرور ہوتے ہیں جن کے دلوں میں بغض کے علاوہ اور کچھ نہیں ہوتا۔ قدوری میں کیا ہے، نماز کا طریقہ جو قرآن وحدیث سے ثابت ہے۔ وضو کا طریقہ، تو اس طرح کی زبان استعمال کرنے والے کی ذہنیت کو آپ سمجھیں جو بندہ دین کو گالی دینا چاہتا ہے اور دنیا والوں کے ڈر سے گالی نہیں دے سکتا، تو وہ علماء کو گالیاں دیتا ہے۔

جھوٹ نمبر 9: نیوٹن اور آئن اسٹائن کے پاس ڈگری نہیں

تھی، نیوٹن آٹھویں کلاس سے بھاگ گیا تھا:

مرزا صاحب چونکہ عالم نہیں، جب علماء نے کہا کہ یہ ایک جاہل ہے اور اس نے کہیں سے نہیں پڑھا تو مرزا صاحب نے علماء کو جواب دیتے ہوئے کہا کہ نیوٹن اور آئن اسٹائن کے پاس بھی کوئی ڈگری نہیں تھی بلکہ نیوٹن آٹھویں کلاس سے ہی بھاگ گیا تھا۔ آپ سرچ کریں تو معلوم ہوگا کہ نیوٹن آٹھویں کلاس سے نہیں بھاگا تھا بلکہ اس نے کالج سے بھی ڈگری حاصل کی تھا جو بچہ آٹھویں کلاس سے بھاگ جائے تو کیا اسے کالج میں داخلہ ملتا ہے۔ نیوٹن ماسٹر آف آرٹس تھے۔ یعنی کہ انہوں نے آرٹس میں ایم اے کیا ہوا تھا اور دوسری جانب مرزا صاحب کا کہنا ہے کہ وہ آٹھویں کلاس سے بھاگ گئے تھے۔ رہی بات آئن اسٹائن کی تو انہوں نے پی ایچ ڈی کی ہوئی تھی۔ اب آپ خود اندازہ لگائیں اس علمی کتابی کی جہالت پر اور رونا روئیں ان پر جو اس کو سچا سمجھ کر اپنی آخرت برباد کر رہے ہیں۔

جھوٹ نمبر 10: کتے سے گدھے سے بدفعلی کرنے کا

قدوری میں لکھا ہوا ہے:

انجینئر مرزا صاحب نے علامہ قدوری کو کتوری کہا ہے اور وضاحت کی کہ کتوری کتے کے بچے کو کہتے ہیں۔ یعنی نعوذ باللہ اس نے علامہ قدوری کو

کتے کا بچہ کہا۔ ایسے شخص کو آپ دین کا ٹھیکیدار کہیں گے؟ جو علماء کے بارے میں اس طرح کی گندی زبان استعمال کرتا ہے۔ مزید جھوٹ بولا کہ قدوری میں لکھا ہے کہ کتے سے گدھے سے بدفعلی کرے تو...... آپ پوری قدوری کا مطالعہ کریں' کہیں آپ کو کتے سے گدھے سے بدفعلی کا ذکر نہیں ملے گا......

اللہ کریم کی جھوٹوں پر لعنت ہو اور جہاں تک حدود کا ذکر ہے، وہ تو احادیث میں ہے کہ اگر کوئی کسی جانور سے بدفعلی کرے تو اس کا کیا حکم ہے۔ جیسا کہ امام ابوداؤد نے باب باندھا کہ جانور سے بدفعلی کرنے کا باب، اس کے تحت روایت لاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے جانور سے بدفعلی کی تو اس کو قتل کردو (ابوداؤد 4464)

امام ترمذی نے بھی باب باندھا ہے باب ماجاء فیمن یقع علی البھیمۃ، یہ باب ہے جو جانور سے بدفعلی کرے، اس کے نیچے وہ ہی روایت لائے ہیں (ترمذی 1455)

امام ترمذی علیہ الرحمہ نے اس سے آگے، حضرت ابن عباس سے روایت لکھی ہے کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا: جانور کو قتل کرنے کی کیا وجہ ہے؟ انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس سلسلے میں کچھ نہیں سنا، لیکن میرا خیال ہے کہ جس جانور کے ساتھ یہ برا فعل کیا گیا ہو، اس کا گوشت کھانے اور اس سے فائدہ اٹھانے کو رسول اللہ ﷺ نے

ناپسند فرمایا۔ ابن ماجہ میں بھی یہ روایت ہے (ابن ماجہ 2564)

جب علماء فقہی مسائل پر گفتگو کریں اور ان پر تصانیف لکھیں تو کیا ان مسائل کو چھوڑ دیا جائے گا۔ ہرگز نہیں، اسی طرح تو آپ قرآن کے بارے میں بھی گند بول سکتے ہیں مرزا صاحب..... قرآن میں حیض کا ذکر ہے، احادیث میں ہم بستری کا ذکر ہے۔ کیا آپ قرآن و حدیث کے متعلق مرزا صاحب یہ ہی گند بولیں گے۔ دوستوں آپ سورہ طارق کا ترجمہ پڑھیں جس میں ہے کہ ہم نے انسان کو کودتے ہوئے پانی سے بنایا۔ اب مرزا صاحب بتائیں کہ کودتا ہوا پانی کون سا ہوتا ہے؟

اللہ کے محبوب ﷺ نے اپنے صحابی ابوبکرہ سے فرمایا: اے ابوبکرہ! چار چیزوں میں سے ہونا، پانچویں چیز مت ہونا، ہلاک ہو جاؤ گے۔ عالم بننا یا طالب علم یا علماء کی صحبت اختیار کرنا، ان سے محبت کرنا پانچویں چیز نہ بننا ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے۔ پانچویں چیز کیا ہے؟ اس حدیث میں راوی نے اس کی وضاحت کی کہ نہ تو عالم ہے اور نہ طالب علم اور نہ ہی علماء کی صحبت اختیار کر رہا ہے اور نہ ہی ان سے محبت بلکہ ان سے بغض رکھ رہا ہے تو یہ ہلاکت۔

دوستو! آپ خود اندازہ لگائیں کہ علامہ قدوری جو کہ اللہ کو پیارے ہو گئے اور ان کے وصال کو کئی سال گزر گئے۔ ان علماء کے بارے میں اتنی گندی زبان استعمال کرنا اور ان کو کتے کا بچہ کہنا یہ بغض کے علاوہ اور کیا

ہو سکتا ہے۔

جھوٹ نمبر 11: فقہ حنفی میں لکھا ہوا ہے کہ کتا اٹھا کر نماز پڑھے تو جائز ہے، بچہ اٹھا کر نماز پڑھے تو جائز نہیں:

انجینئر مرزا کا کہنا ہے کہ فقہ حنفی میں یہ لکھا ہوا ہے کہ اگر کوئی شخص کتا اٹھا کر نماز پڑھے تو اس کی نماز درست ہے لیکن اگر کوئی شخص اپنے چھوٹے بچے کو اٹھا کر نماز پڑھے تو اس کی نماز باطل ہو جائے گی۔

جھوٹ پر اگر کسی کو نوبل انعام ملنا ہوتا تو اس کے سب سے قوی امیدوار مرزا جونیئر ہیں۔ اس نے کتنا بڑا جھوٹ بولا فقہ حنفی پر کہ اگر بچہ اٹھا کر نماز پڑھی تو باطل ہے۔ حالانکہ فقہ حنفی کی معتبر کتاب بدائع الصنائع جلد 2 صفحہ 146 میں علامہ کاسانی رحمہ اللہ نے واضح لکھا ہے کہ بچہ اٹھا کر نماز پڑھنا جائز ہے اور اس پر انہوں نے بخاری کی حدیث کا حوالہ دیا کہ آپ علیہ السلام نے اپنی نواسی کو اٹھا کر نماز پڑھائی۔ (بخاری 516)

اسی حدیث کی شرح کرتے ہوئے امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس سے ثابت ہوا کہ کسی انسان یا پاک حیوان کو اٹھا کر نماز پڑھنا صحیح ہے۔ (فتح الباری 2/779 مکتبہ دار الکتب العلمیہ)

اسی حدیث کی شرح کرتے ہوئے اہل حدیث کے شیخ الحدیث حافظ محمد

عباس انجم گوندلوی لکھتے ہیں کہ اس حدیث میں یہ دلالت بھی ہے کہ ایک آدمی بچے کو یا کسی پاک حیوان کو دوران نماز اٹھاتا ہے تو اس کی نماز درست ہے۔ (اردو شرح جمع الفوائد من جامع الاصول و مجمع الزوائد جلد 2، صفحہ 74 مکتبہ انصار السنہ پبلی کیشنز لاہور)

اس سے ثابت ہوا کہ نماز میں انسان یا پاک حیوان کو اٹھا کر نماز پڑھنا جائز ہے۔ اب آپ پاک حیوان کی تفصیل میں جائیں گے تو آپ کو اس میں بکرا، بلی، کتا، گدھا سب ملیں گے چونکہ کچھ حلال جانور ہیں اور کچھ حرام تو ہیں لیکن ان کا جسم پاک ہے۔ معلوم ہوا کہ پاک حیوان کے اٹھانے سے نماز میں کوئی مسئلہ نہیں رہی بات یہ کہ حرام جانور کا جسم تو پاک ہے جیسا کتا، گدھا وغیرہ لیکن اس کی رال (تھوک، لعاب) ناپاک ہے۔ اس پر فقہاء نے تفصیل بیان کی کہ اگر ان جانوروں میں اگر کسی کو اٹھایا جن کی رال ناپاک ہے اور اگر رال لگ گئی تو آپ کا کپڑا ناپاک ہو جائے گا لیکن اگر اس کا منہ باندھا ہوا ہے تو پھر نماز میں کوئی مسئلہ نہیں' نماز ہو جائے گی۔

اس مسئلہ کو اٹھا کر مرزا اینڈ کمپنی نے احناف پر جھوٹ باندھے ہیں کہ یہ کہتے ہیں کہ کتا اٹھا کر نماز پڑھیں تو ہو جائے گی اور بچہ اٹھا کر نماز پڑھیں تو باطل ہے۔ یہ مرزا کا سراسر جھوٹ ہے۔ حوالہ جات میں نے پہلے دیئے ہیں رہی بات یہ کہ کتا اٹھا کر نماز کیوں پڑھنی ہے؟ جواب یہ ہے کہ فقہاء و محدثین

احادیث سے مسائل اخذ کرتے ہیں اور ان سے عوام کو آسانی ہو جاتی ہے۔ یہ مسئلہ نہیں کہ آپ نے کتا اٹھا کر نماز پڑھنی ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ اگر کسی موقع پر ایسا ہو جائے۔ دنیا میں ایسے کئی مقامات ہیں جہاں کتا رکھا جاتا ہے اور اس سے بہت سے فوائد لئے جاتے ہیں۔ جانوروں وغیرہ کی حفاظت کے لئے، ایسے موقع پر اگر کتا مالک سے انگلیاں کرتا ہوا حالت نماز میں چڑھ جائے اور مالک اسے نماز میں اٹھالے تو اب اس کی نماز ہو گی کہ نہیں؟ محدثین اور فقہاء نے اس کی پہلے سے ہی وضاحت کر دی ہے کہ ہو جائے گی۔ اس کا یہ مطلب ہر گز نہیں کہ یہ معمول بنالے کہ کتا اٹھا کر نماز پڑھنی ہے بلکہ اگر کبھی ایسا ہو جائے تو نماز ہو جائے گی۔ اگر آپ کو احناف پر اعتراض کرنا ہے تو پہلے امام ابن حجر عسقلانی پر بھی اعتراض کریں گے کہ انہوں نے لکھا کہ پاک جانور اٹھا کر نماز صحیح ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ بتا رہے ہیں کہ آپ جانور اٹھا کر ہی نماز پڑھیں۔ انہوں نے بس اپنی ایک تحقیق لکھ دی ہے اور اسی طرح اہل حدیث حضرات بھی جواب دیں کہ جناب آپ کے شیخ الحدیث نے بھی لکھا ہے کہ پاک حیوان اٹھا کر نماز ہو جائے گی تو ان کو بھی ملائیں کٹھرے میں؟ یا صرف بغض ہے۔ احناف کے فقہاء کے ساتھ۔ پھر یہ کہیں گے کہ انہوں نے کتے کا ذکر نہیں کیا۔ جناب پاک حیوان کا مطلب کیا ہے؟ اس میں کتا، گدھا سب شامل ہیں۔ اگر آپ کو تھوڑا سا علم ہو تو یہ

سوال آپ کا بنتا ہی نہیں۔

مرزا نے جھوٹ بول کر اس پر مزید یہ کہا کہ یہ اس لئے کہتے ہیں کیونکہ ان کو حدیثوں سے دشمنی ہے۔لعنت ہو جھوٹوں پر۔جھوٹے انسان پر فقہاء تو احادیث کی شرح کر رہے ہیں اور تو جھوٹ بول کر اپنی آخرت برباد کر رہا ہے۔انہوں نے یہ نہیں کہا کہ یہ بچہ اٹھا کر نماز باطل ہے۔یہ تیرا جھوٹ ہے اور جھوٹ پر تو نے تہمت کی عمارت کھڑی کر کے یہ بکواس کی ہے کہ ان کو احادیث سے دشمنی ہے۔حوالوں سے ہم نے ثابت کیا ہے کہ فقہائے احناف یہ قطعا نہیں کہتے کہ بچہ اٹھا کر نماز باطل ہے بلکہ ان کا نظریہ یہ ہے کہ وہ نماز مکروہ بھی نہیں (نعمۃ الباری جلد 2 'صفحہ 342 'فرید بک اسٹال، اردو بازار لاہور)

جھوٹ نمبر 12: اہل سنت کی مساجد میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شان میں حدیث لگا دی جائے تو شام تک گڑبڑ ہو جاتی ہے:

مرزا صاحب جھوٹ بولنے میں بہت ماہر ہیں اور عوام کو دھوکہ دینا ان کے بائیں ہاتھ کا کام ہے۔عوام کو دھوکہ یہ دے رہے ہیں کہ جناب اہل سنت والے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شان سے جلتے ہیں نعوذ باللہ۔جھوٹوں

پر خدا کی لعنت، اس جھوٹے کو پتہ ہے کہ اہل سنت حضرت علی رضی اللہ عنہ سے محبت کرتے ہیں اس کے باوجود یہ جھوٹ بول رہا ہے۔ اہل سنت کی حضرت علی اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم سے محبت کا منہ بولتا ثبوت یہ ہے کہ اہل سنت کی مساجد میں بالکل سامنے چار خلفاء کے نام لکھے ہوئے ہوتے ہیں اور اس نے کہا کہ جناب شام تک گڑبڑ ہو جاتی ہے۔ اس ویڈیو میں آپ دیکھ سکتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شان میں حدیث لگائی اور پھر اپنے مقتدیوں سے پوچھا تو وہ کہنے لگے کہ ہمیں تو پیار ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اور شام تک کوئی گڑبڑ نہیں ہوئی۔

جھوٹ نمبر 13: بریلوی عالم کہتا ہے کہ استاد کے بغیر قرآن پاک کو سمجھنا ہی ناممکن ہے:

مرزا صاحب کے سامنے والے بھی ان سے جھوٹ بولنے کا فیض لیتے ہیں۔ سائل نے مرزا سے کہا کہ جناب زاہد چھیپا نے اسلام 360 ایپ کے بارے میں جب جیو نیوز پر بات کی تو وہاں موجود بریلوی عالم کے ایک جملے نے بہت ہی رنجیدہ کر دیا کہ قرآن حکیم کو استاد کے بغیر سمجھنا ہی ناممکن ہے۔ مرزا صاحب کو ایسے جھوٹے لوگ تو چاہئیں، مرزا صاحب کہنے لگے جی میں نے جب یہ کلپ دیکھا تو مجھے کوئی حیرانی نہیں ہوئی، دکھ تو ہوتا ہے۔ علماء جو

کرتے ہیں، جی ہم تو پہلے سے ہی رو تا رو رہے ہیں کہ اگر آپ کو کوئی یہودی یا عیسائی آ کے کہے کہ قرآن وحدیث ڈائریکٹ نہ پڑھنا گمراہ ہو جاؤ گے۔ آپ کہیں گے اللہ کا دشمن۔ اگر داڑھی پگڑی والا خوبصورت سی شکل بنا کر آپ سے کہے قرآن ڈائریکٹ نہیں پڑھنا گمراہ ہو جاؤ گے۔ آپ کہیں گے کہ ہاں علامہ صاحب نے صحیح فرمایا ہے۔

دوستو! یہ ویڈیو آپ یوٹیوب پر دیکھ سکتے ہیں لکھیں Geo Ramzan Iftar Transmission. Geo Ke Mehman, Zahid Chhipa. 25may 2019۔ اس میں علامہ کوکب نورانی صاحب نے صرف اتنا کہا کہ اس (ایپ) سے جہاں فائدہ ہے۔ بغیر استاد کے نقصان بھی ہے، سمجھنے کے لئے بغیر استاد کے اس کا نقصان بھی ہے۔ لیکن مرزا اور اس کے چیلوں نے جھوٹ گھڑ کر عوام کو گمراہ کرنے کی پوری کوشش کی اور مزید مرزا نے کہا کہ جناب جب تک زاہد چھیپا نے بات مکمل نہیں کی۔ بریلوی عالم نے انگلی اٹھا رکھی تھی حالانکہ یہ بھی مرزا کا جھوٹ ہے۔ آپ ویڈیو دیکھ لیں۔ عالم صاحب نے بڑی تسلی کے ساتھ ان کی بات سنی صرف 30 سیکنڈ انگلی اٹھائی (9 منٹ 10 سیکنڈ سے 40 سیکنڈ تک) جس کو اس نے کہا کہ جناب جب تک بات مکمل نہیں کی، انگلی اٹھائے رکھی۔ اس ویڈیو کا دورانیہ 13 منٹ 35 سیکنڈ ہے جو یوٹیوب پر موجود ہے،

آپ دیکھ سکتے ہیں۔

علامہ کوکب نورانی نے ایپ کے بارے میں بات کی کہ اس کا جہاں فائدہ ہے، بغیر استاد کے نقصان بھی ہے۔ دیکھا جائے تو ان کی بات اس ایپ کے بارے میں ہے نہ کہ ڈائریکٹ قرآن پڑھنے کے بارے، لیکن مرزا نے اس پر جو جھوٹ بولے، اللہ کی پناہ

اور مرزا کی پیروی کرتے ہوئے اس کے چیلوں نے اس پر ویڈیوز بنائی ہیں کہ یہ ڈائریکٹ قرآن پڑھنے سے روکتے ہیں۔ جھوٹوں پر اللہ کی لعنت۔

چلو ایک منٹ کے لئے مرزا کی یہ بات مان لیتے ہیں کہ انہوں نے قرآن کے بارے میں کہا ہے تو بتا کیا کہا ہے..... یہ ہی نا کہ اس کا نقصان بھی ہے بغیر استاد کے۔ یہ بات تو مسلم شریف سے ثابت ہے کہ جو بغیر استاد کے قرآن پڑھتا ہے، اسے نقصان ہوتا ہے۔

مسلم میں باب ہے: جس نے صفاء و مروہ کی سعی نہیں کی، اس کا حج نہیں ہوگا۔ اس بات کے تحت چھ احادیث ہیں جس میں سے ایک یہ ہے کہ حضرت عروہ تابعی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا: میں یہ سمجھتا ہوں کہ کوئی شخص صفا اور مروہ کے درمیان طواف نہ کرے تو کوئی حرج نہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: یہ تم کس وجہ سے کہہ رہے ہو؟ میں نے کہا: قرآن مجید میں ہے (ترجمہ) صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں

میں سے ہیں جو شخص حج اور عمرہ کرے اور ان کا طواف کرلے تو کوئی حرج نہیں ہے۔(کوئی حرج نہیں سے عروہ نے سمجھا کہ صفا و مروہ کی سعی ضروری نہیں)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس شخص کا حج یا عمرہ قبول نہیں کرے گا جو صفا اور مروہ کے درمیان سعی نہ کرے اور جس طرح تم نے سمجھا ہے۔ اگر اس طرح ہوتا تو اللہ تعالیٰ یوں فرماتا: جو صفا اور مروہ میں سعی نہ کرے تو کوئی حرج نہیں اور تم جانتے ہو کہ اس آیت کا شان نزول کیا ہے؟ اس کا شان نزول یہ ہے کہ زمانہ جاہلیت میں ساحل سمندر پر دو بت رکھے ہوئے تھے اساف اور نائلہ اور انصار ان کے نام احرام باندھتے تھے پھر جا کر صفا اور مروہ میں سعی کرتے (دوڑتے) اور اس کے بعد سر منڈاتے۔ جب اسلام آیا تو اسلام نے زمانہ جاہلیت میں اپنی سعی کے خیال سے صفا اور مروہ کے درمیان سعی کو مکروہ جانا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ صفا اور مروہ میں طواف کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے لہذا حرج کا ذکر اباحت (کام کے جائز ہونے کو) بتلانے کے لئے نہیں بلکہ انصار کے دل میں جو کراہت تھی، اس کو دور کرنے کے لئے ہے۔

(مسلم شریف، حدیث 3079)

اس حدیث سے واضح ہو گیا کہ بعض اوقات استاد کے بغیر قرآن

پڑھنے کا نقصان بھی ہوتا ہے۔ اگر عروہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نہ پوچھتے تو کیا بنتا؟ ہمیشہ یہ سمجھتے کہ صفا و مروہ کی سعی ضروری نہیں۔ اس سے ثابت ہو گیا کہ علامہ کوکب نورانی کی بات بالکل درست ہے کہ اس ایپ کا نقصان بھی ہوگا اُستاد کے بغیر پڑھنے سے۔ جب ایک تابعی بغیر استاد کے مسئلہ میں غلطی کھا سکتے ہیں تو ہم اور آپ کس کھیت کی مولی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو یہ منصب دیا ہے کہ آپ ان کو سکھائیں۔ یہ نہیں فرمایا کہ یہ خود پڑھیں بلکہ فرمایا: اللہ کا احسان ہے مومنین پر کہ ان ہی میں سے ایک عظمت والا رسول بھیجا جو ان پر آیات تلاوت کرتے ہیں اور ان کا تزکیہ کرتے ہیں اور ان کو کتاب اور حکمت سکھاتے ہیں۔ ان سے پہلے وہ کھلی گمراہی میں تھے۔ (آل عمران' آیت 164)

دوستو! آپ نے دیکھا کہ اصل بات کیا تھی اور مرزا نے جھوٹ بول کر کیا سے کیا بنا دیا اور مرزا کے اس جھوٹ کو اس کے چیلے آگے پھیلاتے ہیں۔ خود بھی گنہ گار ہوتے ہیں اور اس گناہ کا وبال مرزا کے کھاتے میں بھی جاتا ہے اور یہ بتاتے ہیں کہ علماء حدیثیں پڑھنے سے بھی روکتے ہیں۔ کتنے یہ لوگ جھوٹے ہیں، علماء نہ قرآن پڑھنے سے روکتے ہیں اور نہ ہی حدیث رسول سے روکتے ہیں۔ یہ سارا مرزا کا کھلا جھوٹ ہے۔ اگر روکتے ہوتے تو نہ یہ ترجمے لکھتے اور نہ تفسیریں لکھتے، یہ تو سارا عوام کے لئے ہے۔

جھوٹ نمبر 14: علماء کہتے ہیں کہ جو خود قرآن پڑھیں گے وہ گمراہ ہوجائیں گے:

یہ وہ جھوٹ ہے جس کو مرزا نے سو بار دہرایا ہے کہ جناب علماء کہتے ہیں کہ خود قرآن پڑھیں گے تو گمراہ ہوجائیں گے، کون سے علماء کہتے ہیں؟ بتا تو سہی، نہیں بتا سکتا...... بس جھوٹ بولے گا۔ علماء کہتے ہیں کہ عوام قرآن پڑھیں بلکہ ترجمہ تفسیر سے پڑھیں، ایک رکوع سمجھ کر پڑھنا پندرہ قرآن سے زیادہ اہم ہے اور ہم نے اس پر دو ویڈیوز بھی دکھائی ہیں۔ مفتی اکمل صاحب اور مولانا رضا ثاقب مصطفائی صاحب کی۔ اس کے علاوہ دعوت اسلامی کا 72 مدنی انعامات دیکھ لیں۔ اسی مدنی انعام میں انعام 6 یہ ہے کہ آپ روزانہ تین آیات کا ترجمہ اور تفسیر پڑھیں۔

جھوٹ نمبر 15: مولانا الیاس قادری کہتے ہیں کہ جوتا الٹا ہوجائے تو سیدھا نہیں کرنا چاہئے:

مرزا صاحب کا سفید جھوٹ جو اس نے مولانا الیاس قادری صاحب پر بولا کہ مولانا کہتے ہیں کہ جوتا الٹا ہوجائے تو اسے سیدھا مت کریں اور اس نے جھوٹ کا محل کھڑا کر دیا اور پھر اسی جھوٹ کے سہارے بہت کچھ کہہ ڈالا

حالانکہ مولانا الیاس قادری صاحب نے یہ کہا کہ جب جوتا الٹا ہو جائے تو اسے سیدھا کرنا چاہئے، اس پر میں نے ویڈیو دکھائی ہے مولانا الیاس قادری صاحب کی۔ اس کے بعد مرزا نے ویڈیو بنائی۔ اس میں اس نے کہا کہ مجھے کسی نے کہا تھا کہ مولانا ایسا کہتے ہیں لیکن اب میں نے دیکھا کہ مولانا ایسا نہیں کہتے۔ جناب آپ تو علمی کتابی ہیں، آپ بغیر ویڈیو دیکھے کسی پر بھی جھوٹ بولیں گے۔ اگر ہم نے ویڈیو بنا کر عوام کو اس پر آگاہ نہ کیا ہوتا تو آپ کا یہ جھوٹ باقی رہتا۔

جھوٹ نمبر 16: امام مالک رحمہ اللہ کو امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے کوڑے لگوائے:

انجینئر مرزا نے امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ پر کتنا بڑا جھوٹ بولا کہ انہوں نے امام مالک رحمہ اللہ کو کوڑے لگوائے (نعوذ باللہ) امام محمد بن احمد ذہبی نے اپنی کتاب سیر الاعلام النبلاء میں نقل کیا ہے کہ امام مالک کو کوڑے لگوانے والا شخص ابو جعفر تھا۔ مدینہ کے گورنر ابو جعفر نے امام مالک رحمہ اللہ کو کوڑے لگوائے (سیر اعلام النبلاء، جلد 6، ص 319، دار الکتب العلمیہ بیروت)

اور اس (مرزا) نے الزام امام ابو یوسف رحمہ اللہ پر لگا دیا۔ بعد میں

اس نے خود اقرار کیا کہ مجھے اسی میلز بھی آ گئیں کہ یہ کام ابوجعفر کا تھا۔ مرزا صاحب! کیا آپ نے اس کے باوجود توبہ یا رجوع کیا؟ نہیں...... بلکہ مزید جھوٹ بولنے شروع کر دیئے۔

جھوٹ نمبر 17: امام اعظم علیہ الرحمہ عقل پر چلتے تھے، نقل پر نہیں:

انجینئر مرزا نے امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمہ پر جھوٹ باندھا کہ امام جعفر صادق علیہ الرحمہ نے امام ابوحنیفہ علیہ الرحمہ کو پھکی دی کہ بیٹا بتاؤ کہ پیشاب زیادہ ناپاک ہے یا منی؟ عورتیں نمازیں قضا نہیں کرتیں بلکہ وہ روزے قضا کرتی ہیں۔ بیٹا عقل پر نہ جاؤ، نقل پر جاؤ کیونکہ امام ابوحنیفہ اجتہاد کرتے تھے۔

اماموں کے بارے میں اس طرح کی زبان استعمال کرنا مرزا جونیئر کی عادت ہے۔ یہ اس کا جھوٹ ہے کہ امام جعفر علیہ الرحمہ نے امام ابوحنیفہ علیہ الرحمہ کو سمجھایا کہ عقل پر نہ جاؤ بلکہ نقل کو اپناؤ۔ اصل بات یہ ہے کہ اس طرح کی ملاقات امام باقر علیہ الرحمہ سے ہوئی جس کا تذکرہ امام صاحب کے شاگرد امام عبداللہ بن مبارک علیہ الرحمہ نے کیا۔ فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ علیہ الرحمہ کی امام باقر علیہ الرحمہ سے مدینہ طیبہ میں ملاقات ہوئی۔ امام اعظم

علیہ الرحمہ پر بعض حاسدین نے ترک احادیث کا الزام لگا رکھا تھا چنانچہ جب ملاقات ہوئی تو امام باقر علیہ الرحمہ نے ان سے پوچھا: کیا آپ ہی وہ شخص ہیں جو اپنے قیاس کی بناء پر میرے جد امجد کی احادیث کی مخالفت کرتے ہیں؟ امام ابوحنیفہ علیہ الرحمہ نے عرض کیا: معاذ اللہ! آپ تشریف رکھیں تو عرض کرتا ہوں۔ آپ کی عزت و حرمت ہم پر ایسے ہی لازم ہے جیسے آپ کے جد امجد نبی اکرم ﷺ کی حرمت صحابہ پر تھی۔ امام باقر علیہ الرحمہ تشریف فرما ہوئے تو امام صاحب بھی آپ کے روبرو بیٹھ گئے اور عرض کیا: میں آپ سے تین باتیں دریافت کرنا چاہتا ہوں۔ آپ ان کے جواب مرحمت فرمادیں؟

پہلا سوال یہ ہے کہ مرد زیادہ کمزور ہے یا عورت؟ امام باقر علیہ الرحمہ نے فرمایا: عورت۔ پھر امام ابوحنیفہ علیہ الرحمہ نے عرض کیا: عورت کا وراثت میں کتنا حصہ ہے؟ انہوں نے فرمایا: عورت کا حصہ مرد کے حصہ کا نصف ہے۔ یہ جواب سن کر امام ابوحنیفہ علیہ الرحمہ نے عرض کیا: یہ آپ کے نانا کا ارشاد ہے اور اگر میں آپ کے نانا کے دین کو قیاس کے ذریعے بدلنا چاہتا تو قیاس کے مطابق آدمی کو ایک حصہ دیتا اور عورت کو دو کیونکہ مرد کی نسبت عورت زیادہ کمزور ہوتی ہے۔

پھر امام اعظم علیہ الرحمہ نے دوسرا سوال عرض کیا: نماز افضل ہے یا

روزہ؟ امام باقر علیہ الرحمہ نے فرمایا: نماز۔ اس پر امام ابو حنیفہ علیہ الرحمہ نے فرمایا: یہ آپ کے نانا کا ارشاد ہے۔ اگر میں نے آپ کے نانا کے دین کو تبدیل کر دیا ہوتا؟ تو قیاس یہ کہتا ہے کہ عورت جب حیض سے پاک ہو تو اسے حکم دیا جائے کہ روزہ قضا کرنے کے بجائے پہلے فوت شدہ نمازیں ادا کرے۔

پھر امام ابو حنیفہ علیہ الرحمہ نے تیسرا سوال عرض کیا: پیشاب زیادہ نجس ہے یا منی؟ امام محمد باقر علیہ الرحمہ نے فرمایا: پیشاب۔ اس پر امام اعظم علیہ الرحمہ نے کہا: اگر میں نے قیاس سے آپ کے نانا کا دین بدل دیا ہوتا؟ تو میں فتویٰ دیتا کہ پیشاب کرنے پر غسل کرنا چاہیے اور منی خارج ہونے پر وضو کیونکہ پیشاب منی سے زیادہ نجس ہوتا ہے لیکن معاذ اللہ کہ میں آپ کے نانا کے دین کو قیاس کے ذریعے تبدیل کروں۔

یہ سنتے ہی امام محمد باقر علیہ الرحمہ اپنے مقام سے اٹھ کر آپ سے بغل گیر ہوئے۔ آپ کو شرف و تکریم سے نوازا اور آپ کی پیشانی پر بوسہ دیا۔ (موافق، ابن احمد بن مکی، م 568، مناقب الامام اعظم ابی حنیفہ، کوئٹہ، پاکستان: مکتبہ اسلامیہ 1407ھ، ابو زہرہ محمد احمد مصطفیٰ، احمد م 1974، ابو حنیفہ: حیاتہ وعصرہ۔ وآراءہ وفقہ۔ دار الفکر العربی)

اس روایت سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ امام اعظم علیہ الرحمہ کے فہم

قرآن وحدیث اور بلند پایہ قیاس و مجتہدانہ بصیرت کے خلاف مخالفین نے کس قدر پراپیگنڈہ کیا ہوا تھا کہ امام محمد باقر جیسے اجل امام نے بھی آپ سے خدشہ کا اظہار کیا۔ آپ نے دیکھا کہ مرزا جہلمی نے کس انداز سے امام صاحب کے بارے میں جھوٹ بولا۔ جس واقعہ سے امام صاحب کے علم و کمال کا پتہ چلتا ہے، اسی واقعہ کو امام جعفر صادق علیہ الرحمہ سے منسوب کر کے پھکی صاحب کا لفظ جوڑ کر اپنے بغض و حسد کا اظہار کیا۔ الا مان والحفیظ۔

جھوٹ نمبر 18: ایک خارجی نے پوچھا عورت حیض والی نماز قضا کیوں نہیں کرتی:

جھوٹ نمبر 19: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی شاگردہ خارجی ہے:

جھوٹ نمبر 20: حدیث میں عورت کو مرد بنا دیا اور کہا کہ اس وقت بھی گمراہی تھی آج تو بہت ہے۔

جو لوگ نقل پر نہیں چلتے انہوں نے ایسا کیا۔ مسلم شریف میں حدیث ہے۔ اماں عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک بندہ آیا اور پوچھنے لگا کہ ایام حیض میں رہ جانے والی نمازیں عورتیں قضا کریں گی؟ آپ نے فرمایا تو مجھے حروریہ میں سے لگتا ہے۔

مرزا نے یہاں امام ابو حنیفہ کی طرف اشارہ کیا جو کہ پہلے بتا چکا ہے کہ

نقل پر چلتے تھے۔ آپ حدیث پڑھ لیں۔ اس میں اس نے تین جھوٹ
بولے ہیں۔ ایک بندہ آیا ایسا نہیں بلکہ حضرت معاذہ رضی اللہ عنہا تھیں۔
دوسرا جھوٹ کہ تو مجھے حروریہ میں سے لگتا ہے۔ بلکہ وہ آپ کی شاگردہ ہیں۔
تیسرا جھوٹ یہ کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سوالیہ انداز میں اس سے پوچھ
رہی ہیں۔ اس نے کنفرم ان کا حروریہ بنالیا (نعوذ باللہ) (مسلم، کتاب
الحیض، باب وجوب قضاء الصوم علی الحائض، دون الصلوٰۃ، 335/761)

جھوٹ نمبر 21: اہل بیت کا ذکر، اہل سنت میں ناپید ہوگیا:

مرزا صاحب نے جھوٹ بولا کہ جب میری ملاقات مولانا طارق جمیل
سے ہوئی تو میں نے کہا کہ آپ اہل بیت کا بہت ذکر کرتے ہیں تو انہوں نے
کہا کہ اہل سنت میں اہل بیت کا ذکر ناپید ہوگیا ہے۔ میں نے کتاب لکھی
گلدستہ اہل بیت تو میں نے اس کتاب کی تیاری میں اہل سنت کی ساڑھے
چار سو کتابیں دیکھیں۔ مجھے علم ہوا کہ اہل سنت میں بعد والے امام (حضرت
علی، حسن و حسین رضی اللہ عنہم کو چھوڑ کر) کسی کے بارے میں ایک سطر ہے تو
کسی کے بارے دو سطریں لکھی ہیں۔

دوستو! آپ جانتے ہیں کہ مرزا کتنا جھوٹا ہے، کیا مولانا طارق جمیل

صاحب نے ساڑھے چار سو کتابیں دیکھیں اور ان کو ملا جامی کی کتاب بارہ امام نظر نہیں آئی جس میں بارہ اماموں کا ذکر ہے اور یہ کتاب 234 صفحات پر مشتمل ہے۔ کیا مولانا طارق جمیل کو ''بارہ امام'' کتاب علامہ مفتی محمد فیاض چشتی کی نظر نہیں آئی جو کہ 912 صفحات پر مشتمل ہے جس میں بعد والے اماموں کے متعلق پانچ سو صفحات سے زیادہ لکھا ہوا ہے۔ دو تین سطریں کہنے والے کچھ خدا کا خوف کریں۔ مفتی اعجاز بشیر صاحب نے کتاب لکھی ہے اہل بیت کے امام جس میں انہوں نے صرف بعد والے چھ اماموں کا ذکر کیا ہے (امام موسیٰ کاظم، امام علی رضا، امام محمد جواد، امام حسن عسکری، امام علی نقی، امام مہدی رضی اللہ عنہم) جو کہ 645 صفحات پر مشتمل ہے۔ حافظ امانت علی سعیدی کی کتاب بارہ امام جو 269 صفحات پر مشتمل ہے۔ صرف امام موسیٰ کاظم پر کتاب ہے مفتی اعجاز کی 304 صفحات پر۔ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی حیات پر مولانا غلام رسول جماعتی کی کتاب ہے جو کہ 496 صفحات پر مشتمل ہے۔ امام علی رضا رضی اللہ عنہ کی سوانح پر مفتی اعجاز چشتی کی کتاب ہے جو کہ 256 صفحات پر مشتمل ہے۔ یہ واقعی مولانا طارق جمیل نے کہا یا مرزا نے مرچ مصالحہ لگا کر یہ جھوٹ بولا۔ اگر واقعی مولانا طارق جمیل نے کہا تو ان سے بڑا جاہل پھر کوئی نہیں ہوگا اور اگر انہوں نے نہیں کہا تو آپ کو پتہ ہے کہ مرزا تو اس صدی کا سب سے بڑا جھوٹا انسان ہے۔

جھوٹ نمبر 22: مفتی احمد یار نعیمی قرآن وحدیث سے دلائل نہیں دیتے:

مرزا صاحب کو جھوٹ بولنے پر نوبل انعام ملنا چاہیے، اتنی صفائی سے جھوٹ بولتے ہیں کہ عام انسان کو لگتا ہے کہ یہ سچ بول رہا ہے۔ اسے شک بھی نہیں ہوتا، اس نے صریح جھوٹ بولا کہ مفتی احمد یار خان نعیمی صاحب اپنے فرقے کو ثابت کرنے کے لئے جاء الحق میں قرآن وحدیث دلائل نہیں لاتے بلکہ دیوبندیوں کے بزرگوں کی عبارات لاتے ہیں، تو میں تحقیق سے رک گیا کہ جناب پہلے قرآن وحدیث کو پڑھا جائے۔ جھوٹوں پر اللہ کی لعنت۔

دوستو! مفتی صاحب کی کتاب جاء الحق موجود ہے۔ آپ دیکھ سکتے ہیں کہ مفتی صاحب سب سے پہلے جس بحث کو شروع کرتے ہیں، اس کا معنی اور مفہوم بیان کرتے ہیں اس کے بعد اس کے متعلق آیات قرآنی لاتے ہیں اور انہیں آیات کی تشریح میں مفسرین کرام کی تفسیری آراء بیان کرتے ہیں۔ اس کے بعد احادیث سے اس مسئلہ کی وضاحت کرتے ہیں۔ اس پر بالخصوص آپ جاء الحق میں دیکھ سکتے ہیں۔ علم غیب کا بیان صفحہ نمبر 45 سے۔

جھوٹ نمبر 23: نہ میں وہابی نہ میں بابی، میں ہوں مسلم

علمی کتابی:

یہ اس کا جھوٹا نعرہ ہے کہ میرا کوئی بابا نہیں حالانکہ اس کے چار بابے ہیں، جن کی باتیں اکثر وہ اپنی ویڈیوز میں کرتا ہے اور ان کے فاسد نظریات بھی بیان کرتا ہے۔ اس کا ایک بابا ہے مولانا اسحاق جھالوی جس کے کافی نظریات کی پیروی کرتا ہے مثلاً اس جھالوی صاحب کی بات کو بیان کرتے ہوئے کہتا ہے کہ مولانا اسحاق صاحب کہتے ہیں کہ جب ہم توحید بیان کریں گے تو نبی کی گستاخی تو ہوگی۔ (نعوذ باللہ)

یہ کون سی توحید ہے کہ آپ توحید بیان کریں گے تو نبی کی گستاخی ہوگی۔ صحابہ سے بغض رکھنا، اس نے اپنے بابے جھالوی سے لیا ہے اور اس کے دوسرے بابوں میں البانی، زبیر زئی (احناف کا بغض اس نے اس بابے سے لیا ہے) اور ڈاکٹر اسرار شامل ہیں اور حتیٰ کہ مودودی بھی اس کے بابوں کی لسٹ میں آتے ہیں۔

جھوٹ نمبر 24: سب سے بڑا جنازہ پاکستان میں مودودی کا ہوا ہے:

جھوٹوں کے سردار اعلیٰ مرزا صاحب کا یہ بھی جھوٹ ہے کہ تاریخ میں سب سے بڑا جنازہ مولانا مودودی کا ہوا ہے۔ حالانکہ دنیا گواہ ہے کہ تاریخ

میں سب سے بڑا جنازہ ممتاز قادری شہید کا ہوا ہے اور مولانا خادم حسین رضوی کا ہوا ہے۔ لیکن اس نے اپنے باپ کی جھوٹی تعریف کرتے ہوئے تاریخ پر جھوٹ بولا۔ آپ سوشل میڈیا پر دیکھ سکتے ہیں کہ سب سے بڑا جنازہ کس کا ہوا ہے۔ ایک منٹ میں اس کا جھوٹ پکڑا جائے گا۔

جھوٹ نمبر 25: فاتح خیبر کے بارے میں حدیث مجھ سے پہلے کسی نے نہیں سنائی اور نہ ہی باب باندھ کر لکھا ہے:

مرزا صاحب کے جھوٹے ہونے میں شک ہو تو یہ بات دیکھ اور سن کر آپ کو شک یقینی طور پر ختم ہو جائے گا۔ جس میں موصوف دعویٰ کر رہے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جنگ خیبر کے موقع پر آپ علیہ السلام نے جو جھنڈا دیا اور ایک روز پہلے فرمایا کہ میں جھنڈا اس کو دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول اس سے محبت کرتے ہیں۔ یہ حدیث سناتے ہوئے مرزا صاحب کہتے ہیں کہ یہ حدیث آج تک کسی سنی عالم نے نہیں سنائی اور نہ ہی کسی کتاب میں ہیڈنگ بنا کر اس کو لکھا گیا ہے۔ لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ آپ خود دل پر ہاتھ رکھ کر خدا کو گواہ بنا کر سوچیں کہ یہ حدیث بچپن سے آپ کو علماء سنا رہے ہیں کہ نہیں؟ ہر بچے بچے کو پتا ہے کہ

فاتح خیبر حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں۔ اور کثیر علماء نے اس حدیث کو بیان کرنے سے پہلے ہیڈنگ دی ہے کتابوں میں۔ آپ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شان میں لکھی گئی کسی بھی کتاب کو کھولیں گے تو آپ کو یہ حدیث اور اس پر الگ سے ہیڈنگ ملیں گے۔

جھوٹ نمبر 26: اے اللہ ہم سب تیری عبادت کرتے ہیں اور غائب میں مدد کے لئے تجھی کو پکارتے ہیں:

مرزا صاحب نے تو قرآن کا ترجمہ ہی بدل ڈالا۔ آج تک جتنے بھی ترجمے ہوئے ہیں، ان میں کسی نے بھی یہ ترجمہ نہیں کیا کہ غائب میں تجھ سے مدد مانگتے ہیں۔ مرزا صاحب یہ ترجمہ کر کے بتانا چاہتے ہیں کہ نعوذ اللہ خدا ہم سے غائب ہے اور ہم مشکل میں اس سے مدد مانگتے ہیں۔ یہ امت محمدیہ میں سے کسی کا بھی عقیدہ نہیں جو مرزا صاحب مسلمانوں کو دے رہے ہیں۔

27 تا 30 ایک منٹ میں چار جھوٹ بولے۔ محمد پناہ ٹوانی کا جس سے مناظرہ ہوا، اس کا نام رضوان تھا۔ وہ ڈاکٹر تھا۔ ٹوانی کے بندوں نے زبردستی ان کو آگ میں ڈالا۔ اس کے راوی خود صرف محمد پناہ ٹوانی ہیں۔

ایک منٹ میں مرزا نے 4 جھوٹ بولے۔ پہلا محمد پناہ کے مخالف کا نام رضوان، حالانکہ اس کا نام محمد ہارون تھا۔ دوسرا جھوٹ وہ ڈاکٹر تھا، یہ بھی

جھوٹ وہ ڈاکٹر نہیں، ٹریکٹر کا ڈرائیور تھا۔ تیسرا جھوٹ ٹوٹانی کے بندوں نے اسے زبردستی آگ میں ڈالا۔ یہ بھی جھوٹ آپس میں معاہدہ کے تحت آگ میں کودے تھے۔ چوتھا جھوٹ اس واقعہ کے راوی صرف ٹوٹانی ہیں۔ یہ بھی مرزا کا جھوٹ، پوری دنیا کے اخبارات نے اس کو شائع کیا وہاں کھڑے ہزاروں کی تعداد میں لوگ اس واقعہ کے عینی شاہد ہیں۔ جھوٹ بولتے ہوئے مرزا کو شرم ہی نہیں آتی۔ یہ واقعہ 1997ء کا ہے جس میں صوبہ سندھ کے شہر لاڑکانہ کے قریبی گاؤں وارہ میں دو افراد میں بحث ہوئی کہ نبی علیہ السلام کی شان کے متعلق۔ بحث طول پکڑ گئی بالآخر فیصلہ یہ ہوا کہ آگ جلاتے ہیں اور اس میں کود جاتے ہیں جو سچا ہوگا وہ بچ جائے گا اور جو جھوٹا ہوگا وہ جل جائے گا۔ محمد پناہ ٹوٹانی سنی اور محمد ہارون کا تعلق دیوبند سے تھا۔ لوگوں نے دیکھا کہ دونوں راضی خوشی آگ میں داخل ہوئے لیکن صحیح وسالم نکلنے والا محمد پناہ ٹوٹانی سنی تھا اور آگ میں جھلس جانے والا محمد ہارون تھا۔ لوگ فوراً اسے قریبی اسپتال میں لے گئے۔ اس واقعہ کو اخبارات نے لکھا۔ میں اس وقت کراچی میں تعلیم حاصل کرتا تھا تو ہم نے اخبار میں اس واقعہ کو پڑھ کر کافی دیر تک نعت خوانی کی الحمدللہ۔ مرزا اس سچے مشہور واقعہ کا انکار کر رہا ہے اور یہ بھی بتا رہا ہے کہ جب وہ پنڈی آئے تھے تو ہم ان سے ملنے کے لئے یونیورسٹی سے پوری بس لے گئے تھے تو جناب اس وقت تو آپ ملنے کے

لئے پوری بس لے گئے تھے۔ اب کئی سال بعد جب آپ پر گمراہی چھا گئی ہے تو آپ اس واقعہ کا ہی انکار کر بیٹھے۔ سوشل میڈیا پر آج بھی محمد پناہ ٹوانی کی ویڈیوز موجود ہیں۔ جس میں ہزاروں لوگ اس کی تقریر سننے آتے ہیں، اس واقعہ کی ویڈیو نہیں بنائی جاسکی۔ اس لئے کہ اس زمانے میں اس طرح موبائل عام نہیں تھے۔ اخبارات میں اس واقعہ کی تشہیر ہے۔

جھوٹ نمبر 31: میری بات مکمل نہیں دکھاتے، کاٹ کاٹ کر دکھاتے ہیں:

مرزا صاحب اپنے دفاع میں اس بات کو بہت بیان کرتے ہیں اور اپنے ماننے والوں کو جھوٹی تسلی دیتے ہیں کہ یہ میری باتوں کو کاٹ کاٹ کر بیان کرتے ہیں، پوری ویڈیو نہیں دکھاتے۔ تو کیا مرزا صاحب آپ کی چار گھنٹے والی ویڈیو دکھا کر پھر بات کریں۔ آپ جب حوالہ دیتے ہیں تو پوری کتاب کا دیتے ہیں یا اس میں سے ایک لائن یا دو لائن کا حوالہ دیتے ہیں۔

دوستو! حوالہ دینے کا طریقہ یہی ہوتا ہے کہ جہاں بات مکمل ہوئی ہے اس کا حوالہ دے دیا۔ اب مرزا صاحب کہہ رہے ہیں کہ (جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صحابیت کا انکار کرے، وہ کافر ہے کیونکہ ان کی صحابیت قرآن سے ثابت ہے) یہ بات تو پوری لائن میں بھی نہیں آئی لیکن

بات مکمل ہے اس کا حوالہ دیا جائے گا۔ اس میں مرزا صاحب نے ثابت کیا ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی صحابیت کا منکر کافر ہے۔ دوسری ویڈیو میں کہتا ہے کہ آپ جب کسی کو مسلمان کرتے ہیں تو اسے ابو بکر ولی اللہ نہیں کہتے، صرف اسے کلمہ پڑھاتے ہیں تو ابو بکر کا انکار کرنے سے کوئی بندہ کافر نہیں ہوتا۔ آپ فیصلہ کریں کہ اس نے پہلے قرآن سے ثابت کیا کہ ابو بکر کی صحابیت کا انکار کفر ہے اور اب کہہ رہا ہے کہ کفر نہیں، اس نے قرآن کا انکار کر دیا۔ اپنے فتوے کی روشنی میں یہ کافر ہو گیا۔

اب اس کے چیلے اس کے دفاع کے لئے کھڑے ہوتے ہیں، جی کئی صحابہ نے حضرت ابو بکر کی بیعت نہیں کی۔ کیا ان پر یہ فتوی لگاؤ گے؟ عقل کے اندھو! یہ بات خلافت کی نہیں ان کی ذات کی ہو رہی ہے کہ اگر کوئی ان کی صحابیت کا انکار کرے تو کافر ہو گا۔ یہاں خلافت کی بات نہیں ہو رہی۔ مرزا صاحب نے خود ان کی صحابیت قرآن سے ثابت کی اور یہ اجماعی عقیدہ ہے اہل سنت کا کہ ان کی صحابیت قرآن سے ثابت ہے، ان کی ذات اور صحابیت کا انکار کفر ہے۔ جو مرزا صاحب اپنے ماننے والوں سے کروا رہے ہیں۔

اس چھوٹے سے کلپ میں مرزا صاحب نے یہ بتایا کہ ان کی صحابیت کا انکار کفر ہے، بس بات مکمل ہے اور دوسرے کلپ میں خود اس نے ان کی صحابیت کا انکار کر دیا، یہاں بھی بات مکمل ہے تو ہم اس کی پوری بات

دکھاتے ہیں۔اس کے بعد دلائل رکھتے ہیں کہ یہ جھوٹ بول رہا ہے اور اپنے ماننے والوں کو کافر اور مرتد بنا رہا ہے۔وہ عقائد جو قرآن سے ثابت ہیں، ان کا انکار کر رہا ہے۔

جھوٹ نمبر 32: حافظ قرآن کی فضیلت کے بارے میں ایک بھی حدیث نہیں ہے:

مرزا صاحب چیلنج کر رہے ہیں کہ حافظ قرآن کے بارے میں ایک بھی حدیث نہیں بلکہ حافظ قرآن کا لفظ بھی کسی حدیث میں نہیں۔اس طرح کا چیلنج جب عام لوگوں کے سامنے آئے گا تو وہ سمجھیں گے کہ مرزا صاحب سچ بول رہے ہیں اس لئے تو چیلنج کر رہے ہیں۔یہ مرزا صاحب کا جھوٹا چیلنج ہے۔اگر مرزا نے بخاری بغور پڑھی ہوتی تو یہ چیلنج کر کے اپنے آپ کو ذلیل ورسوا نہ کر رہے ہوتے۔

بخاری میں حدیث نمبر 4937 ہے: پیارے نبی ﷺ فرماتے ہیں کہ اس شخص کی مثال جو قرآن پڑھتا ہے اور وہ اس کا حافظ بھی ہے، مکرم اور نیک لکھنے والے (فرشتوں) جیسا ہے اور جو شخص قرآن مجید بار بار پڑھتا ہے پھر بھی وہ اس کے لئے دشوار ہے تو اسے دوگنا ثواب ملے گا۔حافظ قرآن کچھ عربی کا علم بھی حاصل کرے ورنہ خود بھی جائے اور دوسروں کو بھی لے جائے

جہاں نہیں جانا چاہئے۔

جھوٹ نمبر 33: فقہ حنفی کے نزدیک چڑیا بیٹ کر جائے تو کپڑے ناپاک ہو جاتے ہیں:

مرزا صاحب کو فقہ حنفی سے بغض اپنے باپ زبیر زئی سے ورثہ میں ملا ہے، اس لئے یہ باؤلہ ہو گیا ہے اسے نہیں پتا چلتا کہ میں کیا بول رہا ہوں۔ فقہ حنفی میں واضح لکھا ہے کہ حلال پرندے جو اونچے اڑتے ہیں، ان کی بیٹ ناپاک نہیں اور چڑیا کی بیٹ بھی ناپاک نہیں (بہار شریعت، جلد اول، ص 391، مزید وضاحت ص 335، مکتبۃ المدینہ کراچی)

جھوٹ نمبر 34: مباہلہ غیر نبی کے لئے حرام ہے، یہ صرف نبیوں کی خصوصیت ہے:

مرزا صاحب کی جہالت پر ماتم کریں کہ یہ اپنے کو علمی کتابی کہتا ہے اور باتیں جاہلوں والی کرتا ہے، اب اس نے کہا کہ مباہلہ غیر نبی کے لئے حرام ہے یا وہ شخص نبی ہونے کا دعویٰ کرے (نعوذ باللہ) یہ جہالت اس نے اپنے بچاؤ کے لئے گھڑی ہے۔ جب اسے مباہلہ کا چیلنج دیا گیا تو بجائے مباہلہ کرنے کے اس طرح کی باتیں کرنا شروع کر دیں۔ اس کا مطلب ہے جو

مباہلہ کر رہا ہے وہ نبی ہوگا یا نبوت کا دعویٰ کرنے والا۔ (نسائی حدیث نمبر 3552 میں حضرت علقمہ بن قیس سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جو شخص چاہے میں اس سے مباہلہ کر سکتا ہوں کہ آیت: واولات الاحمال' حمل والی عورتوں کی عدت یہ ہے کہ وہ بچہ جن دیں۔ اس حدیث میں واضح ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ مباہلہ کا چیلنج کر رہے ہیں اگر مباہلہ غیر نبی کے لئے حرام ہوتا تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ کبھی بھی مباہلہ کا چیلنج نہ کرتے۔ مرزا صاحب نے اپنی جہالت میں ایک صحابی پر کس طرح کا الزام لگا دیا۔ الامان والحفیظ

جھوٹ نمبر 35: اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ نبی علیہ السلام علم غیب خود جانتے ہیں اللہ کے بتائے بغیر:

جھوٹوں پر اللہ کی لعنت، یہ ایک ایسا جھوٹ ہے جس کو آپ خود اسی وقت پکڑ سکتے ہیں، اسی وقت کسی بھی سنی معتبر عالم کو فون کریں اور اس سے پوچھیں کہ کیا آپ کا یہ عقیدہ ہے کہ نبی علیہ السلام علم غیب خود جانتے ہیں، اللہ کے بتائے بغیر۔ تو آپ کو جواب فوراً مل جائے گا کہ واقعی یہ اس صدی کا جھوٹا شخص ہے۔ یہ کسی عالم نے نہ کہا اور نہ لکھا، بلکہ ہر عالم نے یہ لکھا اور بتایا کہ اللہ کی عطا سے آپ علم غیب جانتے ہیں۔

جھوٹ نمبر 36: حنفی علماء کہتے ہیں کہ الصلوٰۃ خیر من النوم حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے داخل کیا جو کہ بدعت ہے:

مرزا سے سوال ہوا کہ (یاد رہے کہ یہ سوال خود بنوا کر اپنے چیلوں کو دیتا ہے اور اس کی تیاری پہلے سے کر کے آتا ہے) الصلوٰۃ خیر من النوم حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اذان میں داخل کروایا: جواب دیا کہ حضرت عمر ہوں یا کوئی بھی، اسے اختیار نہیں کہ وہ دین میں کوئی بدعت داخل کرے۔ ان حنفی علماء نے اپنی بدعتوں کا حلال کرنے کے لئے حضرت عمر کو تختہ مشق بنایا۔

خدا ہدایت دے اس جھوٹے کو، حنفی علماء کہتے ہیں کہ یہ سنت ہے، بدعت نہیں، بلکہ نبی علیہ السلام نے خود اسے فجر کی اذان میں داخل کروایا۔ احناف کی معتبر کتاب ہدایہ جلد اول صفحہ 85 میں لکھا ہے کہ یہ سنت ہے۔ نبی علیہ السلام سوئے ہوئے تھے، بلال تشریف لائے، عرض کی: الصلوٰۃ خیر من النوم، نبی علیہ السلام نے فرمایا: اے بلال یہ کتنا اچھا کلمہ ہے اسے اذان میں شامل کر دو، خاص کر اذان فجر میں۔ اور مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ اسی حدیث کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یہ کلمہ نبی علیہ السلام کے زمانے سے اذان فجر میں داخل ہے (مراۃ المناجیح مشکاۃ المصابیح جلد اول، ص 384، مکتبہ اسلامیہ اردو بازار لاہور)

اور اس جھوٹے نے کتنی عیاری سے جھوٹ بول کر اپنی آخرت برباد کی، اور اپنے ماننے والوں کی بھی آخرت برباد کر رہا ہے۔

جھوٹ نمبر 37: احناف کی مساجد میں مولا علی کا ذکر پسند نہیں کیا جاتا:

اس صدی کے سب سے بڑے جھوٹے انسان کا ایک اور بہت بڑا جھوٹ، جو آپ بھی پکڑ سکتے ہیں جو اس نے اہلسنت، دیوبند اور اہل حدیث کے بارے میں کہا کہ ان کو اہل بیت سے بغض ہے (نعوذ باللہ) پھر اس نے کہا کہ میرا چیلنج ہے کہ ان کی مساجد میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شان میں یہ حدیث لگائی جائے (جس کے دل میں علی کی محبت ہے، وہ مومن ہے اور جو ان سے بغض رکھے، وہ منافق ہے) کہتا کہ شام تک گڑبڑ نہ ہو جائے تو مجھے پکڑنا اور میں اپنی ویڈیو ڈیلیٹ کر دوں گا، اس پر میں نے اپنے چینل علی نواز آن لائن پر دکھائی۔ ویڈیو نمبر 456-455، میں نے وہ حدیث لگائی اور کوئی گڑبڑ نہیں ہوئی بلکہ مقتدی خوش ہوئے۔

آپ اہل سنت کی مساجد کو دیکھیں جس میں نمایاں طور پر چار خلفاء کے نام تقریباً ہر مسجد میں ملیں گے۔ کس طرح یہ جھوٹ بولتا ہے اور جھوٹ بولتے اس کو شرم ہی نہیں آتی۔

جھوٹ نمبر 38: محمد بن سیرین علیہ الرحمہ نے کہا: میں قرآن سنوں گا تو میرا عقیدہ خراب ہو جائے گا:

مرزا نے محدثین پر بھی جھوٹ بولے، امام محمد بن سیرین علیہ الرحمہ جو تابعی ہیں اور 70 صحابہ کرام کے شاگرد ہیں، ان کے بارے میں یہ جھوٹ گھڑا کہ ان کے پاس دو لوگ آئے کہ ہم آپ کو قرآن سناتے ہیں، آپ نے فرمایا: میں نہیں سنتا۔ انہوں نے کہا کہ ہم آپ کو حدیث سناتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: میں تم سے حدیث نہیں سننا چاہتا۔ جب وہ چلے گئے بعد میں مجلس میں سے کسی نے کہا کہ آپ نے ان کا قرآن کیوں نہیں سنا تو امام ابن سیرین نے کہا کہ وہ بد عقیدہ تھے، اگر ان میں ان کا قرآن سنتا تو میرا عقیدہ بھی خراب ہو جاتا۔ اس پر مرزا صاحب امام محمد بن سیرین کے بارے میں کہتے ہیں کہ جن کا عقیدہ یہ ہو کہ قرآن سننے سے ان کا عقیدہ خراب ہو جائے گا تو ان کا عقیدہ پہلے ہی خراب ہو چکا، یعنی مرزا صاحب کے نزدیک امام محمد بن سیرین علیہ الرحمہ اس واقعہ کے بعد بد عقیدہ ہو چکے۔ نعوذ باللہ من ذالک

ہم آپ کو اصل واقعہ سنن دارمی سے دکھاتے ہیں کہ کیا امام محمد بن سیرین علیہ الرحمہ نے یہ کہا کہ قرآن سننے سے میرا عقیدہ خراب ہو گا۔ یا مرزا نے ان پر جھوٹ بول کر اپنی آخرت برباد کی۔ اسماء بن عبید نے کہا کہ اہل

ہوں (متکلمین وفلاسفہ) میں سے دو آدمی ابن سیرین علیہ الرحمہ کے پاس آئے اور کہنے لگے اے ابوبکر! ہم آپ کے لئے حدیث بیان کرتے ہیں، انہوں نے کہا: نہیں (اس کی ضرورت نہیں) انہوں نے کہا: پھر ہم آپ کو قرآن پاک کی کوئی آیت سناتے ہیں؟ فرمایا نہیں، یا تم میرے پاس سے اٹھ کر چلے جاؤ یا میں خود چلا جاؤں گا۔ راوی نے کہا: لہذا وہ دونوں نکل گئے۔ اہل مجلس میں سے کسی نے کہا: اے ابوبکر! (یہ آپ کی کنیت ہے) کیا برائی تھی اگر وہ قرآن پاک کی کوئی آیت سنا دیتے؟ ابن سیرین نے فرمایا: مجھے ڈر تھا کہ کوئی آیت سنائیں اور اس میں تحریف کردیں اور وہ (تحریف) میرے دل میں بیٹھ جائے (سنن دارمی 1/222، مکتبہ الفرقان ٹرسٹ، مظفر گڑھ، پاکستان، حدیث 411)

اس پورے واقعہ میں کہیں آپ کو نہیں ملا کہ امام ابن سیرین نے یہ کہا ہو کہ قرآن سننے سے میرا عقیدہ خراب ہوجائے گا بلکہ آپ نے فرمایا کہ مجھے ڈر تھا کہ کوئی آیت سنائیں اور اس میں تحریف کردیں اور وہ (تحریف) میرے دل میں بیٹھ جائے۔ یعنی کہ وہ قرآن سنا کر اس سے اپنے مطلب کی بات نکالیں۔ اس لئے میں نے ان سے قرآن ہی نہیں سنتا کہ وہ غلط تحریف سنانے کا ان کو موقع ہی نہ ملے۔ جیسا کہ آپ کے سامنے ایک قادیانی کہے کہ میں قرآن سے تمہیں دکھاتا ہوں کہ ہمارے نبی غلام احمد قادیانی کا ذکر

قرآن میں موجود ہے تو آپ نے کیا کہنا ہے؟ یہی نا کہ بھائی تیرے منہ سے قرآن نہیں سننا چاہتا۔ تم لوگ قرآن میں تحریف کر کے جو ہمارے نبی علیہ السلام کے لئے آیات ہیں، ان کو اپنے جھوٹے قادیانی کی طرف کرو گے۔ جاؤ میں نے تم سے قرآن نہیں سننا، کیا یہ تمہارے کہنے کا مطلب یہ ہوگا کہ تم یہ کہہ رہے ہو کہ قرآن سننے سے میرا عقیدہ خراب ہو جائے گا۔ ہرگز نہیں! تمہارے کہنے کا مطلب یہ ہوگا کہ اس سے نہیں سننا چاہتا کیونکہ اس نے قرآن پڑھ کر اپنے جھوٹے نبی قادیانی کی وکالت کرنی ہے جو جھوٹی ہوگی، میں وہ سننا ہی نہیں چاہتا، کہیں وہ جھوٹی باتیں میرے دل میں نہ آ جائیں۔

جھوٹ نمبر 39: ہمفرے کے اعترافات کتاب سنیوں نے انگریز سے مل کر لکھوائی ہے:

اس صدی کے جھوٹے انسان نے اہل سنت پر اعتراض کرتے ہوئے کہا کہ: ہمفرے کے اعترافات کتاب، محمد بن عبدالوہاب کے خلاف حنفیوں نے انگریز سے مل کر لکھوائی ہے۔ اس لئے کہ اس میں حنفیت کو ہیرو بنا کر پیش کیا گیا ہے جس میں ایک حنفی عالم کا ذکر ہے کہ ان کا اوڑھنا بچھونا بخاری شریف تھا، یہ کہانی کرائی ہے کیونکہ بارہ سو سال میں کوئی ایسا حنفی عالم نہیں

جس کا اوڑھنا بچھونا بخاری ہو؟

اس جھوٹے مکار سے پوچھیں کہ اگر بخاری اوڑھنا بچھونا نہ ہو تو کیا پچیس جلدوں میں عربی شرح بخاری کی لکھی جا سکتی ہے جو کہ ایک حنفی عالم علامہ محمود عینی علیہ الرحمہ نے لکھی ہے۔ اسی طرح بخاری کی اردو میں سب سے زیادہ مقبول مشہور شرح نعم الباری جو کہ سولہ جلدوں پر مشتمل ہے، علامہ غلام رسول سعیدی علیہ الرحمہ نے لکھی ہے۔ کیا یہ اتنی جلدوں میں بخاری کی شرح عربی و اردو میں لکھنے کے لئے آپ کو اوڑھنا بچھونا بخاری نہیں بنانا پڑے گا، تب ہی آپ اس طرح کی شرح لکھ سکیں گے اور ان شروحات میں دیگر سینکڑوں کتابوں کے حوالے موجود ہیں۔ اس سے روز روشن کی طرح واضح ہوتا ہے کہ ان علماء اور دیگر حنفی علماء کا اوڑھنا بچھونا بخاری رہا ہے اور آج بھی ہر حنفی عالم کے مدرسے میں بچے کو آخری سال میں بالخصوص بخاری کا اوڑھنا بچھونا بنایا جاتا ہے اور پڑھانے والا استاد بھی اس کی بہت زیادہ مشق کرتا ہے اور آگے مرزا نے اپنی گندی فطرت سے مجبور ہو کر کہا کہ یہ تو بخاری سے چڑتے ہیں، بکواس اس لئے نہیں کرتے کہ بخاری و مسلم پر اجماع ہے نعوذ باللہ...... اس سے اگلے جھوٹ میں آپ کو دکھاتے ہیں کہ بخاری پر اس نے بکواس کی ہے، اور امام بخاری پر حدیث چھپانے کا الزام بھی لگایا۔

جھوٹ نمبر 40: امام بخاری علیہ الرحمہ حدیثیں چھپاتے

تھے:

مرزا نے امام بخاری پر الزام لگایا کہ امام بخاری حدیثیں چھپاتے تھے بلکہ حوالہ بھی دیا کہ کتاب التفسیر میں امام بخاری حدیث 4827 کنٹرول سے لائے ہیں، حدیثیں چھپ تو نہیں سکتیں، ابن حجر عسقلانی نے انصاف کیا اور مکمل حدیث لے آئے۔

اس سے واضح ہوگیا کہ امام بخاری اور ان کی کتاب پر بکواس کون کرتا ہے۔ جی ہاں وہ مرزا ہی جس نے امام بخاری پر حدیثیں چھپانے کا الزام لگایا۔ اللہ کریم ایسے جھوٹے کے شر سے مسلمانوں کی حفاظت فرمائے۔ آمین

جھوٹ نمبر 41: سنن ابی داؤد پر جھوٹ، نماز جنازہ کے بعد دعا کا باب بتاتے ہوئے جھوٹ بولا:

مرزا سے جب نماز جنازہ کے بعد دعا کے متعلق سوال ہوا تو حسب عادت جھوٹ بولتے ہوئے کہا کہ نماز جنازہ کے بعد دعا نہیں ہے۔ ہاں قبر میں دفنانے کے بعد دعا ہے۔ بریلوی جس حدیث سے دلیل لیتے ہیں اس کا باب ہی ہے کہ دفن کرنے کے بعد دعا۔ جھوٹے پر اللہ کی لعنت ہو۔ ہماری جس حدیث سے دلیل ہے اس حدیث کا نمبر ہے (ابو داؤد حدیث نمبر 3199)

پیارے آقا ﷺ نے فرمایا: جب تم نماز جنازہ پڑھ چکو تو پھر اس میت کے لئے دعا کرو، اس حدیث کے اوپر باب ہے (باب الدعاء للمیت) یعنی میت کے لئے دعا کرنا، جو مرزا نے باب بتایا، وہ ہے باب فی الدعا للمیت اذا وضع فی قبرہ یعنی میت کے لئے دعا، جب اسے قبر میں اتارا جائے۔ اس باب کے تحت حدیث ہے کہ آپ علیہ السلام جب میت کو قبر میں اتارتے تو فرماتے بسم اللہ وعلی سنۃ رسول اللہ۔ حدیث نمبر 3213، دیکھیں مرزا کس چالاکی کے ساتھ عوام کو دھوکہ دے رہا ہے۔ ہماری دلیل والی حدیث کا باب اور ہے اور جو اس نے بتایا، وہ باب اور حدیث بھی اور۔ جھوٹوں پر خدا کی لعنت

جھوٹ نمبر 42: زبیر زئی آخر تک مجھ سے محبت کرتے تھے:

انجینئر مرزا نے زبیر زئی پر بھی جھوٹ بولا کہ میں ان سے آخر تک رابطے میں رہا۔ حالانکہ زبیر زئی کی آڈیو موجود ہے جو کہ ہم نے اس ویڈیو میں سنائی ہے جس میں زبیر زئی کہتا ہے کہ مرزا جہلمی فضول آدمی اور غلط ہے۔ حالانکہ مرزا نے یہ دعویٰ کیا کہ شیخ صاحب کہا کرتے تھے کہ میرے ساتھی آپ سے حسد کرتے ہیں، میں نے تمہیں حق پر پایا ہے جبکہ انہی کی

یعنی زبیر زئی کی آڈیو موجود ہے، جس میں وہ اسے فضول آدمی کہہ رہے ہیں اور کہہ رہا ہے کہ میں کم از کم انہیں یہ کہوں گا کہ وہ غلط ہے، کم از کم غلط کا معنیٰ! اس سے بڑا افراڈ یا تو ہے ہی، لیکن اس کا لحاظ کرتے ہوئے کم از کم غلط کہوں گا۔ اور مرزا نے تو حد کردی کہ وہ مجھ سے آخر تک راضی رہے اور میری حمایت کرتے رہے۔ نعوذ باللہ، جھوٹوں پر اللہ کی لعنت۔

جھوٹ نمبر 43: آپ نبی علیہ السلام سے مانگتے ہیں، آپ گستاخ ہیں:

آپ نبی علیہ السلام سے مانگ رہے ہیں آپ گستاخ ہیں اور یہ دور کی کتاب مصنف ابن ابی شیبہ سے ایک روایت پیش کرتے ہیں۔ اس میں اعمش مدلس ہے اور عن سے روایت کر رہا ہے۔

پہلی بات تو دور کی کتاب نہیں، یہ امام بخاری اور امام مسلم کے استاد ہیں اور اگلے جھوٹ میں آپ کو دکھائیں گے وہ کہے گا کہ حدیث کی بنیادی کتاب ہے۔ دوسری بات اعمش مدلس ہے۔ اس بندے کی دوغلی پالیسی دیکھیں۔ اس نے کئی روایات اپنے ریسرچ پیپر واقعہ کربلا کا حقیقی پس منظر میں اعمش سے لی ہیں۔ اس میں اعمش عن سے روایت کر رہا ہے، وہاں اسے یہ اصول یاد نہیں آتا۔ جب ہم نے اس کو جواب دیا کہ جناب اپنی دوغلی پالیسی چھوڑو!

تو اس نے کمال مکاری سے جواب دیا کہ ہاں اس میں اعمش مدلس ہے اور
عن سے بھی روایت کر رہا ہے لیکن چونکہ اس کو البانی نے صحیح کہا ہے اس لئے
جو لوگ البانی کے علم پر یقین رکھتے ہیں، ہم ان سے یہ علم نہیں چھیننا چاہتے۔
واہ واہ مرزا تیری سوچ، البانی کا تو خیال آ گیا جس کی کتابیں کسی مدرسہ میں
نہیں پڑھائی جاتیں۔ لیکن امام ابن حجر عسقلانی کا خیال نہیں آیا جن کے علم
پر یقین کیا جاتا ہے، ان کی کتب مدارس میں پڑھائی جاتی ہیں۔ اسی امام،
امام ابن حجر عسقلانی نے اس روایت 32002 کو جو مصنف ابن ابی شیبہ
میں ہے، صحیح کہا ہے۔ واقعہ اس طرح ہے کہ ایک شخص نبی علیہ السلام کی قبر
انور پر تشریف لائے اور عرض کی یا رسول اللہ! بارشیں نہیں ہو رہیں، دعا
فرمائیں۔ نبی علیہ السلام اس کے خواب میں تشریف لائے اور فرمایا عمر کو میرا
سلام کہنا ان شاء اللہ بارشیں ہوں گی۔ اس روایت کو امام ابن حجر اور امام ابن
کثیر نے صحیح کہا ہے۔

جھوٹ نمبر 44: حدیث کی بنیادی کتاب مصنف ابن ابی شیبہ ہے، جبکہ اس سے پہلے اسکا انکار کر چکا کہ دور کی کتاب:

ویڈیو نمبر 905 میں ایک گھنٹہ دس منٹ پر ہم نے یہ دکھایا ہے کہ مرزا
صاحب مفتی طارق مسعود کو جواب دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہ حوالہ حدیث

کی بنیادی کتابوں میں ہے۔ ان میں سے مسند شافعی اور وہ ہی حوالہ مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے۔ تو مرزا صاحب اب جوابی طور پر اپنی بات کو وزن دیتے ہوئے مصنف ابن ابی شیبہ کو ابتدائی کتاب گردانتے ہیں۔ ایسے جھوٹوں کا کیا اعتبار کریں گے آپ!

جھوٹ نمبر 45: ختم نبوت پر کام کرنے والے علماء باہر سے پیسے لیتے ہیں:

(یہ ختم نبوت پر کام کرنے والوں پر الزام لگاتا ہے)

جھوٹ نمبر 46: مجھے بھی ایک شخص نے قادیانیوں کے خلاف کام کرنے کیلئے ابھارا کہ یہ فائدہ مند کاروبار ہے:

میرے پاس ایک شخص آیا اس نے کہا قادیانیوں کے خلاف کام کرنے کا بڑا فائدہ ہے، بہت سے علماء کو باہر سے لاکھوں روپے آرہے ہیں۔ آپ بھی یہ کام کریں مجھے ابھارنے آیا تھا۔ میں نے کہا کہ آپ غلط جگہ آئے ہیں، یہ پلیٹ فارم ایسا نہیں۔

اس کے بعد دوستو! کیا ہوا ختم نبوت کے جیالوں نے اس کی درگت بنائی اور اس ''شمس الدین'' نامی شخص کی طرف اشارہ کر کے جو باتیں کہی، وہ

بھی اس کے پاس پہنچ گیا کہ تو نے مجھ پر جھوٹا الزام لگایا ہے۔ کرتا کیا نہ کرتا مرزا بیچارہ تو مارا گیا۔ بہر حال اس نے پھر جھوٹ کا سہارا لیتے ہوئے کہا کہ میں نے ان کی باتوں سے یہ تاثر لیا۔ حالانکہ اس نے واضح کہا کہ وہ مجھے ابھارنے آیا کہ یہ بہت نفع بخش کاروبار ہے۔ میں نے کہا کہ نہیں آپ غلط جگہ آئے ہیں۔ اس میں تاثر لینے والی بات ہی نہیں۔ واضح کہا تھا اور اس نے ان علماء پر جو نبی علیہ السلام کی ختم نبوت پر پہرہ دے رہے ہیں، بہت بڑا الزام لگا کر قادیانیوں کو خوش کرنے کی پوری کوشش کی بلکہ قادیانی بہت خوش ہوئے اور انہوں نے مرزا کی معذرت قبول نہیں کی۔ قادیانیوں نے اس پر ویڈیوز بنائی کہ دیکھو تمہارا مسلمان کیا کہہ رہا ہے۔

جھوٹ نمبر 47: امام بخاری حدیث نہیں چھپاتے تھے، پہلے کہا کہ چھپاتے تھے، اب کچھ اور کہہ رہا ہے:

دوستو! جھوٹ نمبر 40 پر ہم نے آپ کو مرزا کا الزام دکھایا جس میں مرزا نے امام بخاری پر جھوٹ بولا کہ انہوں نے حدیث چھپائی اور اب آپ دیکھیں کہ اس نے کہا امام بخاری کتمان حق نہیں کرتے یعنی حق کو نہیں چھپاتے، آپ حیران ہوں گے کہ یہ بندہ کس مٹی سے بنا ہے۔ اسے اپنی کوئی بات یاد نہیں رہتی یا یہ سمجھتا ہے کہ لوگ گھاس کھاتے ہیں۔ پہلے کچھ کہہ دے،

بعد میں اس کے الٹ کہہ دے، اس سے کوئی پوچھنے والا نہیں۔ اصل میں اس کا مسئلہ یہ ہے کہ جہاں اس کے نظریہ کے مطابق امام بخاری حدیث لائیں تو امام بخاری حق پر ہیں، حق کو نہیں چھپاتے لیکن جہاں اس کے نظریہ کے مطابق حدیث نہ ہو تو امام بخاری حدیثیں چھپاتے ہیں۔ نعوذ باللہ

جھوٹ نمبر 48: مصنف عبد الرزاق کا گمشدہ نسخہ بریلویوں نے 15 سال پہلے دریافت کیا ہے:

مرزا سے مصنف عبد الرزاق میں نور والی حدیث کے بارے میں سوال ہوا تو جناب مرزا صاحب فرمانے لگے کہ یہ مصنف عبد الرزاق کا گمشدہ حصہ ہے جس کو بریلویوں نے پندرہ بیس سال پہلے دریافت کیا ہے، واہ واہ جی علمی کتابی آپ کی تحقیق۔

مصنف عبد الرزاق میں ایک حصہ مفقود تھا یعنی گم کر دیا گیا تھا یا ہو گیا تھا۔ سوال یہ ہے کہ کیسے معلوم ہوا کہ گم کر دیا گیا؟ آسان جواب ہے کہ حدیث نور کے حوالے کتب میں ملتے ہیں کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے کس چیز کو پیدا کیا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے جابر! وہ تیرے نبی کا نور تھا پھر اللہ تعالیٰ نے اس میں ہر خیر اور بھلائی کو پیدا کیا اور اس کے بعد ہر شے

کو پیدا کیا (مواہب اللدنیہ مع شرح زرقانی 1/55)

امام احمد بن محمد بن ابی بکر المعروف امام قسطلانی المتوفی 924 نے اپنی کتاب مواہب لدنیہ میں اس حدیث کا ذکر کیا اس کے علاوہ امام عبد الغنی نابلسی المتوفی 1143ھ نے اپنی کتاب الحدیقۃ الندیہ 2/375، ملا علی قاری علیہ الرحمہ المتوفی 1014ھ اپنی کتاب المورد الروی فی مولد النبوی ص 40، امام ابن حجر ہیتمی المتوفی 974ھ اپنی کتاب فتاوی حدیثیہ مکتبہ مصطفی البابی، مصر ص 247، محدث عبد الحق دہلوی المتوفی 1052ھ اپنی کتاب مدارج النبوہ، مکتبہ نوریہ رضویہ، سکھر 2/2، یہ وہ تمام امام ہیں جن کی وفات کو چار سو سال ہو چکے ہیں اور انہوں نے حدیث جابر کا ذکر اپنی کتاب میں کیا تو معلوم ہوا کہ حدیث تھی لیکن کسی نے نکلوا دی تھی۔ اس گمشدہ نسخے کو بعد میں ڈھونڈا گیا۔ اس پر مرزا صاحب کا جھوٹ کہ یہ کتاب تو بریلویوں نے پندرہ بیس سال پہلے چھاپی ہے۔ مرزا صاحب کچھ عقل استعمال کریں اس حدیث کے حوالے چار سو سال پہلے محققین دے رہے ہیں۔

غیر مقلدین کے مشہور عالم وحید الزمان اپنی کتاب ہدیۃ مہدی ص 56، اشرف علی تھانوی صاحب اپنی کتاب نشر الطیب ص 6، اسماعیل دہلوی ایک روزہ (طبع ملتان) ص 11، رشید احمد گنگوہی دیوبندی، فتاوی رشیدیہ ص 157، یہ تمام علماء اس حدیث کو تسلیم کر چکے ہیں۔

جھوٹ نمبر 49: علامہ غلام رسول سعیدی دلائل نہیں

وضاحت:

مرزا نے اپنے لیکچرز میں یہ کہا کہ میں علامہ غلام رسول سعیدی کا شاگرد ہوں۔ اس معنی میں کہ میں ان کی کتب کو پڑھتا ہوں۔ پہلی بات یہ کہ اگر آپ ان کو استاد تسلیم کرتے ہیں تو آپ کو اپنے استاد پر جھوٹ باندھتے تھوڑی سی بھی شرم نہیں آئی کہ تم نے بقول اپنے استاد کو منحوس کہا۔ مرزا کا جھوٹ آپ سنیں، کہتا ہے کہ علامہ غلام رسول سعیدی علیہ الرحمہ نے واقعہ معراج پر صرف گپ شپ لکھی ہے۔ ان کے دلائل اشعار ہیں۔ اور یہ منحوس ہیں نعوذ باللہ من ذالک

دوستو! آپ غلام رسول سعیدی علیہ الرحمہ کی کتاب شرح صحیح مسلم جلد اول صفحہ نمبر 671 سے 781 تک اٹھا کر دیکھیں کہ کیسی بہترین شرح کی ہے واقعہ معراج کی، قرآن وحدیث کی روشنی میں۔ کہیں ایک دو جگہ موقع مناسب پر ایک دو اشعار لکھے تو مرزا صاحب کو دو اشعار نظر آ گئے لیکن قرآن وحدیث سے مزین واقعہ معراج اس کو نظر نہیں آیا۔ اللہ کریم مرزا کو ہدایت عطا فرمائے۔

دوسری بات یہ کہ اگر کسی کی کتاب پڑھنے سے بندہ اس کا شاگرد ہو جاتا

ہے تو پھر مرزا صاحب! غلام احمد قادیانی کے بھی شاگرد ہیں۔ ان کے بقول انہوں نے ان کی بھی کتب پڑھی ہیں۔ اسی طرح اس نے تو بڑے بڑے شیطانوں کی کتابیں پڑھی ہیں تو پھر مرزا صاحب واقعی کسی بہت بڑے انسان نما شیطان کے شاگرد ہیں اور اسی شیطان کی پوری شاگردی نبھا رہے ہیں۔

51 تا 65 تک اس میں نماز جنازہ کے متعلق 6 جھوٹ ہیں

انجینئر مرزا کہتے ہیں کہ اگلے دن میرے ایک دوست آئے مجھ سے ملنے، اس نے بتایا کہ میں اپنے علاقے میں گیا تو انہوں نے ایک مہینہ پہلے ہی کراچی کے ایک مناظر مفتی کو کہا کہ آپ کو مناظرہ کرنا ہے اور مناظرہ ہوگا ایک ٹیچر سے۔ ان کا مناظرہ ہونا تھا کراچی کی ایک مفتی سے جس نے 25 سال بخاری پڑھائی، جب بات شروع ہوئی تو اس نے مفتی سے کہا کہ آپ جنازے میں سورہ فاتحہ کیوں نہیں پڑھتے تو مفتی نے کہا کہ جنازہ میں سورہ فاتحہ نہیں ہے۔ ٹیچر نے کہا کہ بخاری و مسلم میں ہے کہ جو سورہ فاتحہ نہیں پڑھتا، اس کی نماز ہی نہیں ہے اور جنازہ بھی ایک نماز ہے۔ مفتی نے کہا کہ جی نماز جنازہ میں سورہ فاتحہ نہیں۔ ٹیچر نے کہا جی بخاری میں ہے کہ جنازے

میں سورہ فاتحہ پڑھی جائے۔ مفتی نے کہا کہ میں 25 سال سے بخاری پڑھا رہا ہوں، بخاری میں نہیں ہے۔ اس ٹیچر نے بخاری منگوائی اور اس کو دکھایا کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور اونچی آواز میں سورہ فاتحہ پڑھی اور فرمایا کہ میں نے اونچی آواز سے اس لئے پڑھی تا کہ تمہیں بتاؤں کہ یہ نبی علیہ السلام کی سنت ہے (بخاری 1335)

اس کے بعد مرزا نے اپنی جہالت کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ ترک رفع یدین پر ان کے پاس پھر بھی کچھ ضعیف حدیثیں ہیں، اس پر تو ان کے پلے کچھ بھی نہیں۔ آئندہ رفع یدین پر مسئلہ نہ شروع کریں، جنازہ میں سورہ فاتحہ پر مسئلہ شروع کریں۔

مرزا صاحب کہتے ہیں کہ پھر پنڈی کے ایک بہت بڑے مفتی سے اسی میرے دوست کی گفتگو ہوئی۔ میرے دوست نے کہا کہ جنازہ میں آپ سورہ فاتحہ پڑھنے کو سنت نہیں مانتے۔ مفتی نے سوچا کہ اب بات خراب ہوجائے گی تو کہنے لگا کہ ہم تو سنت مانتے ہیں۔ میرے دوست نے کہا کہ فقہ حنفی میں تو لکھا ہے کہ نہیں پڑھنی، مفتی نے کہا کہ میں اس کا ذمہ دار نہیں۔

اس میں مرزا نے چھ جھوٹ بولے۔

جھوٹ نمبر ایک: ایک مہینہ کسی مفتی اور مناظر کو ٹائم دیا جائے کہ آپ کا مناظرہ ہونا ہے نماز جنازہ میں سورہ فاتحہ پر، اسے یہ پتہ نہ ہو کہ یہ روایت

بخاری میں ہے۔ یہ ایک صریح جھوٹ ہے۔

جھوٹ نمبر 2: اگر اس نے 25 سال بخاری پڑھائی ہے، اسے پتہ نہیں کہ یہ روایت بخاری میں ہے لیکن مرزا صاحب کے دوست اور ایک عام سے ٹیچر کو پتہ ہے کہ روایت بخاری میں ہے۔ آپ اس پر جھوٹ پر اعتبار کر سکتے ہیں؟ مان لیں آپ ایک کتاب کو 25 سالوں سے پڑھائیں، کیا خیال ہے آپ کا۔ آپ کو اس کتاب کی ہر لائن کا پتہ ہوگا کہ نہیں، بتائیں۔ پھر آپ کی گفتگو اس بندے سے کرائی جائے جس نے اس کتاب کو کبھی پڑھا ہی نہیں لیکن نتیجہ یہ نکلے گا کہ آپ جو 25 سال سے اس کتاب کو پڑھا رہے تھے، ہار جائیں اور ایک عام آدمی جس نے اس کتاب کو کبھی مکمل پڑھا ہی نہیں، وہ جیت جائے! کیا آپ اس جھوٹی کہانی کو مانیں گے۔

جھوٹ نمبر 3: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ پر جھوٹ بولا کہ انہوں نے فرمایا کہ سورہ فاتحہ اونچی آواز سے اس لئے پڑھی تا کہ تمہیں تعلیم دوں کہ یہ نبی علیہ السلام کی سنت ہے (بخاری 1335)

اس نے یہاں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ پر جھوٹ بولا کہ یہ نبی علیہ السلام کی سنت ہے، لیکن حدیث میں صرف یہ ہے کہ سنت ہے، نبی علیہ السلام کا لفظ ہی نہیں۔ مرزا نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما پر جھوٹ باندھا۔

دوستو! آپ جب بھی مرزا کی بات سنیں اسے ضرور یاد رکھا کریں۔
اس کی وجہ یہ ہے کہ جب یہ بات کرتا ہے تو عموماً کچھ عرصے کے بعد اس کے
الٹ کرتا ہے۔ سنت کا معنی مرزا اپنی دوسری ویڈیو (سنت چھوڑنے پر لعنت)
میں خود کر چکے ہیں کہ سنت طریقے کو کہتے ہیں۔ لازمی نہیں کہ ہر سنت کو آپ
نبی علیہ السلام کا طریقہ ہی سمجھیں۔ تو عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بتا رہے
ہیں کہ یہ بھی نماز جنازہ کا طریقہ ہے۔ اگر یہ سنت ہے نبی علیہ السلام کی تو
آگے جو ہم آپ کو صحابہ کے حوالے دیں گے، کہ انہوں نے سورہ فاتحہ پڑھی
نہیں، بلکہ وہ نماز جنازہ میں قرأت قرآن کے قائل ہی نہ تھے۔ تو آپ ان
پر یہ فتویٰ لگا رہے ہیں کہ وہ نبی علیہ السلام کی سنت کے تارک تھے۔ نعوذ باللہ
جھوٹ نمبر 4: ان کے پاس ترک رفع یدین پر تو چلو ضعیف حدیثیں
ہیں۔ یہ بھی اس کا جھوٹ ہے، جھوٹوں پر اللہ کی لعنت۔ ترک رفع یدین پر کئی
صحیح احادیث موجود ہیں۔ ان میں سے پانچ کے حوالے آپ کو دیتا ہوں،
آپ خود اس جھوٹے مکار کی مکاریاں جان جائیں گے۔
مسلم شریف میں حدیث نمبر 430 اور دوسرا اس کا نمبر ہے 968،
حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ علیہ السلام باہر سے
تشریف لائے، ہم نماز میں رفع یدین کر رہے تھے تو آپ علیہ السلام نے
فرمایا: کیا وجہ ہے کہ میں تمہیں نماز میں اس طرح ہاتھ اٹھاتے دیکھ رہا ہوں

(یعنی رفع یدین کرتے دیکھ رہا ہوں) جیسے وہ بدکتے ہوئے سرکش گھوڑوں کی دمیں ہوں؟ نماز میں پرسکون رہو (رفع الیدین مت کرو) اس حدیث میں آپ علیہ السلام نے واضح انداز میں رفع یدین کو منع کر دیا اور کوئی یہ بھی نہیں کہہ سکتا کہ یہ حدیث ضعیف ہے۔ اب بہانہ بناتے ہیں کہ جی یہ سلام کے متعلق ہے۔ صحابہ سلام کے وقت ہاتھ سے اشارہ کرتے تھے، جی نہیں سلام والی روایت اس سے آگے ہے۔ اس حدیث میں ہے کہ ہم نماز میں حضور علیہ ﷺ کے پیچھے تھے اور اس میں ہے کہ ہم نماز پڑھ رہے تھے۔ حضور علیہ ﷺ باہر سے تشریف لائے، رفع یدین سے منع کیا۔ ان دونوں حدیثوں میں واقعہ الگ ہے، اور حدیث بھی الگ ہے اور ان دونوں روایات کے اکثر راوی بھی مختلف ہیں، اس حدیث میں سلام کا لفظ ہی نہیں۔ اس سے اگلی روایت سے متعلق حدیث ہے۔ دوسرا بہانہ کہ جی اس کا باب ہی سلام کے وقت اشارہ کرنے سے منع کا ہے۔ جی نہیں جناب اس کا باب ہے: باب الامر بالسکون فی الصلوٰۃ کہ نماز سکون سے پڑھنا اور اس حدیث کی مزید وضاحت نسائی شریف کی حدیث نمبر 1185 میں ہے کہ جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ علیہ ﷺ باہر سے تشریف لائے اور ہم نماز میں رفع یدین کر رہے تھے تو آپ علیہ السلام نے فرمایا: انہیں کیا ہوا ہے کہ نماز میں ہاتھ اٹھا رہے ہیں گویا کہ وہ سرکش گھوڑوں کی دمیں ہیں؟ نماز میں سکون

اختیار کرو۔

اس میں ایک اور جھوٹ بولتے ہیں کہ اس میں تو پہلے رفع یدین کو بھی منع ہوگا؟ جی نہیں! آپ حدیث پر غور کریں! حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نماز میں تھے، یعنی پہلا رفع یدین کر چکے تھے۔ اس کے بعد دوسرے رفع یدین کر رہے تھے تو نبی علیہ السلام نے ان رفع یدین سے منع کیا۔ اسلام 360 ایپ میں اس حدیث کا ترجمہ کرتے ہوئے تحریف کی ہے اور حدیث کا معنی ہی بدل دیا ہے۔ بریکٹ میں ترجمہ کرکے لکھا کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے تو ہم نماز (کے اختتام پر سلام) میں ہاتھ اٹھا رہے تھے۔ دوستو! دیکھا کس طرح انہوں نے نبی علیہ السلام کی حدیث میں تحریف کی ہے۔ بریکٹ میں: کے اختتام پر سلام: یہ الفاظ حدیث میں ہے ہی نہیں۔ انہوں نے نبی علیہ السلام کی حدیث کو بدلنے کی کوشش کی ہے۔ آپ اس حدیث کو عربی میں پڑھیں، اس میں نہ اختتام کا لفظ ہے اور نہ ہی سلام کا لفظ ہے۔ اختتام اور سلام کا اضافہ کرکے لوگوں کو دھوکہ دیا اور نبی علیہ السلام کی حدیث کو بدلنا چاہا۔ بڑی مکاری اور چالاکی سے حدیث میں تحریف کر گئے۔ اس سے دھوکہ دینے کی کوشش کی کہ یہ حدیث بھی سلام کے وقت رفع یدین پر ہے۔ لیکن اس حدیث میں سلام کا لفظ ہی نہیں۔ اور اسی طرح مرزا جہلمی کرتا ہے، بیچارے کو عربی بالکل نہیں آتی اور ان ہی غلط

ترجموں پر اعتبار کر کے خود بھی گمراہ ہوا اور دوسروں کو بھی گمراہ کرنے کی کوشش میں لگا ہوا ہے۔ اس حدیث میں نبی علیہ السلام نے واضح طور پر نماز میں رفع یدین سے منع کیا ہے۔

ان دونوں صحیح روایات سے صریح الفاظ میں آپ علیہ السلام نے رفع یدین سے منع فرمادیا۔ لیکن آپ نے دیکھا کہ مرزا نے کس طرح جھوٹ بولا کہ ان کے پاس تو ضعیف حدیثیں ہیں۔ اسی طرح جامع ترمذی میں صحیح روایت 257 ہے جس میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: کیا میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کی طرح نماز نہ پڑھاؤں؟ تو انہوں نے نماز پڑھائی اور صرف پہلی بار آپ نے دونوں ہاتھ اٹھائے۔ امام ترمذی فرماتے ہیں: ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن ہے اور اس باب میں براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث آئی ہے۔ صحابہ کرام اور تابعین میں سے بہت سے اہل علم یہی کہتے ہیں (رفع یدین منسوخ ہے) اور یہ سفیان ثوری اور اہل کوفہ کا بھی قول ہے۔ اس حدیث کو شیخ البانی اور اہل حدیث کے اکثر علماء صحیح مانتے ہیں۔ مرزا صاحب یہاں ایک چالاکی کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ترمذی میں روایت نمبر 256 میں امام ترمذی علیہ الرحمہ نے امام عبداللہ بن مبارک علیہ الرحمہ کا قول نقل کیا ہے کہ وہ (عبداللہ بن مبارک) فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن مسعود والی روایت ثابت نہیں۔

مرزا صاحب سے ایک معصومانہ سوال ہے کہ امام ترمذی نے لکھا ہے کہ عبداللہ بن مبارک کہتے ہیں کہ یہ روایت ثابت نہیں تو مرزا صاحب سے گزارش ہے کہ جس کو امام ترمذی کے حوالے سے آپ غیر ثابت مان رہے ہیں اس سے اگلی روایت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ہے (جس میں ترک رفع یدین کی دلیل ہے) اس کو امام ترمذی حسن کہتے ہیں۔ یہ کیسے ہوگا کہ ایک ہی روایت امام ترمذی عبداللہ بن مبارک کے قول سے کہیں کہ وہ روایت ثابت نہیں اور اسی اصل روایت کو جب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ یہ حسن ہے اور آپ کے آئن اسٹائن بابا جی البانی بھی کہتے ہیں کہ یہ صحیح ہے۔ اب آپ اپنے بابا کا انکار کریں کہ وہ آئن اسٹائن نہیں رہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جس روایت کو امام عبداللہ بن مبارک کہتے ہیں کہ یہ ثابت نہیں تو کوئی اور سند سے ہے اور جس کو امام ترمذی نے حسن کہا کہ اس کی سند کوئی اور ہے ورنہ ایک ہی روایت کو کیسے غیر ثابت بھی کہیں اور اسے امام ترمذی حسن بھی کہیں۔

دوستو! دوسری طرف یہ ہی مرزا جس نے اپنے ریسرچ پیپر میں ضعیف روایات کو البانی کی تحقیق پر اعتبار کرتے ہوئے صحیح مان لیا۔ تو یہاں مرزا کو کیا موت پڑتی ہے کہ اس روایت کو البانی کی تحقیق کے باوجود صحیح نہیں مان رہا۔ اصل بات یہ ہے کہ اس نے صرف شر پھیلانا ہے اور اس نے اس کا برملا

اظہار کیا ہے کہ اگر یہ ہی صوفیاء شام اور قطر میں ہوتے جہاں لوگ رفع یدین کرتے ہیں تو ہم ان صوفیاء کے خلاف کوئی اور چیز نکال کر ان کے خلاف بولتے۔ مطلب نکلا کہ مرزا صاحب کو دین کی اشاعت کی فکر نہیں یہ صرف شر پھیلانا چاہتا ہے۔ ایک اور بات اپنی ویڈیوز میں کہتا ہے کہ ترمذی کی اسی روایت کو امام ابوداؤد نے ضعیف کہا ہے۔ حالانکہ امام ابوداؤد کی کتاب سنن ابی داؤد کے مختلف نسخے دنیا میں موجود ہیں ان میں سے کچھ آپ نے ابتدائی دور میں لکھے تھے اور کچھ آپ نے آخری عمر میں، جو نسخہ آپ نے آخری عمر میں لکھوایا، وہ مدارس میں پڑھایا جاتا ہے۔ اس میں امام ابوداؤد کے یہ الفاظ موجود نہیں کہ یہ حدیث ضعیف ہے۔ بلکہ اس نسخے میں ہیں جو ابتدائی دور میں آپ نے لکھوایا۔ اسی طرح محدثین اپنی رائے سے رجوع کرتے تھے۔ جب انہوں نے کسی حدیث کو ضعیف کہا بعد میں معلوم ہوا کہ وہ حدیث ضعیف نہیں تو بعد میں احادیث لکھواتے ہوئے وہ الفاظ حذف کروا دیتے تھے اور ایسے ہی امام ابوداؤد نے کیا، بعد والے نسخے میں آپ نے وہ الفاظ حذف کروا لئے اور آپ نے اپنے عمل سے بتایا کہ جو میں نے اس حدیث کے بارے میں کہا کہ میں اس سے رجوع کرتا ہوں۔ لیکن وہابیوں نے شرارت کرتے ہوئے اس نسخہ کو مشہور کیا جو آپ نے ابتدائی دور میں لکھوایا تھا۔ حالانکہ ان اماموں کے آخری زمانے میں لکھوائے ہوئے نسخے پر عمل کیا

جاتا ہے نہ کہ ابتدائی دور والے۔ مدارس میں آخری زمانہ والے نسخہ کو پڑھایا جاتا ہے، جس میں ضعیف والے الفاظ ہی نہیں۔ آپ دیکھ سکتے ہیں (مکتبہ رحمانیہ، جلد 1، صفحہ 118، حدیث 748)

کمال کی بات یہ ہے کہ جس روایت (سنن ابی داؤد 748) کو امام ابو داؤد نے ابتدائی نسخے میں کہا کہ: یہ ایک طویل حدیث سے ماخوذ ایک مختصر ٹکڑا ہے، اور یہ حدیث اس لفظ کے ساتھ صحیح نہیں۔ اسی حدیث کو البانی کہتا ہے کہ صحیح حدیث ہے۔ مرزا صاحب کہتے ہیں کہ جو لوگ البانی کے علم پر یقین رکھتے ہیں، ہم ان سے علم نہیں کھینچنا چاہتے اور ان روایات کو ہم صحیح مانتے ہیں جن کو البانی صحیح کہے، تو آپ اس روایت کو صحیح ماننے کو کیوں تیار نہیں۔ صرف احناف سے بغض اور حسد کی وجہ سے اور کچھ نہیں، جس شخص کی تبلیغ بغض اور حسد سے بھری ہوئی ہو، اس نے مسلمانوں کو کیا دینا ہے؟ صرف فساد اور شرارت اور کچھ بھی نہیں۔

مسند حمیدی میں صحیح روایت 626 ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: میں نے نبی علیہ السلام کو دیکھا کہ آپ نے پہلی بار ہاتھ اٹھائے۔ اس کے بعد نہ رکوع کو جاتے ہوئے اور نہ رکوع سے اٹھتے ہوئے اور نہ ہی دو سجدوں میں ہاتھ اٹھائے ہوں یعنی رفع یدین کیا ہو۔ اس صحیح روایت میں موجود ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ علیہ

السلام رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ مصنف ابن ابی شیبہ میں صحیح روایت 2452 ہے کہ مجاہد تابعی جو کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے کبھی بھی نہیں دیکھا کہ عبداللہ بن عمر نے نماز میں رفع یدین کیا ہو سوائے تکبیر تحریمہ کے۔ یہ پانچ صحیح روایات آپ کے سامنے ہیں اور مرزا نے کتنی بے شرمی سے دعویٰ کیا کہ ان کے پاس ضعیف احادیث ہیں۔ جھوٹوں پر اللہ کی کروڑہا لعنتیں۔

جھوٹ نمبر 5: ان کے پاس ترک رفع یدین پر تو چلو ضعیف حدیثیں ہیں لیکن نماز جنازہ میں سورہ فاتحہ نہ پڑھنے پر ان کے پلے کچھ بھی نہیں۔ آئندہ رفع یدین پر مسئلہ نہیں شروع کرنا بلکہ نماز میں سورہ فاتحہ کا مسئلہ شروع کرنا ہے۔

مرزا صاحب آپ نے اتنا بڑا دعویٰ کیا ہے کہ نماز جنازہ میں سورہ فاتحہ نہ پڑھنے پر ان کے پلے کچھ بھی نہیں یعنی صحیح حدیث تو دور کی بات ان کے پاس ضعیف حدیث بھی نہیں۔ تو مرزا صاحب آپ کا چیلنج قبول ہے، آپ ہمارے ساتھ مناظرہ کریں، جب آپ کو اتنا یقین ہے کہ ان کے پلے کچھ بھی نہیں تو مناظرہ ضرور کریں۔ لازماً آپ کے بقول جیت آپ کی ہوگی۔ اگر واقعی ہمارے پلے کچھ بھی نہیں تو آپ مناظرہ کریں۔ میں آپ کے خلاف ویڈیو بنانا چھوڑ دوں گا۔ آپ جو آئے دن ذلیل وخوار ہوتے ہیں،

آپ کے جھوٹے لوگ دیکھ کر آپ پر لعنتیں بھیجتے ہیں تو آسان حل یہ ہے ایک بار مناظرہ کریں، کیونکہ ہمارے پلے کچھ نہیں، ظاہر ہے آپ جیت جائیں گے تو کریں مناظرہ، میں ویڈیو بنانا چھوڑ دوں گا۔

دوستو! اس نے جو کہا آپ نے سن لیا اور اب پڑھ بھی لیا کہ ان کے پلے کچھ بھی نہیں یعنی صحیح حدیث تو کیا ان کے پاس ضعیف روایت بھی نہیں، اب میں آپ کو پانچ روایات دکھاتا ہوں اور کچھ ایسی روایات ہیں جو حدیث کی سب سے زیادہ معتبر روایت اور ایسی سند کہ مرزا کی ساری زندگی گزر جائے اس کو ضعیف نہیں کر سکتا۔

دلیل نمبر 1: موطا امام مالک میں روایت نمبر 777

امام مالک نافع سے روایت کرتے ہیں اور نافع کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نماز جنازہ میں قرأت قرآن نہیں کرتے تھے۔ یعنی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نماز جنازہ میں قرآن پاک کی کوئی سورہ تلاوت نہیں کرتے تھے۔

دوستو! اس سند کو گولڈن چین کہتے ہیں۔ اس میں امام مالک، نافع سے روایت کرتے ہیں اور نافع ڈائریکٹ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا عمل بتا رہے ہیں۔ اصول حدیث کی کتب میں ایک بحث یہ بھی ہے کہ سب سے زیادہ صحیح ترین حدیث کون سی ہے، کس حدیث کی صحیح ترین سند ہے۔ اس

میں سے ایک رائے یہ بھی ہے کہ صحیح ترین حدیث وہ ہے جس کی سند میں امام مالک علیہ الرحمہ حضرت نافع علیہ الرحمہ سے روایت کریں اور نافع، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کریں تو اس روایت پر آپ غور کریں کہ اس میں وہ ساری خصوصیات ہیں، مالک، نافع، عبداللہ بن عمر، اس لئے اس روایت کا درجہ بہت اعلیٰ ہے اس کو کوئی ضعیف نہیں کہہ سکتا بلکہ یہ روایت صحیح ترین درجہ پر ہے الحمدللہ...... جس میں یہ واضح ہے کہ امام العاشقین حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نماز جنازہ میں قرأت نہیں کرتے تھے۔

مرزا صاحب اب کس منہ سے بات کریں گے کہ ان کے پلے کچھ بھی نہیں۔

پہلی بات اگر نماز جنازہ میں سورہ فاتحہ سنت ہے تو اس کا مطلب حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جو پیارے نبی کی ہر سنت سے محبت کرنے والے مشہور صحابی ہیں۔ انہوں نے اس سنت کو چھوڑ دیا، یا اس کے خلاف عمل کیا؟ کیا آپ ایسا سوچ بھی سکتے ہیں کہ جو نبی علیہ السلام کی ہر سنت پر عمل کرے اور وہ جو نبی علیہ السلام کی اداؤں کو ڈھونڈتا پھرے، نماز جنازہ میں سورہ فاتحہ سنت ہو اور وہ نہ پڑھے۔ کیا ایسا ہو سکتا ہے؟ اگر آپ اس کو سنت مانتے ہیں تو اس کا مطلب کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو آپ سنت رسول کا تارک سمجھتے ہیں۔ نعوذ باللہ

دوسری بات! آپ نے اوپر دیکھا کہ مرزا صاحب یہ فرما رہے ہیں کہ

ٹیچر نے کہا کہ جناب مفتی صاحب! بخاری و مسلم میں ہے کہ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوتی تو نماز جنازہ بھی نماز ہے اس میں بھی سورہ فاتحہ پڑھی جائے گی اور اس واقعہ کو بیان کر کے مرزا صاحب اس ٹیچر کی تائید بھی کر رہے ہیں۔
ہمارا مرزا صاحب سے معصومانہ سوال ہے کہ آپ کہہ رہے ہیں کہ بخاری و مسلم میں ہے کہ سورہ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہے۔ یعنی کہ اگر سورہ فاتحہ نہ پڑھی تو نماز نہیں ہوگی۔ اس کا مطلب ہے کہ سورہ فاتحہ پڑھنا فرض ہے اس کے بغیر نماز نہیں ہوگی۔ ہمارا سوال یہ ہے کہ آپ جو حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ والی روایت پیش کرتے ہیں۔ اس میں تو آپ فرماتے ہیں کہ یہ سنت ہے۔ کیا آپ کو سنت اور فرض کا فرق معلوم نہیں۔ اگر سورہ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں تو فرض ہونہ کہ سنت۔ نماز میں اگر فرض رہ جائے تو نماز ہی نہیں ہوتی لیکن اگر سنت رہ جائے تو نماز ہو جاتی ہے۔ شاید یہ بات آپ کو معلوم ہو۔ اب آپ ہی بتائیں کہ صحابی تو اسے سنت کہہ رہا ہے، مطلب ایک طریقہ، لیکن آپ اسے سنت رسول مانتے ہیں اور دوسری طرف آپ اسے فرض بھی کہہ رہے ہیں اور صحابی اسے سنت کہہ رہا ہے، کچھ شرم ہوتی ہے، کچھ حیا بھی ہوتی ہے مرزا صاحب...... چلو ایک منٹ کے لئے اگر آپ کی یہ بات مان بھی لی کہ یہ سنت رسول ہے، سوال یہ ہے، آپ علیہ السلام نے جو نماز جنازہ پڑھائی ہے۔

بخاری مسلم میں روایات ہیں۔ان میں تو آپ علیہ السلام نے صرف چار تکبیریں کہی ہیں (بخاری 1333) اور سورہ فاتحہ نہیں پڑھی، کیا وہ آپ علیہ السلام کی نمازیں بغیر سورہ فاتحہ کے ہوگئی کہ نہیں۔بس اس سوال کا جواب چاہیے۔آپ کے فتوے سے تو نبی علیہ السلام کی بھی نماز نہیں ہوئی۔الامان والحفیظ۔

دوستو! جو نبی علیہ السلام کی نماز نامکمل کرنے کا فتویٰ دے، وہ جہالت میں ہے، آپ خود اندازہ لگائیں۔

دلیل نمبر 2: موطا امام مالک میں حدیث نمبر 775، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ آپ نماز جنازہ کیسے پڑھاتے ہیں تو آپ نے فرمایا: جب جنازہ رکھا جاتا ہے تو میں پہلے تکبیر پڑھ کر اللہ کی حمد کرتا ہوں، پھر نبی علیہ السلام پر درود پڑھتا ہوں اور پھر میت کے لئے دعا کرتا ہوں۔

دوستو! آپ نے دیکھا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جو نماز جنازہ کا طریقہ سکھا رہے ہیں۔اس میں سورہ فاتحہ کا ذکر ہی نہیں۔اگر سورہ فاتحہ کے بغیر نماز جنازہ نامکمل ہے تو اب آپ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں کیا کہیں گے؟ جو نبی علیہ السلام کے تعلیم یافتہ ہیں۔کیا وہ نبی علیہ السلام کی سنت کے تارک ہوں گے؟ اور مرزا کے فتوے کے مطابق انہوں نے جتنی نماز جنازہ پڑھائی، وہ نامکمل ہیں بلکہ نہیں ہوئیں۔کیونکہ انہوں نے

نماز جنازہ میں صرف اللہ کی حمد کی، نبی علیہ السلام پر درود پڑھا اور میت کے لئے دعا کی، فاتحہ نہیں پڑھی۔

دلیل نمبر 3: مصنف ابن ابی شیبہ روایت 11376 میں علاء بن میتب اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ جب نماز جنازہ پڑھاتے تو اللہ کی حمد سے ابتدا کرتے پھر نبی علیہ السلام پر درود بھیجتے، پھر میت کے لئے دعا کرتے۔

دوستو! حضرت علی رضی اللہ عنہ کا عمل بتا رہا ہے کہ نماز جنازہ میں سورہ فاتحہ پڑھنا فرض نہیں، اگر فرض یا سنت ہوتا تو آپ رضی اللہ عنہ ضرور پڑھتے اور جو لوگ ہم پر فتویٰ لگاتے ہیں کہ سورہ فاتحہ کے بغیر جنازہ نہیں ہوگا۔ وہ ذرا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف بھی اس فتوے کو موڑیں کہ جتنے جنازے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پڑھائے، وہ نہیں ہوئیں۔ پتہ چلے کہ ان کا ایمان رہا یا یہ بے ایمان ہو گئے۔

دلیل نمبر 4: مصنف ابن ابی شیبہ روایت 11407 حضرت فضالہ بن عبید اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ نماز جنازہ میں قرأت قرآن کرنی چاہئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جنازہ میں قرأت قرآن نہیں کرنی چاہئے۔

اس دلیل میں تو کوئی ابہام ہی نہیں رہا، جب صحابی رسول سے پوچھا گیا کہ نماز جنازہ میں قرأت قرآن کرنا ہے کہ نہیں؟ تو اس صحابی نے واضح

الفاظ میں کہا: نہیں کرنی قرآن کی قرأت نماز جنازہ میں۔ اب مرزا صاحب اور اس کے چیلے لگائیں فتوی صحابی پر۔

دلیل نمبر 5: مجمع الزوائد میں صحیح روایت 4153: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہمارے لئے نماز جنازہ میں کوئی قرأت یا کوئی دعا مخصوص نہیں کی گئی، جب امام تکبیر کہے تم بھی تکبیر کہو اور عمدہ گفتگو کثرت کے ساتھ کرو (یعنی حمد وثناء کے عمدہ الفاظ، درود پاک اور میت کے لئے اچھے الفاظ میں دعا) اس صحیح روایت میں واضح ہے کہ نماز جنازہ میں صرف تکبیریں فرض ہیں، باقی کوئی مخصوص قرأت یا کوئی دعا مقرر نہیں۔ آپ جو بھی الفاظ کہیں، بہترین ہیں۔ اسی لئے ثناء میں وجل ثنائک کے الفاظ پڑھے جاتے ہیں کہ اللہ کریم کی جتنی ہو سکے، اچھی ثناء بیان کی جائے۔ اس پر مرزا نے جو گندی زبان استعمال کی ہے، اس کی سزا تو خدا ہی اسے دے۔ اس نے کہا کہ حنفیوں نے ثناء میں ایک پچ ڈالی ہوئی ہے، وجل ثنائک کی (نعوذ باللہ) اتنی بے ہودہ بات، اللہ کی ثناء کے متعلق ایسی بات کرتے اس کا منہ کیوں نہیں جل جاتا۔

محدث ابوبکر بن ابی شیبہ علیہ الرحمہ جو امام بخاری و مسلم کے استاد ہیں، ان کی کتاب: مصنف ابن ابی شیبہ میں انہوں نے ایک باب باندھا ہے کہ نماز جنازہ میں کوئی دعا مخصوص نہیں، جو بھی آپ دعا یا حمد کریں، بس اس کے

الفاظ بہتر سے بہترین ہیں۔ اس میں انہوں نے بہت سے صحابہ کرام اور تابعین کے اقوال نقل کیے ہیں جن میں سے کچھ حوالے ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور نہ ابو بکر نے اور نہ ہی عمر رضی اللہ عنہما نے نماز جنازہ میں کوئی چیز مقرر کی ہے (مصنف ابن ابی شیبہ، 11367، مکتبہ شاملہ)

عمر بن شعیب اپنے والد اور دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی علیہ السلام کے 30 صحابہ کرام میں سے کسی نے بھی نماز جنازہ میں کوئی چیز مخصوص نہیں کی (مصنف ابن ابی شیبہ، 11368، مکتبہ شاملہ)

ابراہیم نخعی تابعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ نماز جنازہ میں کوئی دعا مقرر نہیں، جو چاہیں پڑھ سکتے ہیں (مصنف ابن ابی شیبہ، 11369، مکتبہ شاملہ)

سعید بن مسیب جلیل القدر تابعی اور شعبی رحمہم اللہ فرماتے ہیں: نماز جنازہ میں کوئی دعا مقرر نہیں (مصنف ابن ابی شیبہ، 11370، مکتبہ شاملہ)

موسیٰ جہنی کہتے ہیں کہ میں نے حکم، شعبی، عطا اور مجاہد سے سوال کیا کہ نماز جنازہ میں کوئی چیز مقرر ہے، ان سب نے فرمایا کہ تم سفارش کرنے والے ہو، بس اچھے الفاظ میں سفارش کرو جو تم جانتے ہو (مصنف ابن ابی شیبہ، 11373، مکتبہ شاملہ)

ان تمام روایات سے معلوم ہوا کہ نماز جنازہ میں کوئی دعا، ثنا، حمد مقرر و مخصوص نہیں، بس اتنا ہے کہ بہتر سے بہترین الفاظ ہوں۔ انہیں روایات پر عمل کرتے ہوئے ثناء میں وجل ثنائک کا اضافہ کیا جاتا ہے تا کہ جتنا ہو سکے، اللہ کریم کی ثناء میں مزید الفاظ شامل ہوں جو اس کی شان کے لائق ہوں۔

حمد کے ساتھ وجل ثنائک کے الفاظ مختلف کتب حدیث میں ملتے ہیں جیسے مسند فردوس دیلمی 1/214، مکتبہ وقفیہ، حدیث 819، جامع ترمذی 3523، الدعا للطبرانی 1085، المعجم الکبیر للطبرانی 3839، الدعا للفضی 126، مجمع الزوائد 10/146، مصنف ابن ابی شیبہ 29176، 29177، مکتبہ شاملہ۔ معلوم ہوا کہ وجل ثنائک کے الفاظ مختلف دعاؤں میں ثناء کے متعلق استعمال ہوئے ہیں۔

مرزا جہلمی نے جس طرح اللہ کریم کی ثناء کے الفاظ کی بے حرمتی کی اور اپنی جہالت کا اظہار کیا، اس سے معلوم ہوا کہ یہ شخص جاہل اور بد اخلاق ہے۔ ایسے شخص کی کسی بات پر اعتبار کرنا اور اس کی تعلیم کو صحیح ماننا، دنیا و آخرت کی بربادی کا سبب بن سکتا ہے۔

مرزا جہلمی اور اہل حدیث علماء اس بارے میں بہت غلط الفاظ استعمال کرتے ہیں، کہ انہوں نے دین میں الگ سے طریقہ نکال لیا ہے اور بہت سی باتیں جو اخلاق سے گری ہیں، کرتے ہیں۔ ہمارے نزدیک ثناء، درود، دعا

وغیرہ فرائض جنازہ میں شامل نہیں۔ اگر کوئی ان سے مختلف دعا یا ثناء پڑھے تو بھی کوئی حرج نہیں۔ ان سے ایک ہی سوال ہے کہ آپ نماز جنازہ میں جو ثناء پڑھتے ہیں، ثابت کریں کہ نبی علیہ السلام نے نماز جنازہ میں یہ ثناء پڑھی ہے، یا کسی صحابی سے ثابت کریں کہ اس نے نماز جنازہ میں نماز والی ثناء پڑھی ہے۔ اگر آپ ثابت نہیں کر سکتے؟ تو جو آپ ہمارے بارے میں زبان استعمال کرتے ہیں۔ ایک بار وہ گالیاں خود کو بھی دینا۔ کیونکہ تمہارے پاس تو دلیل ہی نہیں، نماز جنازہ میں ثناء کی۔

دوستو! دلائل آپ کے سامنے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کوئی قرأت مخصوص نہیں کی گئی اور نہ ہی کوئی دعا مقرر ہے، بس جو بھی پڑھیں الفاظ بہتر ہوں۔ اگر جنازہ میں سورہ فاتحہ فرض ہوتی تو ایسی بات پیارے نبی ﷺ کے پیارے صحابی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نہ کرتے۔ بلکہ وہ کہہ رہے ہیں کہ ہمارے لئے کوئی مخصوص قرأت نہیں کی گئی۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ مخصوص کس نے کرنی تھی؟ لامحالہ نبی علیہ السلام نے، تو ابن مسعود فرمارہے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے نماز جنازہ میں کوئی قرأت مخصوص نہیں کی اور نہ ہی کوئی دعا خاص کر مقرر کی ہے اور اس کی واضح دلیل یہ ہے کہ نبی علیہ السلام نے نماز جنازہ میں مختلف دعائیں کی ہیں اور صحابہ کرام نے اس سے بھی مختلف دعائیں کی ہیں جو آپ علیہ السلام نے کی

تھیں۔

جھوٹ نمبر 6: اسی گفتگو میں مرزا نے چھٹا جھوٹ یہ بولا کہ پھر میرے اسی دوست نے کہا کہ پنڈی کے بہت بڑے مفتی سے ملاقات ہوئی تو اسی مسئلہ پر گفتگو ہوئی کہ آپ سورہ فاتحہ کو جنازہ میں سنت نہیں مانتے تو مفتی صاحب نے دیکھا کہ کام خراب ہو رہا ہے تو کہنے لگے: ہم سنت مانتے ہیں تو ٹیچر صاحب نے کہا کہ آپ کی کتب فقہ میں تو اسے سنت نہیں لکھا ہوا تو مفتی صاحب کہنے لگے: جی نہیں، ہم سنت مانتے ہیں۔

دوستو! بہت بڑا مفتی ہو اور اس کے سامنے ایک عام ٹیچر گفتگو کرے اور اس مفتی کو وہ ٹیچر لاجواب کر دے۔ یہ ایسی کہانی ہے جس پر مرزا صاحب کے اندھے فالوورز ہی یقین کریں گے۔ اتنا بڑا مفتی بھی کہہ رہا ہے اور اسے فقہ حنفی میں کیا لکھا ہے یہ بھی پتہ نہیں۔ گلی کے کسی چیڑ اسی کو پکڑ کر کہیں مفتی کے نام سے تو مشہور نہیں کیا مرزا صاحب! علماء کی دشمنی میں، جو بھی مفتی ہوگا اسے فقہ حنفی کا عالم ہوگا کہ ہماری کتب میں لکھا ہے کہ بطور دعا آپ جنازہ میں سورہ فاتحہ کو پڑھ سکتے ہیں، کیونکہ سورہ فاتحہ دعا بھی ہے اور اگر آپ دعا کی نیت سے اسے پڑھیں تو جائز ہے اور صحابہ کے عمل سے بھی ہم نے ثابت کیا کہ وہ فرماتے ہیں کہ کوئی مخصوص قرأت نہیں، نہ ہی دعا، اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ قرأت نہیں کرتے

تھے اور حضرت فضالہ سے جب قرأت کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: جنازہ میں قرأت نہیں اور یہی حکم فقہائے احناف نے دیا جیسا کہ درمختار جلد 2 ص 213 میں موجود ہے کہ بطور دعا آپ جنازہ میں سورہ فاتحہ کو پڑھ سکتے ہیں، بطور قرأت پڑھنا مکروہ ہے اس لئے کہ ان صحابہ کرام نے بطور قرأت منع کیا ہے۔ جیسا کہ فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ کا فتویٰ ہے۔ رہا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا عمل تو وہ بطور دعا تھا۔ اگر بطور قرأت ہوتا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ ضرور پڑھتے تو ان تمام معلومات کو اکٹھا کر کے احناف کے علماء کوئی مسئلہ بیان کرتے ہیں، مرزا کی طرح نہیں کہ ان کے پلے کچھ نہیں۔ اگر پلے کچھ نہیں تو پھر آجا ایک بار سامنے، ہمارے پلے کچھ نہیں یا تیرے پلے کچھ نہیں رہے گا۔

جھوٹ نمبر 57: مختار ثقفی کے متعلق جھوٹ:

انجینئر مرزا صاحب کہتے ہیں کہ مختار ثقفی کے والد ابوعبیدہ ثقفی صحابی ہیں۔ سوال کرنے والے نے کہا: اچھا ان کے والد صحابی ہیں، کہتا ہے بالکل صحابی ہیں اور ابن کثیر نے اس کی تعریف کی ہے اور کہا کہ قاتلین حسین کا بدلے لے کر اس نے مسلمانوں کے دل ٹھنڈے کئے ہیں۔

امام ذہبی لکھتے ہیں کہ مختار ثقفی کذاب کے والد کا نام ابوعبید ہے (مرزا صاحب کہتے ہیں کہ ان کا نام ابوعبیدہ ہے) اور وہ نبی علیہ السلام کے زمانہ

مبارک میں مسلمان ہوئے لیکن میں نہیں جانتا کہ وہ صحابی بھی تھے (سیر اعلام النبلاء، 4/504، مکتبہ شاملہ)

امام ابن کثیر نے بھی لکھا مختار ثقفی الکذاب (مرزا صاحب کہتے ہیں ابن کثیر نے ان کی تعریف کی ہے، واہ مرزا صاحب واہ! کسی کو کذاب کہنا آپ کے نزدیک تعریف بیان کرنا ہے) بلکہ ابن کثیر نے لکھا کہ جب مختار ثقفی نے نبوت کا دعویٰ کیا اور اس کا زور ٹوٹ گیا تو مسلمان بہت خوش ہوئے۔ ان کے والد کا نام ابو عبید بن مسعود، اور انہوں نے نبی علیہ السلام کے زمانہ اقدس میں اسلام قبول کیا لیکن اکثر علماء کے نزدیک وہ صحابی نہیں تھے (مرزا نے کہا ہاں بالکل وہ صحابی تھے) (البدایہ والنہایہ 8/319، مکتبہ شاملہ)

جھوٹ نمبر 58: امام ابوحنیفہ، امام مالک رحمہم اللہ کے پوتے شاگرد تھے:

مرزا جہلمی نے کہا کہ اگر امام اعظم کہنا ہے تو امام مالک کو کہو کیونکہ وہ فقہ اور حدیث کے امام تھے بلکہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ، امام مالک رحمہ اللہ کے پوتے شاگرد ہیں۔ وہ اس طرح کہ امام محمد رحمہ اللہ حدیثیں روایت کرتے تھے۔ امام مالک سے پھر وہ حدیثیں جمع کرتے تھے جس کو موطا امام محمد کہتے

ہیں جو کہ ان کے نام مشہور کتاب ہے۔ جب امام محمد کوفہ تشریف لائے تو امام ابو حنیفہ نے ان سے کہا کہ وہ حدیثیں مجھے بھی نقل کراؤ جو تم مالک سے نقل کرتے ہو۔ جی اس طرح امام مالک کے پوتے شاگرد ہیں، امام ابو حنیفہ۔

دوستو! بظاہر تو یہ بات عقل میں آتی ہے کہ موطا امام محمد، امام محمد کی کتاب ہے اور وہ نقل بھی امام مالک کی ہے۔ جس انداز سے اس نے بات کی ایک عام سادہ مسلمان اس پر یقین کیے بغیر نہیں رہے گا۔ لیکن رکیے اس میں اس نے جھوٹ بولا...... وہ اس طرح کہ امام محمد رحمہ اللہ 132 ہجری میں پیدا ہوتے ہیں اور چودہ سال کی عمر میں امام ابو حنیفہ علیہ الرحمہ کے پاس آتے ہیں اور جب تک امام ابو حنیفہ زندہ تھے، وہ صرف انہی سے پڑھتے رہے ہیں، اسی دوران کسی اور جگہ علم کے لئے انہوں نے سفر نہیں کیا۔ امام ابو حنیفہ علیہ الرحمہ کا 150 ہجری میں وصال ہو جانے کے بعد آپ امام ابو یوسف علیہ الرحمہ سے سیکھتے ہیں۔ اس کے تقریباً آٹھ سال کے بعد آپ امام مالک کی شاگردی اختیار کرتے ہیں۔ اب آپ مرزا کے جھوٹ سے آگاہ ہوئے کہ امام ابو حنیفہ کی وفات کے کافی عرصے بعد امام محمد، امام مالک کے شاگرد بنتے ہیں اور ان سے حدیثیں نقل کرتے ہیں۔ کس انداز سے جھوٹ بول کر عوام کو گمراہ کیا مرزا نے...... حقیقت حال یہ ہے کہ امام مالک علیہ الرحمہ، امام ابو حنیفہ علیہ الرحمہ کی کتب اور فتوؤں سے استفادہ کرتے رہے ہیں جس کو امام

شافعی نے اپنی کتاب میں نقل کیا ہے اور امام ابن ابی العوام المتوفی 335 اپنی کتاب، فضائل ابی حنیفہ واخبارہ ومناقبہ صفحہ نمبر 235 روایت نمبر 495 لکھتے ہیں کہ امام مالک علیہ الرحمہ بعض اوقات پیچیدہ مسائل کے جوابات، امام ابوحنیفہ علیہ الرحمہ کے فتوے کے مطابق دیا کرتے تھے۔

جھوٹ نمبر 59: فاروق اعظم کہنا یہ مولویوں کی بدعت ہے:

انجینئر مرزا کہتے ہیں کہ صدیق اکبر بھی نبی علیہ السلام ہیں اور فاروق اعظم بھی نبی علیہ السلام ہیں۔ یہ مولویوں نے ٹرم ڈوائز کی ہے۔ حدیث میں صرف صدیق آیا ہے۔ صدیق اکبر یہ بالکل بدعت بنایا ہوا ہے۔ آپ صرف صدیق ہیں، فاروق اعظم نہیں، صرف فاروق ہیں۔ یہ علماء نے بنائے ہوئے ہیں۔ انہوں نے یہ اس لئے بنائے تاکہ اس کے ذریعے ہم کسی اور کو بھی ٹائٹل دے دیں گے۔ وہ ٹائٹل بھی غلط ہے (یعنی علماء نے صدیق اکبر اور فاروق اعظم کے ٹائٹل بنا کر صحابہ کی طرف منسوب کیے تاکہ اس کے بعد امام اعظم کا ٹائٹل بنا سکیں)

مرزا صاحب یہ بتانا چاہتے ہیں کہ جنہوں نے بھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو صدیق اکبر کہا، اس نے بدعت نکالی ہے اور جس نے بھی

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو فاروق اعظم کہا، اس نے بھی بدعت نکالی۔ صدیق اکبر بھی نبی ﷺ ہیں اور فاروق اعظم بھی نبی ﷺ ہیں۔

مرزا صاحب اگر صدیق اکبر کہنا بدعت ہے تو آپ نے بڑے بڑے محدثین کو بدعتی بنا دیا بلکہ آپ نے تو ابا جی زبیر زئی کو بھی بدعتی بنالیا۔ امام ابن بتہ المتوفی 387ھ امام ذہبی نے ان کو قدوۃ الامام کا ٹائٹل دیتے ہیں، انہوں نے اپنی کتاب (الابانہ) صفحہ 82 پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو صدیق اکبر لکھا ہے، اتنے بڑے امام جن کو امام ذہبی قدوۃ الامام کا ٹائٹل دیں، مرزا کے فتوے سے وہ بدعتی ہو گئے۔ بلکہ مرزا کے محدث اعظم حافظ زبیر زئی اپنی کتاب، فتاوی علمیہ جلد اول صفحہ 140 پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو صدیق اکبر کہتے ہیں۔ مرزا جہلمی نے صرف امام ابو حنیفہ علیہ الرحمہ کے بغض میں اس طرح کے فتوے دیئے جس سے بہت سے علماء اور محدثین بدعتی ہو جاتے ہیں اس کے فتوے کی زد میں، ان ائمہ میں سے امام ذہبی بھی ہیں جنہوں نے امام ابو حنیفہ علیہ الرحمہ کو امام اعظم لکھا ہے۔ (تذکرۃ الحفاظ 1/126)

امام ابن اثیر نے بھی امام ابو حنیفہ علیہ الرحمہ کو امام اعظم لکھا ہے۔ شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمہ نے بھی امام ابو حنیفہ علیہ الرحمہ کو امام اعظم لکھا ہے۔ امام ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ نے امام شافعی کو امام اعظم لکھا ہے

(طبقات المحدثین 13)

اس کے علاوہ کثیر محدثین اور فقہاء حضرت ابوبکر کو صدیق اکبر لکھتے آئے ہیں اور حضرت عمر کو فاروق اعظم لکھتے آئے ہیں اور امام ابوحنیفہ کو امام اعظم لکھتے آئے ہیں۔ مرزا نے اپنی جہالت میں ان سب کو بدعتی بنادیا۔ اس لئے کہتے ہیں کہ جب آپ نے کسی جاہل کو اپنا امام بنالیا تو وہ تمہارے ایمان کا بھی دشمن بن جائے گا۔ یہ بدعت نہیں، اسلاف امت کا طریقہ ہے کہ وہ حضرت ابوبکر کو صدیق اکبر کہتے ہیں۔ حضرت عمر کو فاروق اعظم کہتے ہیں، امام ابوحنیفہ کو امام اعظم کہتے ہیں۔ مرزا کے اصول کے مطابق تو صدیق اکبر اللہ کے نبی نہیں بلکہ قرآن بنتا ہے۔ اللہ کریم فرماتا ہے: ترجمہ: اللہ سے بڑھ کر کس کی بات سچی (النساء 87)

پھر آپ یہ کہیں کہ نبی علیہ السلام بھی صدیق اکبر نہیں کیونکہ اللہ کریم فرماتا ہے کہ مجھ سے بڑھ کر کون صدیق ہے؟ یہ سوال مرزا کے لئے ہے، اس کا جواب مرزا صاحب دیں یا ان کے چیلے۔

جھوٹ نمبر 60: مناظرہ جھنگ کتاب چھ جلدوں پر مشتمل ہے، حالانکہ یہ کتاب 285 صفحات اور صرف ایک جلد کی ہے:

انجینئر مرزا نے کہا کہ مناظرہ جھنگ چھ جلدوں پر مشتمل کتاب ہے۔

دوستو! اس کی جہالت پر آپ ماتم کریں یا اسے اس صدی کا سب سے بڑا جھوٹا کہیں، ہر بات اس پر صادق آئے گی۔ اس کتاب کی ایک ہی جلد ہے اور اس میں 285 صفحات ہیں۔

مرزا جونیئر نے 61 تا 67 میں ایک حدیث پر 7 جھوٹ بولے ہیں:

انجینئر مرزا نے مسلم شریف کی حدیث نمبر 6488 پر 7 جھوٹ بولے۔

1......نبی علیہ السلام جلال میں آ گئے۔

2......نبی علیہ السلام نے خالد کو بلا کر ڈانٹا۔

3......نبی علیہ السلام نے فرمایا: اوئے خالد۔

4......تم اچھے وقت میں مسلمان ہوئے ہو۔

5۔تم لوگ بعد میں کلمہ پڑھ کر میرے صحابہ کو گالی دیتے ہو۔

6......نبی علیہ السلام نے فرمایا: اوئے خالد تم احد پہاڑ جتنا سونا خرچ کرو، میرے صحابہ کے دیئے ہوئے ایک مد کے برابر بلکہ اس کے آدھے کے برابر بھی (اجر) نہیں پا سکتے۔

7......انہوں نے میرے ساتھ ماریں کھائی ہیں۔ مزید اس نے یہ بھی گند بکا کہ خالد صحابی تھا، اس وقت جب اسلام قبول کرنے کا مطلب تھا عیاشی اور نہ قبول کرنا پھینٹی (نعوذ باللہ) یعنی خالد رضی اللہ عنہ نے عیاشی کے لئے اسلام قبول کیا (الامان والحفیظ)

دوستو! اس جھوٹے نے مسلم کی حدیث نمبر 6488 کا حوالہ دے کر نبی علیہ السلام پر یہ سارے جھوٹ بولے۔ جھوٹے پر اللہ کی لعنت اور جو نبی علیہ السلام پر جھوٹ بولے، اس پر کتنی لعنتیں ہوں گی؟ اب آپ خود اس حدیث کو مکمل پڑھ لیں اور جھوٹوں پر لعنتیں بھیجیں جو نبی علیہ السلام پر جھوٹ بولتے ہیں۔

مسلم: 6488 جریر نے اعمش سے، انہوں نے ابو صالح سے، انہوں نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضرت خالد بن ولید اور عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہما کے درمیان کوئی مناقشہ تھا۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے ان کو برا کہا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے صحابہ میں سے کسی کو برا نہ کہو، کیونکہ تم میں سے کسی شخص نے اگر احد پہاڑ کے برابر سونا بھی خرچ کیا تو وہ ان میں سے کسی کے دیئے ہوئے ایک مد کے برابر بلکہ اس کے آدھے کے برابر بھی (اجر) نہیں پا سکتا۔

دوستو! حدیث آپ نے پڑھ لی، کیا اس میں اوئے خالد، خالد کو بلا کر

ڈانٹا، تم بعد میں کلمہ پڑھنے والے، انہوں نے میرے ساتھ ماریں کھائیں، نبی علیہ السلام جلال میں آگئے، اوئے تم خالد وغیرہ الفاظ موجود نہیں ہیں...... پھر اس جھوٹے پر کتنی لعنتیں برسیں گی، جس نے نبی علیہ السلام پر جھوٹ بولا اور نبی علیہ السلام کے صحابہ کی گستاخی کی۔ پیارے آقا ﷺ فرماتے ہیں: میرے صحابہ کی عزت کرو، کیونکہ وہ تم میں سے سب سے بہتر ہیں، پھر وہ جوان کے بعد آئیں گے، پھر وہ جوان کے بعد آئیں گے (یعنی تابعین اور تبع تابعین کی بھی عزت کرو۔ (حدیث صحیح نسائی کبریٰ، 9222، مشکوٰۃ 6012، مکتبہ اسلامیہ، جلد 3، صفحہ 504)

دوستو! آپ نے دیکھا کس بدتمیزی کے انداز میں اس نے یہ حدیث بیان کی۔ کیا اس نے صحابی کی عزت کا خیال رکھا؟ نہیں! تو آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ ایسے بداخلاقوں کو کبھی بھی اپنا ہیرو مت بنایئے جو آپ کو بدتمیز اور بداخلاق بنالیں اور جو آپ کی دنیا و آخرت تباہ و برباد کردیں۔ اپنے ایمان کی حفاظت کیجئے۔

68 تا 70۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور امام طحاوی علیہ الرحمہ پر تین جھوٹ بولے ہیں:

انجینئر مرزا، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے بغض رکھتا ہے، اس

بغض میں آ کر بہت گندی زبان استعمال کی اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت امام طحاوی علیہ الرحمہ پر جھوٹ بولے۔ اس نے شرح معانی الآثار کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ طحاوی میں روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اس گدھے سے پوچھو یہ طریقہ اس نے کہاں سے نکالا ہے (شرح معانی الآثار 1719)

اس روایت کو بیان کرتے ہوئے مرزا نے کہا کہ اس کو امام طحاوی نے صحیح کہا ہے اور اس کی توثیق کی ہے، میں پہلے بتا رہا ہوں۔ اس لئے کہ انہوں (اہل سنت) نے اس حدیث کو ضعیف کہنا ہے، اگر آپ ضعیف کہیں گے تو طحاوی مر جائے گا۔ طحاوی پھر سنی نہیں رہتا، اگر طحاوی کو بچاؤ گے تو دوسری بات ٹھیک ہوگی اور دوسری بات ہی ٹھیک ہے (یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہ نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو گدھا کہا) نعوذ باللہ

اس جھوٹے کو شرم نہیں آتی، جھوٹ بولتے ہوئے نبی علیہ السلام کے صحابی پر، اللہ کریم ایسے جھوٹوں کو ضرور ان کے انجام بد تک لے جائے گا اور ایسوں کا انجام بہت برا ہوگا جو لوگوں کے دلوں میں نبی علیہ السلام کے صحابہ کا بغض بٹھاتے ہیں۔

اس حدیث کا نمبر میں آپ کو بتا رہا ہوں 1719 شرح معانی الآثار مکتبہ شاملہ، آپ خود پڑھ لیں۔ آپ کو کہیں یہ نہیں ملے گا کہ امام طحاوی نے

اسے صحیح کہا ہو یا کوئی ایک بات اس روایت کے بارے میں کہی ہو، بلکہ اس سے آگے ایک اور روایت لاتے ہیں جس میں فرماتے ہیں کہ اس روایت میں گدھے والے الفاظ نہیں بلکہ بخاری میں ہے کہ جب ابن عباس رضی اللہ عنہما سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی اس روایت میں گدھے والے الفاظ نہیں، بلکہ بخاری میں ہے کہ جب ابن عباس رضی اللہ عنہما سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ایک وتر کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: وہ نبی علیہ السلام کے صحابی ہیں (بخاری 3764)

- اس سے اگلی روایت جو کہ بخاری میں 3765 ہے، اس میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے الفاظ ہیں: انہوں نے (اپنے نزدیک) صحیح عمل کیا، وہ فقیہ ہیں یعنی مجتہد ہیں۔ سنن الکبریٰ للبیہقی میں حسن روایت ہے، جس میں ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: اے میرے بچے انہوں نے ٹھیک عمل کیا۔ ہم میں سے کوئی معاویہ سے بڑا عالم نہیں (السنن الکبریٰ 4794)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اگرچہ ایک وتر کے قائل نہیں تھے بلکہ تین کے قائل تھے (شرح معانی الآثار 1721) لیکن انہوں نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی عزت کرتے ہوئے پوچھنے والے کو کہا کہ وہ صحابی ہیں، وہ فقیہ ہیں، وہ ہم میں سے سب سے زیادہ عالم ہیں، یہ وہ روایات ہیں

جو صحیح اور حسن درجہ رکھتی ہیں، ان کو بیان کرنے کے بجائے مرزا نے امام طحاوی پر جھوٹ بولتے ہوئے کہا کہ انہوں نے صحیح روایت نقل کی اور اس کی توثیق کی کہ یہ صحیح ہے، حالانکہ انہوں نے ایک جملہ بھی نہیں لکھا۔ جھوٹوں پر اللہ کی لعنت۔ دوسری بات یہ کہ اگر کسی حدیث کو ضعیف کہنے سے کیا وہ محدث سنی نہیں رہتا، امام بخاری کی کتاب الادب المفرد ہے۔ اس میں یہ مرزا خود مانتا ہے کہ کئی روایات ضعیف ہیں پھر اس کے اصول کے مطابق نہ وہ محدث رہتے ہیں اور نہ ہی سنی، امام ابوداؤد، امام ترمذی، امام نسائی، امام ابن ماجہ، امام احمد بن حنبل، امام مالک کی کتب میں کافی ساری احادیث ضعیف ہیں۔ کیا یہ سارے سنی نہیں رہے۔ کتنا بڑا مکار جھوٹا ہے۔ اس کے بعد اس نے دو جھوٹ اور بولے کہ لوگوں نے ابن عباس سے شکایت کی اور صحابہ ایک وتر کو معیوب سمجھتے تھے۔ نعوذ باللہ......

حدیث یہ ہے کہ ابن عباس سے کہا گیا کہ امیر المومنین حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق کیا رائے ہے۔ انہوں نے وتر کی صرف ایک رکعت پڑھی ہے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: انہوں نے (اپنے نزدیک) صحیح عمل کیا۔ وہ فقیہ ہیں۔ یعنی مجتہد ہیں (بخاری 3765)

دوستو! آپ نے دیکھا کہ ابن عباس سے پوچھا گیا کہ امیر معاویہ ایک وتر پڑھتے ہیں، تو کیا پوچھنے سے یہ مطلب نکلتا ہے کہ انہوں نے شکایت کی

اور اسے معیوب سمجھتے تھے۔ آپ تین وتر پڑھتے ہیں۔ اگر کسی کو ایک پڑھتے دیکھ لیں اور کسی سے معلوم کریں کہ یہ ایک وتر پڑھ رہا ہے تو کیا آپ اس کی شکایت کر رہے ہیں اور اسے معیوب سمجھ رہے ہیں؟ احناف کا موقف یہ ہے کہ تین وتر پڑھے جائیں (نسائی 1705) جو کہ ابن عباس کا بھی موقف تھا (نسائی 1704)

لیکن کسی بھی سنی عالم نے اس اختلاف کی وجہ سے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی گستاخی نہیں کی اور یہ جاہل کیسے صحابہ پر جھوٹ بول رہا ہے اور گستاخیاں کر رہا ہے۔ ایسے جاہل کی باتوں پر یقین کرنے والے اکثر بہک جاتے ہیں۔

مرزا جونیئر نے 71 تا 72 میں مصنف بہار شریعت پہ دو جھوٹ بولے ہیں:

انجینئر مرزا نے مصنف بہار شریعت پر جھوٹ بولتے ہوئے کہا کہ بہار شریعت میں وہ ساری حدیثیں لے کر آئے ہیں جو نماز کی فضیلت پر تھیں، طریقے پر بخاری و مسلم سے کوئی حدیث نہیں لائے، کیونکہ طریقہ ان کے خلاف تھا۔

بہار شریعت جلد 1 صفحہ 501 پر مصنف نے (نماز پڑھنے کا طریقہ)

ٹائٹل باندھا ہے اور اس میں پہلی حدیث بخاری و مسلم سے لائے ہیں۔ مرزا نے جھوٹ بولا کہ طریقے پر کوئی حدیث نہیں لائے حالانکہ نماز پڑھنے کے طریقے پر پندرہ احادیث لائے ہیں۔ بخاری، مسلم، نسائی، ابن ماجہ، ترمذی وغیرہ کتب سے۔ دوسرا جھوٹ یہ بولا کہ اس لئے نہیں لائے کہ طریقہ ان کے خلاف تھا۔ جھوٹوں پر اللہ کی لعنت۔ بہار شریعت جلد اول صفحہ 501 (مکتبہ المدینہ طبع سال 2013) پر نماز کا طریقہ پر پہلی حدیث بخاری و مسلم سے ہے۔ جس میں نماز کا مکمل طریقہ نبی علیہ السلام نے خود سکھایا جس پر ہم عمل کرتے ہیں الحمد للہ......

بخاری سے حدیث نمبر 6667 نقل کرتے ہوئے مولانا مفتی امجد علی علیہ الرحمہ ترجمہ کرتے ہیں۔ بخاری و مسلم ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی، کہ ایک شخص مسجد میں حاضر ہوئے اور رسول اللہ ﷺ مسجد کی ایک جانب میں تشریف فرما تھے۔ انہوں نے نماز پڑھی، پھر خدمت اقدس میں حاضر ہو کر سلام عرض کیا، فرمایا: وعلیک السلام، جاؤ نماز پڑھو کہ تمہاری نماز نہ ہوئی، وہ گئے اور نماز پڑھی، پھر خدمت اقدس میں حاضر ہو کر سلام عرض کی فرمایا: وعلیک السلام، جاؤ نماز پڑھو کہ تمہاری نماز نہ ہوئی، تیسری بار یا اس کے بعد عرض کی: یارسول اللہ مجھے تعلیم فرمایئے، ارشاد فرمایا: جب نماز کو کھڑے ہونا چاہو، تو کامل وضو کرو، پھر قبلہ کی طرف منہ کر کے اللہ اکبر کہو پھر قرآن پڑھو،

جتنا میسر آئے پھر رکوع کرو، یہاں تک کہ رکوع میں تمہیں اطمینان ہو۔ پھر اٹھو یہاں تک کہ سیدھے کھڑے ہو جاؤ' پھر سجدہ کرو یہاں تک کہ تمہیں سجدہ میں اطمینان ہو جائے پھر اٹھو اور سیدھے کھڑے ہو جاؤ، پھر اسی طرح پوری نماز میں کرو۔

جھوٹ نمبر 73: تصوف کی پہلی کتاب کون سی ہے، اس پر بھی مرزا نے جھوٹ بولا:

مرزا صاحب کہتے ہیں کہ انہوں (علماء) نے تصوف کی کتابیں پڑھی ہوئی نہیں، میری داڑھی مونچھ بھی نہیں آئی تھی کہ میں نے یہ ساری پڑھ لی تھیں، ان سے پوچھ لیں کہ تصوف کی سب سے پہلی کتاب عربی میں کون سی ہے، نہیں بتا سکتے۔ وہ ہے رسالہ قشیریہ۔

دوستو! عام سادہ عوام کو دھوکہ دینے کے لئے مرزا کا یہ حربہ تو چلے گا لیکن اہل علم جانتے ہیں کہ ان سے پہلے تصوف پر کئی عربی کتب لکھی گئی ہیں۔ رسالہ قشیریہ لکھا گیا ہے 437 ہجری میں، ان کے مصنف کا نام ہے امام عبدالکریم ہوازن قشیری المتوفی 465ھ۔ اس سے پہلے عربی میں لکھی گئی چند کتب: امام حارث محاسبی المتوفی 243ھ کی کتاب "رسالۃ المسترشدین" امام ابوبکر محمد الکلاباذی المتوفی 380ھ کی کتاب "التعرف لمذہب اہل

تصوف" امام ابوطالب محمد بن مکی المتوفی 386ھ کی کتاب "قوت القلوب" امام ابونعیم احمد بن عبداللہ اصفہانی المتوفی 430ھ کی کتاب "حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء"

دوستو! دیکھا آپ نے مرزا صاحب کیسے جھوٹ بول کر سادہ عوام کو دھوکہ دیتے ہیں۔

جھوٹ نمبر 74: بایزید بسطامی علیہ الرحمہ کو معراج ہوئی جس طرح نبی علیہ السلام کو ہوئی:

انجینئر مرزا نے حضرت بایزید بسطامی علیہ الرحمہ پر جھوٹ بولا کہ تذکرۃ الاولیاء میں لکھا ہے کہ ان کو معراج ہوئی ہے جیسے نبی علیہ السلام کو معراج ہوئی، اور وہ عرش تک پہنچے۔

پہلی بات یہ کہ مرزا صاحب بغض اولیاء میں اندھے ہو چکے ہیں جس کتاب کا ذکر ہے، اس میں عبارت ہے کہ انہوں نے چشم یقین سے رب کو دیکھا۔ مرزا نے بغض اولیاء میں اس لفظ کو ہی بدل دیا کہ جسمانی معراج، مرزا صاحب چشم یقین کا معنی جسمانی معراج نہیں بلکہ روحانی معراج ہے۔ یعنی خواب میں معراج۔ نبیوں کی معراج جسمانی اور شخصی ہوتی ہے جبکہ اولیاء کو روحانی معراج ہوتی ہے۔ اس کا ذکر محدث ابن جوزی نے اپنی کتاب

صفوۃ الصفوہ صفحہ 756 میں پوری سند ذکر کرتے ہوئے نقل کیا کہ بایزید بسطامی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: رایت رب العزت تبارک وتعالیٰ فی المنام۔ ترجمہ: میں نے اپنے رب تبارک وتعالیٰ کو خواب میں دیکھا۔ اسی طرح محدث امام ملا علی قاری علیہ الرحمہ اپنی کتاب "شرح فقہ اکبر" صفحہ 151 میں لکھتے ہیں کہ اولیاء کو خواب میں معراج ہونا حق ہے۔ روحانی اور منامی یعنی خواب میں معراج پر اللہ کے ولی علی بن عثمان ہجویری المعروف داتا گنج بخش علیہ الرحمہ نے بڑی تفصیل سے کلام کیا ہے۔ اپنی کتاب "کشف المحجوب فارسی" صفحہ 351 میں لکھتے ہیں کہ حضرت ابو یزید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میری روح کو آسمانوں کی طرف بلند کیا گیا۔ اسی کو اہل طریقت معراج کہتے ہیں۔ نبیوں کو جو معراج ہوتی ہے وہ جسمانی اور شخصی ہوتی ہے جبکہ اولیاء کو معراج ہوتی ہے وہ روحانی طور پر ہوتی ہے۔

دوستو! اس تفصیل سے آپ کو معلوم ہو گیا کہ مرزا نے اپنی جہالت سے خود کو گمراہ کیا ہوا ہے اور دوسروں کو بھی گمراہ کر رہا ہے اور اللہ کے ولیوں کا دشمن بنا رہا ہے اور بہت ہی گندی زبان استعمال کر رہا ہے اللہ کے ولیوں کے خلاف۔ بخاری میں حدیث قدسی ہے: اللہ کریم فرماتا ہے جس نے میرے ولی سے عداوت رکھی، اس سے میرا اعلان جنگ ہے (بخاری 6502)

اس نے خدا سے اعلان جنگ کیا ہوا ہے اور اس کا یہ کام بڑا مہنگا پڑے گا

کیونکہ کوئی بندہ خدا سے جنگ کر ہی نہیں سکتا، وہ ذلیل ورسوا ہو جائے گا۔

جھوٹ نمبر 75: جو بزرگوں نے مسلمان کئے کتابوں میں ہیں، ویڈیوز نہیں، حالانکہ ویڈیوز بھی موجود ہیں:

مرزا کے جھوٹوں میں سے ایک صریح جھوٹ کہ آپ کہتے ہیں کہ ہمارے بزرگ لوگوں کا کلمہ پڑھا کر مسلمان کرتے تھے۔ آپ کے بزرگوں کی ہمارے پاس کوئی ویڈیو موجود نہیں جبکہ ذاکر نائیک جو لوگوں کو کلمہ پڑھاتے ہیں، وہ ویڈیوز موجود ہیں۔ تو پھر آپ انہیں اپنا بزرگ کیوں نہیں تسلیم کرتے؟

مرزا صاحب یہ آپ کی جہالت کا بولتا ثبوت ہے۔ آج بھی جو بزرگ ہزاروں کی تعداد میں مسلمان کر رہے ہیں ان کی ویڈیوز موجود ہیں لیکن آپ کو نظر نہیں آئیں گی، کیونکہ آپ نے بغض اولیاء کی پٹی باندھی رکھی ہے۔ یوٹیوب پر لکھیں "سائیں غلام محمد سوھو اور غیر مسلم کا اسلام لانا" تو آپ کو ویڈیو بھی مل جائے گی۔ رہی بات ذاکر نائیک کی تو دنیا جان چکی ہے کہ وہ کیسے مسلمان کرتے تھے۔ عربوں سے پیسے بٹورنے کے لئے اکثر مسلمانوں کو کلمہ پڑھا کر پھر مسلمان کیا جاتا تھا۔

جھوٹ نمبر 76: مولانا کہتے ہیں جو محراب میں گیا، اس کا

اعتکاف ٹوٹ جائے گا:

مرزا صاحب کہتے ہیں کہ ہمارے امام صاحب کہتے تھے کہ اعتکاف کی حالت میں محراب میں نہ جائیں، اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے۔

مرزا صاحب جھوٹ بولنے میں بہت ماہر ہیں، کسی عالم کا یہ فتویٰ نہیں کہ محراب میں جانے سے اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے۔

جھوٹ نمبر 77: اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ اور مسجد کی باؤنڈری / جھوٹ:

مرزا صاحب حسب عادت جھوٹ بولتے ہوئے کہتے ہیں کہ پھر ان کو فتاویٰ رضویہ کی گمشدہ جلد مل گئی جس میں امام احمد رضا نے لکھا کہ فنائے مسجد میں جانے سے اعتکاف نہیں ٹوٹتا۔

مرزا صاحب یہ بتانا چاہتے ہیں کہ پہلے سنی علماء یہ فتویٰ دیتے تھے کہ محراب میں جانے سے اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے، جیسے ہی گمشدہ جلد مل گئی، فتاویٰ رضویہ کی تو پھر انہوں نے فتویٰ دیا کہ محراب میں جانے سے اعتکاف نہیں ٹوٹتا، پہلا جھوٹ تو اس نے یہ بولا کہ سنی علماء نے فتویٰ چینج کر لیا حالانکہ فتویٰ تھا ہی نہیں، دوسرا یہ کہ فتاویٰ رضویہ کی کوئی جلد گم نہیں ہوئی تھی، یہ مسئلہ فتاویٰ رضویہ جلد 7 میں موجود ہے۔

جھوٹ نمبر 78: نبی علیہ السلام اپنی بیوی صفیہ رضی اللہ عنہا کو گھر چھوڑنے آئے:

مرزا صاحب کا نعرہ ہے کہ میں علمی کتابی ہوں جبکہ اس کا علم سے کوئی واسطہ ہی نہیں۔ اس نے یہ جھوٹ بولا کہ اعتکاف میں آپ اپنے گھر جا سکتے ہیں۔ نبی علیہ السلام حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو گھر تک چھوڑنے آئے تھے۔

اس جھوٹے علمی کتابی سے پوچھ لیں کہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا گھر کتنی دور تھا، مسجد نبوی سے، تو معلوم ہو جائے گا کہ یہ کتنا علمی کتابی ہے۔ آپ علیہ السلام کی ازواج مطہرات کے گھر مسجد کے ساتھ ہی ہوتے تھے۔ بخاری میں ہے کہ آپ علیہ السلام ان کو مسجد کے دروازے پر چھوڑنے آئے، ساتھ ہی حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے گھر کا دروازہ تھا (بخاری 2035)

ایسا نہیں کہ گھر کہیں دور تھا بلکہ مسجد کے ساتھ تھا۔ آپ علیہ السلام باہر نہیں گئے، بس مسجد کے دروازے پر پہنچے اور دوسری طرف آپ کی زوجہ کا گھر تھا۔ مرزا نے یہ بھی کہا کہ آپ اعتکاف میں گھر بھی جا سکتے ہیں اور مریض کی عیادت بھی کر سکتے ہیں اور جنازے میں بھی جا سکتے ہیں۔ جبکہ مرزا

جی کے بابا نے ابو داؤد کی حدیث نمبر 2473 کو حسن صحیح لکھا جس میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: معتکف کے لئے سنت یہ ہے کہ نہ وہ مریض کی عیادت کو جائے اور نہ ہی جنازے میں شریک ہو اور نہ ہی بیوی سے مباشرت کرے اور بغیر مجبوری کے مسجد سے باہر نہ جائے۔

جھوٹ نمبر 79: مسجد میں گمشدہ چیز پر اعلان اور مرزا جہلمی کا حدیث پر جھوٹ:

نبی علیہ السلام کی حدیث پر مرزا جھوٹ بولتے ہوئے کہتا ہے کہ مسجد میں جو اعلان کرنا منع ہے۔ وہ صرف باہر والی چیز کا اعلان منع ہے اور جو مسجد میں کوئی چیز گم ہوگئی ہے اس کا اعلان آپ کر سکتے ہیں۔

دوستو! جس حدیث میں اعلان کی ممانعت ہے وہ عام ہے، چاہے مسجد میں کوئی چیز گم ہوگئی ہے یا باہر' اس کا اعلان منع ہے' ملاحظہ فرمائیں مسلم شریف کی حدیث نمبر 1260 ...... لیکن مرزا نے اپنی طرف سے یہ تشریح کر کے حدیث کا مفہوم بدلا ہے۔

80 تا 84 مرزا کا نعرہ نہ میں وابی نہ بابی، اس میں اس نے پانچ جھوٹ بولے:

پہلا جھوٹ، انجینئر مرزا نے نعرہ لگاتے ہوئے کہا کہ یہ ساری امت کا نعرہ ہے۔ وہ بندے سامنے بٹھا کر یہ جھوٹ بولنا کہ ساری امت کا نعرہ ہے، یہ اس کا سفید جھوٹ ہے، نہ میں وہابی، یہ دوسرا جھوٹ، کیونکہ وہابی ان کو کہتے ہیں جو محمد بن عبدالوہاب کو مجدد مانتے ہیں۔ یہ اپنی ویڈیوز میں محمد بن عبدالوہاب کو مجدد مان چکا ہے تو یہ اس کا جھوٹ ہوا کہ نہ میں وابی، تیسرا جھوٹ کہ وہابی ان کو کہتے ہیں جو قرآن وحدیث کی بات کریں۔ یہ بھی اس کا جھوٹ ہے، ساری دنیا کو پتہ ہے کہ محمد بن عبدالوہاب کے نظریہ کو اپنے اور اسے مجدد ماننے والوں کو وہابی کہتے ہیں۔ چوتھا جھوٹ کہ میں بابی نہیں، حالانکہ اس نے دو بابے رکھے ہوئے ہیں، البانی جسے یہ آئن اسٹائن کہتا ہے اور زبیر زئی جسے یہ محدث اعظم پاکستان کہتا ہے اور یہ اپنے نعرے میں بابی اولیاء کرام کو کہتا ہے، جس سے اولیاء کا بغض جھلک رہا ہے اور یاد رکھیں جس نے اللہ کے ولیوں سے بغض رکھا کہ اللہ کریم فرماتا ہے۔ میرا اس سے اعلان جنگ ہے۔(بخاری 6502)

پانچواں جھوٹ کہ میں مسلم علمی کتابی، یہ بھی اس کا جھوٹ ہے، اگر علمی کتابی ہوتا تو یہ جھوٹے چیلنج نہ کرتا، اس کا کہنا ہے کہ حافظ قرآن کی فضیلت کے متعلق کوئی حدیث نہیں۔ میرا چیلنج ہے۔ حالانکہ بخاری 4937 حدیث میں حافظ قرآن کی فضیلت موجود ہے۔ بہت ساری جہالتوں میں سے ایک

جہالت اس کی یہ ہے کہ قادیانیوں کو ہم کافر اس لئے کہتے ہیں کہ وہ ہم کو کافر کہتے ہیں۔ اگر وہ ہمیں کافر کہنا چھوڑ دیں تو ہم بھی ان کو کافر نہیں کہیں گے۔ کتنا بڑا جاہل ہے، ہم قادیانیوں کو اس لئے کافر نہیں کہتے کہ وہ ہمیں کافر کہتے ہیں بلکہ ہم ان کو انکار ختم نبوت پر کافر کہتے ہیں۔ وہ ختم نبوت والی آیات کا انکار کرتے ہیں اس لئے ہم ان کو کافر کہتے ہیں اور یہ کہتا ہے کہ ہم ان کو کافر اس لئے کہتے ہیں کہ وہ ہمیں کافر کہتے ہیں۔

جھوٹ نمبر 85: جو سنتیں نہیں پڑھتا، اس کے فرض نہیں ہوتے:

مرزا جونیئر کے جھوٹ آپ ملاحظہ فرما رہے ہیں۔ ان جھوٹوں میں اکثر بولا جانے والا جھوٹ یہ بھی ہے کہ علماء یہ کہتے ہیں کہ جو سنتیں نہیں پڑھتا، اس کے فرض نہیں ہوتے۔ (نعوذ باللہ) اللہ کی جھوٹوں پر لعنت، یہ نہ کسی بھی عالم کا فتویٰ ہے اور نہ ہی کسی عالم نے اپنی کتاب میں لکھا ہے اور کسی بھی پڑھے لکھے عالم نے ایسی بات نہیں کی۔ یہ مرزا کا بہتان اور جھوٹ ہے۔

جھوٹ نمبر 86: جو تراویح نہیں پڑھتا، اس کے روزے نہیں ہوتے:

پہلا جھوٹ، انجینئر مرزا نے نعرہ لگاتے ہوئے کہا کہ یہ ساری امت کا نعرہ ہے۔ وہ بندے سامنے بٹھا کر یہ جھوٹ بولنا کہ ساری امت کا نعرہ ہے، یہ اس کا سفید جھوٹ ہے، نہ میں وہابی، یہ دوسرا جھوٹ، کیونکہ وہابی ان کو کہتے ہیں جو محمد بن عبدالوہاب کو مجدد مانتے ہیں۔ یہ اپنی ویڈیوز میں محمد بن عبدالوہاب کو مجدد مان چکا ہے تو یہ اس کا جھوٹ ہوا کہ نہ میں وابی، تیسرا جھوٹ کہ وہابی ان کو کہتے ہیں جو قرآن وحدیث کی بات کریں۔ یہ بھی اس کا جھوٹ ہے، ساری دنیا کو پتہ ہے کہ محمد بن عبدالوہاب کے نظریہ کو اپنے اور اسے مجدد ماننے والوں کو وہابی کہتے ہیں۔ چوتھا جھوٹ کہ میں بابی نہیں، حالانکہ اس نے دو بابے رکھے ہوئے ہیں، البانی جسے یہ آئن اسٹائن کہتا ہے اور زبیر زئی جسے یہ محدث اعظم پاکستان کہتا ہے اور یہ اپنے نعرے میں بابی اولیاء کرام کو کہتا ہے، جس سے اولیاء کا بغض جھلک رہا ہے اور یاد رکھیں جس نے اللہ کے ولیوں سے بغض رکھا کہ اللہ کریم فرماتا ہے۔ میرا اس سے اعلان جنگ ہے۔ (بخاری 6502)

پانچواں جھوٹ کہ میں مسلم علمی کتابی، یہ بھی اس کا جھوٹ ہے، اگر علمی کتابی ہوتا تو یہ جھوٹے چیلنج نہ کرتا، اس کا کہنا ہے کہ حافظ قرآن کی فضیلت کے متعلق کوئی حدیث نہیں۔ میرا چیلنج ہے۔ حالانکہ بخاری 4937 حدیث میں حافظ قرآن کی فضیلت موجود ہے۔ بہت ساری جہالتوں میں سے ایک

جہالت اس کی یہ ہے کہ قادیانیوں کو ہم کافر اس لئے کہتے ہیں کہ وہ ہم کو کافر کہتے ہیں۔ اگر وہ ہمیں کافر کہنا چھوڑ دیں تو ہم بھی ان کو کافر نہیں کہیں گے۔ کتنا بڑا جاہل ہے، ہم قادیانیوں کو اس لئے کافر نہیں کہتے کہ وہ ہمیں کافر کہتے ہیں بلکہ ہم ان کو انکار ختم نبوت پر کافر کہتے ہیں۔ وہ ختم نبوت والی آیات کا انکار کرتے ہیں اس لئے ہم ان کو کافر کہتے ہیں اور یہ کہتا ہے کہ ہم ان کو کافر اس لئے کہتے ہیں کہ وہ ہمیں کافر کہتے ہیں۔

جھوٹ نمبر 85: جو سنتیں نہیں پڑھتا، اس کے فرض نہیں ہوتے:

مرزا جونیئر کے جھوٹ آپ ملاحظہ فرما رہے ہیں۔ ان جھوٹوں میں اکثر بولا جانے والا جھوٹ یہ بھی ہے کہ علماء یہ کہتے ہیں کہ جو سنتیں نہیں پڑھتا، اس کے فرض نہیں ہوتے۔ (نعوذ باللہ) اللہ کی جھوٹوں پر لعنت، یہ نہ کسی بھی عالم کا فتوی ہے اور نہ ہی کسی عالم نے اپنی کتاب میں لکھا ہے اور کسی بھی پڑھے لکھے عالم نے ایسی بات نہیں کی۔ یہ مرزا کا بہتان اور جھوٹ ہے۔

جھوٹ نمبر 86: جو تراویح نہیں پڑھتا، اس کے روزے نہیں ہوتے:

مرزا صاحب جھوٹ بولنے میں کتنے ماہر ہیں، آپ خود اندازہ لگا چکے ہیں۔ یہ بھی مرزا کا جھوٹ ہے کہ علماء یہ کہتے ہیں کہ جو تراویح نہیں پڑھتا، اس کا روزہ نہیں ہوتا۔ مرزا صاحب یا اس کے چاہنے والوں سے گزارش ہے کہ کسی بھی عالم کا فتویٰ یا کسی کتاب میں یہ لکھا ہوا دکھا سکتے ہیں؟ جھوٹوں پر اللہ کی لعنت۔

87 تا 89 دعائے قنوت پر تین جھوٹ،

فقہ حنفی اور علمائے احناف پر جھوٹ:

انجینئر مرزا صاحب حسب عادت بدتمیزی کرتے ہوئے 3 جھوٹ بولے کہ یہ جو حنفی دعائے قنوت پڑھتے ہیں۔ اللھم انا نستعینک ...... یہ دعائے قنوت ہے ہی نہیں، تمہیں دعائے قنوت نہیں آتی بلکہ تمہارے بزرگوں کو بھی نہیں آتی، کیونکہ انہوں نے فقہ حنفی میں وہ دعا لکھی ہے۔

جس شخص کا اخلاق اتنا گر چکا ہو کہ علمی اختلاف کرتے ہوئے ادب کو ملحوظ خاطر نہ رکھ سکے اور بدتمیزی پر اتر آئے۔ وہ اگر علمی کتابی کا نعرہ لگا رہا ہے تو اسے شرم آنی چاہئے۔ پہلی بات یہ کہ دعائے قنوت جو احناف پڑھتے ہیں، یہ وہ دعا ہے جو عبداللہ بن مسعود صحابی رضی اللہ عنہ اپنے شاگردوں کو سکھاتے تھے اور ایسا تو نہیں ہو سکتا کہ وہ اپنی طرف سے سکھاتے ہوں۔ ظاہر

ہے انہوں نے نبی علیہ السلام سے سیکھ کر ہی سکھائیں گے۔ چنانچہ مصنف ابن ابی شیبہ: 29708 نمبر روایت میں موجود ہے کہ ابو عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہمیں وتر میں یہ دعائے قنوت سکھاتے تھے......اللھم انا نستعینک......

دوسرا جھوٹ یہ بولا کہ ان کے بزرگوں کو پتہ نہیں، دعائے قنوت تو وہ ہے جس میں اللھم احدنی فی من ہدیت کے الفاظ ہیں۔

دوستو! جو شخص اتنا جاہل ہو اور اوپر سے بدتمیز آپ اس کے لئے دعا ہی کر سکتے ہیں۔ یہ جو دعا بتا رہا ہے......اللھم اہدنی فی من ہدیت......اگر اس کی سند پر غور کریں تو اس کو امام ابوداؤد نے ایک حنفی عالم سے روایت کیا ہے جس کا نام ہے احمد بن جواس حنفی، یعنی احمد بن جواس حنفی محدث نے یہ حدیث امام ابوداؤد کو سنائی (ابوداؤد: 1425)

دوستو! اس کی جہالت کا اندازہ لگائیں کہ حنفی محدث اس حدیث کو روایت کر رہے ہیں اور انہیں پر بھونک رہا ہے کہ ان کے بزرگوں کو پتہ ہی نہیں (نعوذ باللہ)

تیسرا جھوٹ کہ فقہ حنفی میں تو اللھم انا نستعینک لکھی ہے۔ اس لئے صرف یہ پڑھتے ہیں باقی دعاؤں کا ان کو پتہ ہی نہیں۔

دوستو! آپ کو معلوم ہونا چاہئے جو بندہ اس طرح کی باتیں کرے، سمجھ

لوکہ بہت بڑا جاہل ہے۔اس جاہل نے فقہ حنفی کی ابتدائی کتب کو ہی نہیں پڑھا۔اگر یہ ابتدائی کتاب بہار شریعت کو ہی پڑھ لیتا تو یہ جہالت نہ پھیلاتا۔

بہار شریعت جلد 1 صفحہ 654 پر مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔

دعائے قنوت کا پڑھنا واجب ہے اور اس میں کسی خاص دعا کا پڑھنا ضروری نہیں ۔بہتر وہ دعائیں ہیں جو نبی علیہ السلام سے ثابت ہیں اور ان کے علاوہ کوئی اور دعا پڑھے،تب بھی کوئی حرج نہیں ۔سب سے زیادہ مشہور دعا یہ ہے

......اللھم انا نستعینک......

آگے لکھتے ہیں اور بہتر یہ ہے کہ اس دعا کے ساتھ وہ دعا بھی پڑھے جو حضور اقدس ﷺ نے امام حسن رضی اللہ عنہ کی تعلیم فرمائی وہ یہ ہے۔اللھم اہدنی فی من ہدیت (ابوداؤد:1425)

ایک دعا وہ ہے جو مولیٰ علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ آخر وتر میں پڑھتے ہیں (ابوداؤد 1427)

دوستو! آپ نے دیکھا کہ دعائے قنوت کا ثبوت بھی ہے اور ہمارے بزرگوں کو تمام دعاؤں کا علم بھی ہے اور انہوں نے اس میں وسعت بھی رکھی ہے اور فقہ حنفی میں ان تمام دعاؤں کو لکھا بھی گیا ہے۔اللہ کریم ان جھوٹوں کو ہدایت دے جو جھوٹ بول کر اپنی آخرت برباد کر رہے ہیں۔

اس حدیث پر مرزا نے پانچ جھوٹ بولے:

مرزا صاحب سے سوال ہوا کہ علم حاصل کرو چاہے تمہیں چین جانا پڑے، کیا یہ حدیث ہے؟ مرزا صاحب سوال کا جواب دیتے ہوئے 5 جھوٹ بولتے ہیں کہ......

1......یہ جھوٹی حدیث ہے۔

2......فیبر یکیٹڈ روایت ہے۔

3......کشف المحجوب سے نکلی ہے۔

4......اس کی کوئی سند نہیں۔

5......کسی حدیث کی کتاب میں نہیں ہے۔

مرزا صاحب کو بغیر پڑھے سوالوں کے جواب نہیں دینے چاہئے، نبی علیہ السلام کا فرمان ہے: اللہ تعالیٰ علم کو اس طرح نہیں اٹھالے گا کہ اس کو بندوں سے چھین لے بلکہ وہ (پختہ کار) علماء کو موت دے کر علم کو اٹھائے گا۔ حتیٰ کہ جب کوئی عالم باقی نہیں رہے گا تو لوگ جاہلوں کو سردار بنالیں گے، ان سے سوالات کئے جائیں گے اور وہ بغیر علم کے جواب دیں گے۔ اس لئے خود بھی گمراہ ہوں گے اور لوگوں کو بھی گمراہ کریں گے۔ (بخاری 100)

یہ حدیث مرزا پر فٹ آتی ہے، اس نے خود اعتراف کیا ہوا ہے کہ میں عالم نہیں ہوں۔ ظاہر ہے کہ جب تو عالم نہیں، تو تجھے کس نے فتویٰ دینے کا

حق دیا ہے؟

دوستو! یہ حدیث ہے، حدیث کی کتاب میں ہے، اس کی سند بھی ہے، یہ جھوٹی اور فیبر یکیٹڈ بھی نہیں اور یہ کشف المحجوب سے نہیں نکلی۔ یہ سارے جھوٹ مرزا نے بولے تھے۔ اس حدیث کو امام بیہقی کے علاوہ کثیر محدثین نے روایت کیا ہے۔ امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی التوفی 458ھ اپنی کتاب شعب الایمان میں اس حدیث کو روایت کر کے پوری سند لکھتے ہیں اور آخر میں کہتے ہیں کہ یہ حدیث ہے۔ اس کا متن مشہور ہے اور اس کی سند ضعیف ہے (شعب الایمان 1543، مکتبہ شاملہ 3/193، شعب الایمان 1663، مکتبہ دار الکتب العلمیہ بیروت 2/253، امام ابونعیم اصفہانی التوفی 430ھ) اس کو اپنی کتاب تاریخ اصفہان میں پوری سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں (تاریخ اصفہان 2/124 مکتبہ شاملہ)

امام ابوجعفر محمد بن عمرو عقیلی التوفی 322ھ اسے اپنی کتاب الضعفاء الکبیر 2/230 میں روایت کرتے ہیں۔ ابوبکر احمد بن علی المعروف خطیب بغدادی التوفی 463ھ اپنی کتاب الرحلہ فی طلب الحدیث میں لگا تار مکمل تین سندوں کے ساتھ اپنی کتاب کی ابتداء ہی اسی حدیث سے کرتے ہیں۔ حدیث 1,2,3 مکتبہ شاملہ 1/76۔

امام ابوعمر یوسف بن عبداللہ المعروف ابن عبدالبر التوفی 463ھ اپنی

کتاب جامع بیان العلم وفضلہ میں اس روایت کو مکمل سند کے ساتھ تین مرتبہ لائے ہیں۔ حدیث 20,22,2 مکتبہ شاملہ 1/30، امام ابوبکر احمد بن حسین المعروف امام بیہقی المتوفی 458ھ نے مکمل سند کے ساتھ اپنی کتاب المدخل میں اس روایت کو نقل کیا ہے (المدخل الی سنن الکبری 324، مکتبہ شاملہ 1/241)

دوستو! آپ نے دیکھا کہ بڑے بڑے محدثین نے اس روایت کو اپنی کتابوں مین مکمل سند کے ساتھ نقل کیا اور مرزا صاحب نے جو جھوٹ بولے تھے، وہ دوبارہ یاد کریں!

قارئین! آپ نے انجینئر مرزا کے جھوٹ ملاحظہ فرمائیے۔ اب فیصلہ آپ نے خود کرنا ہے کہ جو شخص قرآن، نبی علیہ السلام، صحابہ کرام، محدثین اور فقہائے اسلام پر جھوٹ باندھے اور تہمتیں لگائے۔ کیا ایسا شخص اعتبار کے قابل ہے؟ جو شخص بظاہر دین کی تبلیغ کرے لیکن پس پردہ وہ دین کو نقصان پہنچائے اور علماء کے خلاف حد درجہ کا بغض رکھے، اولیائے کرام سے دشمنی رکھے اور اپنے ماننے والوں کو اللہ کے ولیوں کا دشمن بنائے، وہ خدا کے غضب میں ہوتا ہے، وہ شخص کبھی بھی سیدھی راہ پر نہیں ہوسکتا۔ ایسے شخص کے جھوٹ عوام تک پہنچانا اور اس کے چہرے سے نقاب اتارنا ہماری اور آپ کی ذمہ داری ہے۔ آپ اس سچائی کو ہر آدمی تک پہنچائیں۔

رسول اللہ ﷺ کی نماز:

انجینئر محمد علی مرزا جسے امام ابو حنیفہ کی نماز کہتا ہے، ہم اسے حدیث شریف سے ثابت کریں گے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی نماز ہے۔

حدیث شریف: عبدالجبار بن وائل نے اپنے والد محترم حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے سید عالم ﷺ کو دیکھا۔ جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے۔ یہاں تک کہ وہ کندھوں کے برابر ہوتے اور انگوٹھے کانوں کی لو سے لگ جاتے تو تکبیر کہا کرتے (ابو داؤد، جلد اول، کتاب الصلوٰۃ، حدیث نمبر 720، ص 294، مطبوعہ فرید بک لاہور)

حدیث شریف: حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرورِ کونین ﷺ جب نماز شروع کرنے کے لئے تکبیر فرماتے تھے تو ہاتھ اٹھاتے، یہاں تک کہ آپ ﷺ کے دونوں انگوٹھے کانوں کی لو تک ہوتے (ابوداؤد، جلد اول، کتاب الصلوٰۃ، حدیث نمبر 747، ص 304، مطبوعہ فرید بک لاہور)

حدیث شریف: حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرکار کریم ﷺ جب تکبیر فرماتے تو ہاتھ بلند فرماتے، یہاں تک کہ دونوں ہاتھ کانوں تک پہنچ جاتے (مسلم شریف جلد اول، کتاب الصلوٰۃ،

حدیث نمبر 770، ص325، مطبوعہ شبیر برادرز لاہور)

حدیث شریف: حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ میں نے دیکھا کہ حضور اکرم نور مجسم ﷺ نماز شروع کرتے وقت اپنے ہاتھوں کو کانوں تک اٹھاتے تھے (ابو داؤد، جلد اول، کتاب الصلوٰۃ، حدیث 295، ص722، مطبوعہ فرید بک اسٹال لاہور)(مسند امام اعظم ص82)

اس حدیث شریف کو امام نسائی، امام طبرانی، دار قطنی اور بیہقی نے بھی روایت کیا ہے(زجاجۃ المصابیح باب صفۃ الصلوٰۃ جلد اول ص569)

حدیث شریف: حضرت ابو سعید ساعدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بے شک وہ اصحاب رسول سے فرمایا کرتے تھے۔ میں تم میں سب سے زیادہ رحمتِ عالم ﷺ کی نماز کو جانتا ہوں۔ جب آپ ﷺ نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو تکبیر فرماتے اور دونوں ہاتھ اپنے چہرہ کے مقابل اٹھاتے (طحاوی شریف)

ان تمام احادیث سے ثابت ہوا کہ حضور اکرم ﷺ تکبیر تحریمہ کے وقت اپنے ہاتھوں کو کاندھوں تک نہیں بلکہ کانوں کی لو تک اٹھاتے تھے۔ اب آپ کے سامنے غیر مقلدین (اہلحدیث) کے دلائل اور ان کے جوابات پیش کئے جائیں گے۔

غیر مقلدین (اہلحدیث) کے دلائل:

غیر مقلدین (اہلحدیث) فرقے کا نظریہ یہ ہے کہ تکبیرِ تحریمہ کے وقت

ہاتھوں کو کاندھوں تک اٹھایا جائے، اس ضمن میں غیر مقلدین تین احادیث دلائل کے طور پر لاتے ہیں۔

پہلی حدیث: حضرت علی رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ بے شک آپ ﷺ جب نماز مکتوبہ کے لئے تکبیر کہتے تو دونوں ہاتھ کاندھوں تک اٹھاتے (طحاوی)

دوسری حدیث: حضرت سالم رضی اللہ عنہ اپنے والدِ ماجد عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ جب آپ نماز شروع فرماتے تو ہاتھ بلند فرماتے، یہاں تک کہ کاندھے کے مقابل آتے (طحاوی)

تیسری حدیث: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا۔ جب نماز شروع کرتے تو کاندھے تک ہاتھ اٹھاتے، پس میں نے اس کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ وہ ایسا کرتے ہیں اور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایسا کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

غیر مقلدین (اہلحدیث) کے دلائل کے جوابات:

پہلی حدیث کا جواب: حدیث علی رضی اللہ عنہ کا دو طریقے سے جواب

دیا گیا ہے۔ اولاً یہ کہ حدیث میں فی نفسہ سقم ہے کیونکہ ابن خزیمہ یہی حدیث اور اسی ابن ابی الزناد کی سند سے روایت کرتے ہیں مگر اس میں ہاتھ اٹھانے کا مطلقاً ذکر نہیں ہے۔ اسی طرح عاصم ابن کلیب کی روایت میں بھی اصلاً ہاتھ اٹھانے کا ذکر نہیں ہے۔ ثانیاً حدیث ابن ابن الزناد میں خطا ہے اور جس حدیث میں خطا ہو، اس کا جواب دینا ضروری نہیں ہے۔

دوسری اور تیسری حدیث کا جواب: یہ دونوں حدیثیں عذر پر محمول ہیں کیونکہ سخت سردی کی وجہ سے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سر پر چادر ڈال کر نماز پڑھ رہے تھے۔ اس لئے ہاتھ زیادہ نکالنا مشکل تھا۔ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ اپنی حدیث میں خود اس کی وضاحت فرماتے ہیں، جو کہ طحاوی شریف میں موجود ہے۔

عورتیں ہاتھوں کو سینے تک اٹھائیں

حدیث شریف: حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وائل جب تو نماز پڑھے تو اپنے ہاتھ کانوں کے برابر کر اور عورت سینے کے برابر کرے (کنز العمال جلد تیسری، ص 175 مجمع الزوائد رفع الیدین فی الصلوٰۃ جلد دوم، ص 103، بیروت)

حدیث شریف: حضرت عبدربہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت ام درداء رضی اللہ عنہا کو دیکھا کہ نماز کے شروع میں کندھوں

تک ہاتھ اٹھاتی تھیں (مصنف ابن ابی شیبہ کتاب الصلوٰۃ جلد اول، ص 270)

مذکورہ احادیث سے ثابت ہوا کہ عورتیں تکبیر تحریمہ کے وقت اپنے ہاتھوں کو سینے تک اٹھائیں۔

نماز میں ہاتھ کہاں باندھیں

نماز میں مرد کے لئے اپنی ہتھیلی بائیں ہاتھ کے پشت پر ناف کے نیچے باندھنا سنت ہے جبکہ عورت سینے پر ہاتھ باندھے۔

حدیث شریف: حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ نماز میں ایک ہتھیلی کا دوسری پر ناف کے نیچے رکھنا سنت ہے۔

(ابوداؤد، جلد اول، کتاب الصلوٰۃ، حدیث نمبر 751، ص 305، مطبوعہ فرید بک اسٹال لاہور)

اس حدیث شریف کو حدیث رسول کے بدخواہوں نے ابوداؤد شریف مطبوعہ بیروت کے اصل نسخے سے نکال دیا ہے تاکہ سو سال گزرنے کے بعد وہ امت کو گمراہ کر سکیں اور اپنا جھوٹا موقف کہ ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے والی کوئی حدیث صحاح ستہ میں نہیں ہے، سچ ثابت کروا سکیں۔

حدیث شریف: حضرت ابن حزم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے

حدیث روایت کی ہے کہ تین چیزیں اخلاقِ نبوت میں سے ہیں۔ افطاری میں جلدی کرنا، سحری میں تاخیر کرنا اور نماز میں داہنے ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھنا ((حاشیہ ابوداؤد شریف، عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری)

حدیث شریف: امام ابوبکر بن ابی شیبہ علیہ الرحمہ نے جو امام بخاری اور امام مسلم رحمہم اللہ کے استاد ہیں، اپنی ''مصنف'' میں صحیح سند کے ساتھ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ نے نماز میں اپنا داہنا ہاتھ اپنے بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھا۔ (مصنف ابن ابی شیبہ)

اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد علامہ محدث محمد ابوالطیب مدنی علیہ الرحمہ نے شرح ترمذی میں لکھتے ہیں کہ پھر ہم نے اطلاع پائی، حدیث صحیح پر شکر ہے اللہ تعالیٰ کا اور یہ حدیث سند ہے مذہب کی اور حدیث حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مؤید ہے۔

انہی امام ابوبکر بن ابی شیبہ علیہ الرحمہ نے اپنی ''مصنف'' میں حجاج بن حسان سے روایت کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے (حضرت) ابومجلز سے سنا یا میں نے ان سے پوچھا کہ غازی کس طرح ہاتھ باندھے؟ انہوں نے فرمایا، اپنے دائیں ہاتھ کی ہتھیلی کو اپنے بائیں ہاتھ کی پشت پر رکھ کر دونوں ہاتھوں کو ناف کے نیچے رکھے۔

فوز الکرام میں اس حدیث کی نقل کر کے فرمایا، یہ سند جید ہے۔

حدیث شریف: حضرت نعمان بن سعد رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ بے شک وہ (حضرت علی رضی اللہ عنہ) فرماتے تھے کہ بے شک نماز کی سنت یہ ہے کہ دائیں ہاتھ کو بائیں پر رکھ کر ناف کے نیچے رکھے (دار قطنی جلد اول ص 286)

صرف تکبیرِ تحریمہ کے وقت ہاتھوں کو اٹھایا جائے

حدیث شریف: حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ میں تمہاری موجودگی میں حضور اکرم نور مجسم ﷺ کی طرح نماز پڑھتا ہوں۔ پھر جب آپ رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھی تو ہاتھ صرف ایک بار اٹھائے (سنن نسائی، جلد اول، باب الرخصۃ فی ترک ذلک، حدیث نمبر 1061، ص 326، مطبوعہ فرید بک لاہور پاکستان)

نوٹ: احناف اہلسنت کے نزدیک رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت دونوں ہاتھ اٹھانا خلاف سنت اور ممنوع ہے۔ ہمارے اس دعویٰ کی تائید میں بے شمار احادیث اور قیاس مجتہدین وارد ہیں۔ نیز عقل کا تقاضا ہے کہ رکوع میں رفع یدین نہ ہو کیونکہ تمام ائمہ کرام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ تکبیر تحریمہ میں رفع یدین ہو اور سجدہ وقعدہ کی تکبیروں میں رفع

یدین نہ ہو۔ امام اوزاعی علیہ الرحمہ کی مکہ معظمہ میں امام اعظم ابو حنیفہ علیہ الرحمہ سے ملاقات ہوگئی تو ان بزرگوں کی آپس میں حسب ذیل گفتگو ہوئی۔

یہ مناظرہ فتح القدیر اور مرقات میں بھی مذکور ہے۔

امام اوزاعی: آپ لوگ رکوع میں جاتے اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین کیوں نہیں کرتے۔

امام ابوحنیفہ: کیونکہ اس بارے میں کوئی صحیح حدیث نہیں۔

امام اوزاعی: آپ نے یہ کیا فرمایا، میں آپ کو رفع یدین کی صحیح حدیث سناتا ہوں۔

مجھے زہری نے حدیث پاک بیان فرمائی۔ انہوں نے سالم سے اور سالم نے اپنے والد سے، انہوں نے نبی کریم ﷺ سے سنا کہ آپ ﷺ جب نماز شروع کرتے تو ہاتھ اٹھاتے اور رکوع کے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت۔

امام ابو حنیفہ: میرے پاس اس سے قوی تر حدیث اس کے خلاف موجود ہے۔

امام اوزاعی: اچھا! فوراً پیش فرمائیے۔

امام ابوحنیفہ: لیجئے سنئے۔

حدیث شریف: ہم نے حضرت حماد رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی۔

انہوں نے حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ اور اسود رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ سید عالم ﷺ صرف نماز کی ابتداء میں ہاتھ اٹھاتے۔ اس کے بعد کبھی اپنے ہاتھ مبارک نہ اٹھاتے تھے۔

امام اوزاعی: آپ کی پیش کردہ حدیث کو میری پیش کردہ حدیث پر کیا فوقیت ہے جس کی وجہ سے آپ نے اسے قبول فرمایا اور میری حدیث چھوڑ دی؟

امام ابوحنیفہ: اس لئے کہ حضرت حماد رضی اللہ عنہ، حضرت زہری علیہ الرحمہ سے بڑے عالم اور فقیہ ہیں۔

حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ عنہ، حضرت سالم رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر عالم اور فقیہ ہیں۔ حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ، حضرت سالم کے والد سے علم میں کم ہیں، حضرت اسود رضی اللہ عنہ بہت بڑے متقی، فقیہ و افضل ہیں۔

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ بہت بڑے فقیہ ہیں۔ قرأت میں حضور ﷺ کی صحبت میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہیں بڑھ چڑھ کر ہیں کہ بچپن سے حضور ﷺ کے ساتھ رہے۔

چونکہ ہماری حدیث کے راوی تمہاری حدیث کے راویوں سے علم و فضل میں زیادہ ہیں لہٰذا ہماری پیش کردہ حدیث بہت قوی اور قابل قبول

ہے۔ یہ سنکر حضرت امام اوزاعی علیہ الرحمہ خاموش ہو گئے۔

حدیث شریف: حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سید عالم ﷺ جب نماز شروع کرنے کے لئے تکبیر کہتے تو اپنے دونوں ہاتھ اپنے کانوں کے قریب تک اٹھاتے پھر پوری نماز میں ہاتھ نہ اٹھاتے (طحاوی شریف، جلد اول ص 132)

حدیث شریف: حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بے شک سید عالم ﷺ جب نماز کو شروع فرماتے تو اپنے ہاتھوں کو کانوں تک اٹھاتے۔ پھر نہ اٹھاتے (ابو داؤد، جلد اول، کتاب الصلوٰۃ، حدیث 745 ص 304، مطبوعہ فرید بک اسٹال، لاہور)

حدیث شریف: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بلاشبہ آپ ﷺ اپنے دونوں ہاتھوں کو پہلی تکبیر کے وقت اٹھاتے تھے، پھر نہیں اٹھاتے تھے (طحاوی شریف، جلد اول، ص 132)

حدیث شریف: حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے نبی رحمت ﷺ، حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے پیچھے نماز پڑھی ہیں۔ انہوں نے سوائے نماز کے شروع کے پھر ہاتھ نہ اٹھائے۔ (بیہقی شریف، جلد دوم ص 79، مجمع الزوائد جلد اول، ص 128)

حدیث شریف: حضرت اسود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ آپ نے پہلی تکبیر کے وقت اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے پھر نہیں اٹھائے (کنزالعمال ص 4 طحاوی شریف جلداول، ص 132)

حدیث شریف: حضرت عاصم بن کلیب رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ بے شک حضرت علی رضی اللہ عنہ نماز میں پہلی تکبیر کے وقت ہاتھ اٹھاتے تھے پھر نہیں اٹھاتے تھے (بیہقی شریف جلد دوم، ص 80، طحاوی شریف، ص 132)

حدیث شریف: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ بے شک عشرہ مبشرہ رفع یدین نہیں کرتے تھے مگر نماز کے شروع کرتے وقت (النہایۃ والکفایہ)

حدیث شریف: حضرت ابوبکر بن عیاش بن حصین بن مجاہد رضوان اللہ علیہم اجمعین فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پیچھے نماز پڑھی۔ پس آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے ہاتھ نماز میں صرف تکبیر تحریمہ کے وقت اٹھائے (طحاوی شریف، جلداول ص 132)

حدیث شریف: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا سات مواقعوں کے سوا کسی جگہ ہاتھ نہ اٹھائے

جائیں۔ نماز شروع کرتے وقت، وتر میں (دعائے قنوت) پڑھنے کے وقت، عیدین کی تکبیروں کے وقت، حجر اسود کے بوسے کے وقت، صفا مروہ پر، عرفات و مزدلفہ اور جمروں میں کنکریاں مارتے وقت (کفایہ شرح ہدایہ، جلد اول ص 226، بیہقی شریف)

درج ذیل احادیث سے ثابت ہوا کہ سرور کونین ﷺ اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم نماز میں صرف تکبیر اولیٰ (تکبیر تحریمہ) کے وقت ہاتھوں کو اٹھاتے تھے۔ اس کے علاوہ رکوع میں جاتے اور اٹھتے وقت رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

رفع یدین ابتدائے اسلام میں تھا پھر منسوخ ہو گیا

غیر مقلدین (اہلحدیث) سوال کرتے ہیں کہ بخاری شریف اور مسلم شریف میں حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور ﷺ رکوع میں جاتے اور رکوع سے اٹھتے وقت بھی رفع یدین کرتے تھے؟

سرور کونین ﷺ صرف رکوع میں جاتے اور رکوع کے اٹھتے وقت ہی نہیں بلکہ سجدے میں جاتے اور سجدے سے اٹھتے وقت بھی بلکہ تکبیر کے وقت رفع یدین کیا کرتے تھے۔ دیکھو نسائی شریف، ابو داؤد شریف اور ابن ماجہ شریف، تو پھر چاہئے کہ ان احادیث پر بھی عمل کیا جائے؟ اور اصل بات یہ ہے کہ "کان رسول اللہ ینسخ حدیثہ بعضہ بعضا کما ینسخ

القرآن بعضہ بعضاً" (مسلم شریف) رسول اللہ ﷺ اپنی بعض حدیثوں کو بعض حدیثوں سے منسوخ فرمادیا کرتے تھے جیسا کہ قرآن مجید اپنی بعض آیات کو بعض آیات سے منسوخ کرتا ہے، کہ اصول کے مطابق یہ حدیثیں منسوخ ہیں۔ چنانچہ علامہ امام بدرالدین عینی علیہ الرحمہ شارح صحیح بخاری فرماتے ہیں۔

کہ رفع یدین کرنا شروع اسلام میں تھا پھر منسوخ ہوگیا (عمدۃ القاری شرح بخاری)

حدیث شریف: رافع بن تمیم طائی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور لوگوں نے اپنے ہاتھ اٹھائے ہوئے تھے۔ راوی کا بیان ہے کہ زہیر نے فرمایا۔ میرے خیال میں نماز کے اندر، حضور ﷺ نے فرمایا کہ یہ میں کیا دیکھ رہا ہوں کہ اپنے ہاتھ ایسے اٹھائے ہوئے ہو جیسے شریر گھوڑوں کی دمیں، نماز میں سکون اختیار کیا کرو۔ (ابوداؤد جلد اول، کتاب الصلوٰۃ، حدیث نمبر 987، ص 384، مطبوعہ فرید بک اسٹال لاہور)

حدیث شریف: حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کیا تمہیں وہ نماز پڑھ کر نہ بتاؤں جو رسول پاک ﷺ نے پڑھی پھر آپ رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھی اور صرف تکبیر

اولیٰ میں ہاتھ اٹھائے۔ اس باب میں حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔ امام ترمذی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن ہے۔ کئی صحابہ کرام اور تابعین اسی بات کے قائل ہیں۔ حضرت سفیان ثوری علیہ الرحمہ اور اہل کوفہ (امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور آپ کے متبعین) کا بھی یہی مسلک ہے۔ (ترمذی شریف، کتاب الصلوٰۃ، حدیث نمبر 244، ص 192، مطبوعہ فرید بک اسٹال، لاہور)

حدیث شریف: حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو مسجد حرام میں نماز پڑھتے دیکھا اور وہ رکوع میں جاتے اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین کرتا تھا تو آپ نے اس کو اس سے منع فرمایا اور کہا کہ اس فعل کو رسول اللہ ﷺ نے پہلے کیا تھا، بعد میں چھوڑ دیا (نہایہ)

احادیث صحیحہ سے ثابت ہوا کہ نماز میں تکبیر اولیٰ کے سوا رفع یدین نہیں کرنا چاہئے اور رکوع سے پہلے اور بعد میں رفع یدین کرنے والی حدیثیں منسوخ ہیں۔

ثناء پڑھنے کا مسئلہ

احناف کے نزدیک تکبیر اولیٰ (تکبیر تحریمہ) کہنے کے بعد سبحنک اللھم الخ پڑھا جائے گا۔ جبکہ غیر مقلدین (اہلحدیث) کے نزدیک تکبیر اولیٰ (تکبیر تحریمہ) کہنے کے بعد اللھم باعد بینی الخ والی ثناء کا پڑھنا

افضل ہے۔

حالانکہ احناف کے موقف پر کئی احادیث ہیں، جنہیں ذکر کیا جارہا ہے۔

حدیث شریف: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ جب حضور ﷺ نماز شروع فرماتے تھے تو سبحانک اللھم وبحمدک وتبارک اسمک وتعالیٰ جدک ولا الہ غیرک پڑھتے (ترمذی شریف جلد اول، ابواب الصلوٰۃ، حدیث نمبر 231، ص 185، مطبوعہ فرید بک اسٹال، لاہور)

حدیث شریف: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز شروع فرماتے تھے تو سبحانک اللھم وبحمدک وتبارک اسمک و تعالیٰ جدک ولا الہ غیرک پڑھتے تھے (ابن ماجہ، جلد اول، ابواب اقامۃ الصلوٰۃ والسنہ فیہا، حدیث 850، ص 246، مطبوعہ فرید بک اسٹال لاہور) (سنن نسائی، جلد اول، حدیث 902، ص 283، مطبوعہ فرید بک اسٹال لاہور)

حدیث شریف: حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ بے شک نبی کریم ﷺ جب نماز شروع فرماتے تو تکبیر کہتے۔ پھر دونوں ہاتھ اٹھاتے یہاں تک کہ دونوں انگوٹھے کانوں کی لو تک پہنچ جاتے پھر پڑھتے

سبحانک اللھم وبحمدک وتبارک اسمک وتعالیٰ جدک ولا الہ غیرک (دار قطنی)

نماز میں بسم اللہ شریف آہستہ پڑھنا

نمازی سورۂ فاتحہ سے پہلے اول بسم اللہ شریف آہستہ پڑھے یہ سنت ہے پھر الحمد للہ سے قرأت شروع کرے۔

حدیث شریف: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے پیچھے نمازیں پڑھیں۔ ان میں سے کسی کو نہ سنا کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھتے ہوں۔ (مسلم شریف، بخاری شریف، مسند امام احمد)

ف: معلوم ہوا کہ بسم اللہ شریف پڑھتے نہ سنا اگر وہ بلند آواز سے پڑھتے تو سنتے، مگر آہستہ پڑھی، اس لئے نہ سنی۔

حدیث شریف: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے پیچھے نماز پڑھی۔ ان حضرات میں سے کسی کو بسم اللہ شریف اونچی آواز سے پڑھتے نہ سنا (نسائی، طحاوی شریف، ابن حبان)

حدیث شریف: حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ کے استاد حضرت ابن ابی شیبہ علیہ الرحمہ نے حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی

کہ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ بسم اللہ شریف اور تعوذ اور ربنالک الحمد آہستہ پڑھا کرتے تھے (مصنف ابن ابی شیبہ)

ان احادیث سے یہ ثابت ہوا کہ بسم اللہ شریف آہستہ پڑھنی چاہئے۔

اس کے علاوہ عقل بھی اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ بسم اللہ شریف بلند آواز سے نہ پڑھی جائے کیونکہ سورتوں کے اول میں جو بسم اللہ شریف لکھی ہوتی ہے وہ ان سورتوں کا جزو نہیں۔ فقط سورتوں میں فصل کرنے کے لئے لکھی گئی ہے۔

امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ پڑھنا منع ہے

نماز پنجگانہ معراج کی رات فرض ہوئی اور معراج نبوت کے بارہویں سال میں ہوئی ہے اور ابتدائے اسلام سے جو نماز پڑھی جاتی تھی، اس میں امام و مقتدی دونوں سورۂ فاتحہ اور سورت پڑھتے تھے۔

پھر جب یہ آیت نازل ہوئی تو اس سے مقتدی کی قرأت بالکل منسوخ ہو گئی۔

القرآن: واذا قرئ القرآن فاستمعوا له وانصتوا لعلكم ترحمون (سورۂ اعراف آیت 204)

ترجمہ: اور جب قرآن پڑھا جائے تو اسے کان لگا کر سنو اور خاموش رہو کہ تم پر رحم ہو۔

تفسیر: حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اس آیت کریمہ سے واضح ہے کہ جب نماز میں قرآن مجید پڑھا جائے تو اسے توجہ سے سننا اور خاموش رہنا واجب ہے۔

جمہور صحابہ کرام و تابعین کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اس آیت میں جو حکم مذکور ہے وہ نماز سے متعلق ہے، یعنی مقتدی نماز میں امام کے پیچھے قرأت نہ کرے (تفسیر معالم التنزیل، زجاجۃ المصابیح، باب القرأۃ فی الصلوٰۃ)

امام کی قرأت مقتدی کی قرأت ہے

حدیث شریف: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرکار دوعالم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ امام اس لئے ہے تاکہ اس کی پیروی کی جائے۔ جب وہ تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو اور جب وہ قرأت کرے تو تم خاموش رہو اور جب امام سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم ربنا لک الحمد کہو (سنن نسائی، کتاب الصلوٰۃ، جلد اول، حدیث نمبر 934، ص 290، مطبوعہ فرید بک لاہور)

حدیث شریف: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرور کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ امام اس لئے ہے کہ اس کی پیروی کی جائے، جب وہ تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو اور جب وہ قرأت کرے تو تم خاموش رہو

(سنن نسائی، کتاب الصلوٰۃ، جلد اول، حدیث نمبر 935، مطبوعہ فرید بک اسٹال لاہور)

حدیث شریف: حضرت ابو داؤد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ سے پوچھا گیا، کیا ہر نماز میں قرأت ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں! ایک انصاری شخص نے عرض کی یہ بات واجب ہوگئی۔ آپ ﷺ نے میری طرف دیکھ کر ارشاد فرمایا میں سب لوگوں سے زیادہ آپ ﷺ کے نزدیک تر تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا، مجھے معلوم ہے۔ جب امام لوگوں کو امامت کرائے تو اس کی قرأت ان (مقتدیوں) کو کافی ہے (سنن نسائی، کتاب الصلوٰۃ، جلد اول، حدیث نمبر 936، ص 290، مطبوعہ فرید بک اسٹال لاہور)

حدیث شریف: حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سرورِ کونین ﷺ نے فرمایا جس شخص کا امام ہو تو امام کی قرأت مقتدی کی قرأت ہے۔ (ابن ماجہ جلد اول ص 280، دارقطنی جلد اول ص 323، طحاوی شریف جلد اول، ص 128 ، کنز العمال جلد چہارم ص 132، درمنثور جلد سوم، ص 156)

حدیث شریف: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا امام اس لئے ہوتا ہے کہ اس کی اقتداء کی جائے۔

جب وہ اللہ اکبر کہے تم اللہ اکبر کہو، جب وہ قرأت کرے تو خاموش رہو۔ جب وہ "ولا الضالین" کہے تو تم آمین کہو۔ جب وہ رکوع کرے تو تم رکوع کرو جب وہ "سمع اللہ لمن حمدہ" کہے تو تم "اللھم ربنا ولک الحمد" کہو جب وہ سجدہ کرے تو تم سجدہ کرو اور جب وہ بیٹھ کر نماز پڑھائے تو تم بیٹھ کر نماز پڑھو (ابن ماجہ، جلد اول، باب اذا قرا الامام فانصتوا حدیث نمبر 892، ص 255، مطبوعہ فرید بک لاہور)

قرأت خلف الامام پر مناظرہ

ایک دن بہت سے لوگ جمع ہو کر آئے تا کہ وہ امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمہ سے امام کے پیچھے نماز میں سورۂ فاتحہ پڑھنے پر مناظرہ کریں۔ آپ علیہ الرحمہ نے فرمایا۔ میں اتنے آدمیوں سے تو بیک وقت بات نہیں کر سکتا۔ نہ ہی ہر ایک کی بات کا جواب دے سکتا ہوں۔ آپ ایسا کریں کہ سب کی طرف سے ایک سمجھ دار عالم مقرر کر لیں جو اکیلا مجھ سے بات کرے۔ انہوں نے ایک بڑا عالم منتخب کیا جو آپ سے بات کرے۔ آپ نے سب سے فرمایا۔ کیا یہ عالم جو بات کرے گا وہ آپ سب کی طرف سے ہو گی اور کیا اس کی ہار جیت ہو گی؟ ان سب نے کہا، ہاں! ہم سب اس بات پر متفق ہیں۔

آپ علیہ الرحمہ نے فرمایا۔ جب تم نے یہ بات مان لی تو پھر تمہارا مسئلہ حل ہو گیا۔ تم نے میرے موقف کو تسلیم کرتے ہوئے حجت قائم کر دی ہے۔

کہنے لگے، وہ کیسے؟ آپ نے فرمایا۔تم نے خود اپنی طرف سے ایک آدمی منتخب کیا اور فیصلہ کیا کہ اس کی ہر بات تمہاری بات ہوگی۔اس کی ہار جیت تمہاری ہار جیت ہوگی۔ہم بھی نماز کے دوران اپنا امام منتخب کرتے ہیں۔اس کی قرأت ہماری قرأت ہوتی ہے۔وہ بارگاہ خداوندی میں ہم سب کی طرف سے نمائندہ ہوتا ہے۔انہوں نے آپ کی دلیل کو تسلیم کیا اور اپنے موقف سے دستبردار ہوگئے۔

یہ بات ذہن نشین رہے کہ امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمہ نے جو مسئلہ عقلی طور پر سمجھایا، وہ دراصل اس حدیث کی تشریح ہے"جو امام کے پیچھے نماز پڑھے تو امام کی قرأت ہی مقتدی کی قرأت ہے"

امام کے پیچھے قرأت قرآن کا چھینا ہے

حدیث شریف: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضور ﷺ اس نماز سے فارغ ہوئے جس میں جہر سے قرأت پڑھی جاتی ہے تو فرمایا کہ کیا تم میں سے کوئی ابھی میرے ساتھ قرأت کر رہا تھا۔ایک شخص عرض گزار ہوا کہ یا رسول اللہ ﷺ! ہاں۔فرمایا میں کہتا تھا کہ مجھے کیا ہوا جو مجھ سے قرآن مجید چھینا جا رہا ہے۔راوی کا بیان ہے کہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ قرأت سے رک گئے جس نماز میں نبی کریم ﷺ جہر سے قرأت پڑھتے جبکہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ بات سن لی (ابوداؤد،

جلد اول، کتاب الصلوٰۃ، حدیث نمبر 817، ص 327، مطبوعہ فرید بک اسٹال لاہور)

حدیث شریف: حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سرور کائنات ﷺ نے ظہر کی نماز پڑھائی تو ایک شخص نے آپ ﷺ کے پیچھے سبح اسم ربک الاعلیٰ سورت پڑھی۔ آپ ﷺ نے نماز کے بعد فرمایا کس نے سبح اسم ربک الاعلیٰ پڑھا تھا؟ ایک شخص نے کہا میں نے۔ آپ ﷺ نے (یہ سن کر) فرمایا بے شک میں نے جانا کہ تم میں سے بعض مجھ کو خلجان میں ڈالتے ہیں (نسائی شریف، جلد اول، باب ترک القراۃ خلف الامام فیما لم یجہر فیہ، حدیث 920، ص 288، مطبوعہ فرید بک اسٹال لاہور)

ان تمام احادیث سے ثابت ہوا کہ نماز با جماعت میں مقتدی کا سورۂ فاتحہ یا کوئی سورت پڑھنا ناجائز ہے۔ چاہے امام بلند آواز سے سورۂ فاتحہ پڑھے یا آہستہ پڑھے، مقتدی پر لازم ہے کہ وہ خاموش رہے کیونکہ امام کی قرأت مقتدی کی قرأت ہے۔

غیر مقلدین (اہلحدیث) کے دلائل

غیر مقلدین کا نظریہ یہ ہے کہ امام بھی قرأت کرے اور مقتدی بھی قرأت کرے۔ اس ضمن میں غیر مقلدین (اہلحدیث) تین احادیث پیش کرتے ہیں۔

پہلی حدیث شریف: حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرورِ کونین ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ اس کی نماز کامل نہیں جو سورۂ فاتحہ اور کوئی سورت نہ پڑھے (ابوداؤد شریف)

دوسری حدیث شریف: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص نماز پڑھے اور اس میں سورۂ فاتحہ نہ پڑھے تو وہ نماز بے جان ہے، بے جان ہے، بے جان ہے یعنی نامکمل ہے (مسلم، ابوداؤد)

تیسری حدیث شریف: حضرت علاء بن عبدالرحمٰن سے مروی ہے کہ بے شک انہوں نے ابوسائب ہشام بن زہرہ کے آزاد کردہ سے سنا۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رحمت دو عالم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص نماز پڑھے اور سورۂ فاتحہ نہ پڑھے تو وہ بے جان ہے، بے جان ہے، یعنی نامکمل ہے۔ میں نے کہا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ! کبھی میں امام کے پیچھے رہتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا

کہ اے فارسی! تو اسے اپنے دل میں پڑھ (ابوداؤد)

غیر مقلدین کے دلائل کے جوابات

پہلی حدیث شریف کا جواب:

غیر مقلدین (اہلحدیث) فرقے کا مذہب امام کے پیچھے صرف سورۂ فاتحہ پڑھنا ہے۔ اس کے علاوہ مقتدی کوئی سورت نہیں پڑھے گا جبکہ پیش کردہ حدیث میں الفاظ کہ "سورۂ فاتحہ اور اس کے علاوہ کچھ پڑھے" لہذا یہ حدیث پاک ان کی دلیل نہیں بن سکتی ہے کیونکہ ان کے عقیدے کے خلاف ہے۔

اس کا دوسرا جواب یہ ہے کہ اس حدیث کی سند میں حضرت سفیان علیہ الرحمہ ہیں۔ امام ابوداؤد علیہ الرحمہ اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد قال سفیان لمن یصلی وحدہ فرمایا جس کا معنی یہ ہے کہ حضرت سفیان علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ یہ حدیث یعنی سورۂ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ یہ اس کے لئے ہے کہ جو تنہا نماز پڑھ رہا ہو، نہ کہ با جماعت۔

لہذا یہ حدیث احناف کے لئے دلیل بن سکتی ہے لیکن غیر مقلدین (اہلحدیث) کے لئے نہیں۔ کیونکہ ان کے نزدیک امام کے پیچھے قرأت فرض ہے اور احناف کے نزدیک تنہا نماز پڑھنے والے کے لئے سورۂ فاتحہ

پڑھنا واجب ہے اور مطلقاً قرأت فرض ہے۔

دوسری اور تیسری حدیث شریف کا جواب

دوسری اور تیسری حدیث میں ہے کہ سورۂ فاتحہ کے بغیر نماز نامکمل رہتی ہے اور جن چیزوں سے نماز نامکمل رہے، وہ واجبات نماز میں سے ہے لہذا ان دونوں حدیثوں سے سورۂ فاتحہ پڑھنا واجب ثابت ہوسکتا ہے لیکن فرض نہیں۔ جبکہ غیر مقلدین (اہلحدیث) فرقے کے نزدیک سورۂ فاتحہ پڑھنا فرض ہے اس لئے یہ دونوں حدیثیں ان کے حق میں مفید نہیں ہیں بلکہ یہ دونوں حدیثیں احناف کے مذہب یعنی سورۂ فاتحہ کے واجب ہونے پر دلیل ہیں۔

تیسری حدیث شریف میں فرمایا اے فارسی رضی اللہ عنہ! تو اسے دل میں پڑھ لیا کر یہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے اور اس کا یہ مطلب ہے کہ تم اس پر غور و فکر کرلیا کرو۔

امام اور مقتدیوں کو آہستہ آمین کہنا سنت ہے

ہر نمازی خواہ امام ہو یا مقتدی یا اکیلا اور نماز جہری ہو یا سری ہو، آہستہ آمین کہے، اتنی آواز سے آمین کہے کہ خود اس کے کان سنیں، برابر میں نماز پڑھنے والا بھی نہ سنے۔

القرآن: ادعوا ربکم تضرعاً و خفیة (سورۂ اعراف آیت 55)

ترجمہ: اپنے رب سے دعا کرو گڑگڑاتے (عاجزی سے) اور آہستہ۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ دعا آہستہ آواز میں مستحب ہے۔ آمین کے معنی ہیں اے اللہ عزوجل اسے قبول فرما۔ پس آمین دعا ہے اور اسے آہستہ ہی کہنا چاہئے۔

القرآن: و اذا سئالک عبادی عنی فانی قریب اجیب دعوة الداع اذا دعان

ترجمہ: اے محبوب ﷺ! جب لوگ آپ سے میرے متعلق پوچھیں تو میں بہت نزدیک ہوں، مانگنے والے کی دعا قبول کرتا ہوں جو مجھ سے دعا کرتے ہیں۔

معلوم ہوا کہ چیخ کر دعا اس سے کی جاتی ہے جو ہم سے دور ہو، اللہ تعالیٰ تو ہماری شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے پھر چیخ کر دوران نماز سورۂ فاتحہ کے بعد آمین کہنا قرآنی تعلیمات کے خلاف ہے، اس لئے کہ آمین بھی دعا ہے۔ اب آپ کے سامنے احادیث کی روشنی میں آہستہ آمین کہنا ثابت کریں گے۔

حدیث شریف: حضرت علقمہ بن وائل رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے جب "غیر المغضوب علیھم

ولاالضالین" پڑھا تو آپ نے آہستہ آواز میں آمین کہی (جامع ترمذی، جلد اول، باب ماجاء فی التامین، حدیث 236، ص 188، مطبوعہ فرید بک اسٹال، لاہور)

اس حدیث شریف امام حاکم، امام احمد، امام ابوداؤد الطیالسی، ابویعلیٰ، طبرانی اور دارقطنی نے بھی روایت کیا ہے۔ امام حاکم نے کہا کہ یہ حدیث بخاری و مسلم کی شرط کے مواقف صحیح ہے (مستدرک للحاکم جلد دوم ص 232 زجاجۃ المصابیح جلد اول ص 652)

حدیث شریف: حضرت ابو وائل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت فاروق اعظم اور حضرت علی رضی اللہ عنہما تسمیہ (بسم اللہ الرحمٰن الرحیم) اور آمین بلند آواز سے نہ کہتے تھے (بحوالہ: عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری)

حدیث شریف: حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ امام کو چار چیزیں آہستہ کہنی چاہئے۔ ثناء (سبحانک اللھم)، تعوذ (اعوذ باللہ)، تسمیہ (بسم اللہ شریف) اور آمین (مصنف عبدالرزاق جلد دوم ص 87)

لہذا ان تمام دلائل کی روشنی میں ثابت ہوا کہ آمین آہستہ کہنی چاہئے۔ عقل کا بھی تقاضا یہ ہے کہ دورانِ نماز آہستہ آمین کہی جائے، کیونکہ آمین قرآن مجید کی آیت یا کلمۂ قرآن نہیں اور نہ ہی جبرائیل علیہ السلام اسے

لائے بلکہ دعا اور ذکر ہے جس طرح ثناء، تسبیحات، رکوع وسجود، التحیات، درود ابراہیم اور دعا ماثورہ وغیرہ آہستہ پڑھی جاتی ہیں۔ ایسے ہی آمین بھی آہستہ پڑھنی چاہئے۔ چیخ کر زوردار آواز میں آمین کہنا قرآنی تعلیمات کے خلاف ہے۔

غیر مقلدین کے دلائل

غیر مقلدین کا نظریہ یہ ہے کہ آمین زور سے کہی جائے۔ اس ضمن میں غیر مقلدین (اہلحدیث) فرقے کے دلائل اور پھر ان کے جوابات نقل کئے جائیں گے۔

پہلی حدیث شریف: حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سرورِ کونین ﷺ جب ولا الضالین پڑھتے تو اپنی آواز کھینچ کر آمین کہتے (ترمذی شریف)

دوسری حدیث شریف: حضرت عطا نے فرمایا کہ آمین دعا ہے۔ ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے آمین کہا اور آپ کے پیچھے والوں نے یہاں تک کہ مسجد گونج اٹھی (بخاری شریف)

غیر مقلدین (اہلحدیث) کے دلائل کے جوابات

پہلی حدیث شریف کا جواب: حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کی

روایت ہم نے بھی نقل کی کہ سرورِ کونین ﷺ نے آہستہ آمین کہی اور اس حدیث میں ہے کہ آواز کو بلند فرمایا لہذا ان دونوں حدیثوں کے مابین تطبیق یوں نکلی وہ یہ کہ آپ ﷺ نے آمین کو مدِ عارض کے ساتھ ادا کیا نہ کہ مدِ قصر کے ساتھ۔ ایسی صورت میں دونوں حدیثوں پر عمل ہو جائے گا اور احناف اسی تطبیق پر عمل کرتے ہوئے آمین آہستہ کہتے ہیں۔

اس کا دوسرا جواب یہ ہے کہ بلند آواز سے آمین کہنا اتفاقیہ ہے، قصداً نہیں معمول کے مطابق آمین آہستہ کہنا ثابت ہے۔

اس کا تیسرا جواب یہ ہے کہ ایسا کرنا بیان تعلیم کے لئے ہے، تا کہ معلوم ہو جائے کہ امام اور مقتدی دونوں کے لئے آمین آہستہ کہنا سنت ہے۔

دوسری حدیث شریف کا جواب

بخاری شریف کی اس حدیث کو سمجھنے کے لئے پوری روایت ذہن نشین کریں اور وہ یہ ہے کہ حضرت ابن جریج نے حضرت عطاء سے روایت کی کہ میں نے ان سے پوچھا کیا حضرت عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ سورۂ فاتحہ کے اختتام پر آمین کہتے تھے۔ آپ نے فرمایا جی ہاں۔ اور وہ لوگ بھی آمین کہتے تھے جو آپ کے پیچھے ہوتے تھے، یہاں تک کہ مسجد میں آواز گونج جاتی تھی پھر فرمایا کہ آمین دعا ہے۔

اس پوری روایت کے بعد یہ احتمال بھی پیدا ہوتا ہے کہ نماز کا کہیں ذکر

نہیں ہے جب قاری خارج نماز تلاوت کرتا ہے تب بھی سورۂ فاتحہ کے اختتام پر تالی اور سامع آمین کہتا ہے۔ ممکن ہے کہ وہی کیفیت مراد ہو۔ باقی رہا کہ ومن ورائہ سے کچھ اشارہ ملتا ہے کہ نماز میں آمین کہنا مراد ہے لیکن یہ اشارہ بھی یوں خارج ہے کہ قاری جب تلاوت کرتا ہے تو لوگ اس کے گرد حلقہ بنا کر بیٹھتے ہیں۔ ایسی صورت میں کچھ لوگ پیچھے بھی ہوتے ہیں۔ ممکن ہے کہ انہی لوگوں کو ومن ورائہ یعنی پیچھے والے لوگوں سے تعبیر فرمارہے ہوں۔ اس احتمال کے بعد حدیث مذکورہ سے استدلال باقی نہیں رہتا۔

اگر مذکورہ صورت نہ بھی ہو تب بھی یہ روایت درایت کے خلاف ہے کیونکہ اس وقت مسجد کی چھت کھجور کے پتوں وغیرہ سے بنائی جاتی تھی اور ایسی چھت میں آواز گونجتی نہیں ہے، اس لئے یہ روایت درایت کے خلاف ہے۔

رکوع وسجود کی تسبیح کا مسئلہ

رکوع میں کم از کم تین مرتبہ سبحان ربی العظیم اور سجدہ میں کم از کم تین مرتبہ سبحان ربی الاعلیٰ کہنا سنت ہے اس کے علاوہ جو دعائیں منقول ہیں، وہ سب نوافل کے لئے ہیں۔

حدیث شریف: حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بے شک رسول پاک ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص رکوع کرے

تو اپنے رکوع میں تین مرتبہ سبحان ربی العظیم کہے۔ پس اس کا رکوع مکمل ہوگیا اور یہ اس کی ادنیٰ مقدار ہے اور جب سجدہ کرے تو اپنے سجدے میں تین مرتبہ سبحان ربی الاعلیٰ کہے پس اس کا سجدہ مکمل ہوگیا اور یہ اس کی ادنیٰ مقدار ہے (ترمذی شریف، جلد اول، ابواب الصلوٰۃ حدیث نمبر 248، ص 193، مطبوعہ فرید بک لاہور / ابن ماجہ، جلد اول، ابواب اقامۃ الصلوٰۃ والسنۃ فیہا، حدیث 937، ص 266، مطبوعہ فرید بک لاہور)

حدیث شریف: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک انہوں نے سرکار اعظم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی۔ پس سرکار کریم ﷺ اپنے رکوع میں سبحان ربی العظیم اور اپنے سجدے میں سبحان ربی الاعلیٰ پڑھتے اور کسی آیت رحمت پر نہ آتے مگر وقف کرتے اور سوال کرتے اور کسی آیت عذاب پر نہ آتے مگر وقف کرتے اور اللہ تعالیٰ سے پناہ طلب کرتے (ترمذی ابواب الصلوٰۃ، جلد اول، حدیث 248، ص 193، مطبوعہ فرید بک لاہور / ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ جلد اول، حدیث 862، ص 342، مطبوعہ فرید بک لاہور)

حدیث شریف: حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب (قرآن کی آیت) فسبح باسم ربک العظیم نازل ہوئی تو سرور کونین ﷺ نے فرمایا۔ اسے اپنے رکوع میں رکھ لو اور جب (قرآن کی

آیت) سبح اسم ربک الاعلیٰ نازل ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا اسے سجدہ میں رکھ لو (ابوداؤد جلد اول، کتاب الصلوٰۃ حدیث 861-860، ص 342، مطبوعہ فرید بک لاہور، سنن ابن ماجہ، جلد اول، ابواب اقامۃ الصلوٰۃ والسنۃ فیہا، حدیث 934، ص 265، مطبوعہ فرید بک اسٹال لاہور)

حنفی التحیات کا ثبوت

حدیث شریف: حضرت شفیق بن سلمہ رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا جب نبی رحمت ﷺ کے ساتھ نماز میں ہوتے تو (سلام پھیرنے سے قبل) یہ کہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کے بندوں کی طرف سے اللہ تعالیٰ پر سلام فلاں اور فلاں پر سلام تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ پر سلام نہ کہو اس لئے کہ وہ بذات خود ہی سلام ہے لیکن یہ کہو التحیات للہ والصلوٰۃ والطیبات السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین اور جب تم نے یہ وعلیٰ عباد اللہ الصالحین کہا تو یہ دعا ہر بندہ خواہ آسمان میں ہو یا زمین کے درمیان ہوگا، اس کو پہنچ جائے گی۔ اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمد عبدہ و رسولہ اور اس کے بعد جو دعا تجھے اچھی لگے، وہ پڑھ لے (بخاری شریف کتاب الصلوٰۃ حدیث نمبر 793، ص 369، مطبوعہ شبیر برادرز لاہور/ سنن ابن ماجہ، جلد

اول، باب ماجاء فی التشہد حدیث 946، ص 268، مطبوعہ فرید بک اسٹال لاہور)

1......حضرت خصیف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں سید عالم ﷺ کی زیارت کی۔ میں نے کہا کہ یارسول اللہ ﷺ! لوگوں میں تشہد کے الفاظ سے متعلق شدید اختلاف پایا جاتا ہے۔ کس حدیث شریف پر عمل کیا جائے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو لازم پکڑلو (عمدۃ القاری، المبسوط سرخسی)

2......امام نووی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ محدثین کے نزدیک پیش کردہ احادیث میں سب سے زیادہ صحت کے اعتبار سے حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ ہے۔ اس کے بعد حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ ہے (شرح مسلم للامام نووی علیہ الرحمہ)

3......غیر مقلدین (اہلحدیث) فرقے کے امام وحید الزماں نے اپنی کتاب ''نزل الابرار'' میں کتاب صفۃ الصلوٰۃ میں لکھا ہے کہ حدیث ابن مسعود والے مسئلے میں قیل وقال کی بجائے فقط ترجیحی پہلو اجاگر کیا جائے گا کیونکہ زمانۂ حال میں کئی ایسے فرقے پیدا ہوگئے ہیں جو حنفی حضرات کے تشہد کے الفاظ پر اعتراض کرتے ہیں۔

تشہد میں شہادت کی انگلی اٹھانے کا طریقہ

حدیث شریف: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ جب نبی اکرم نور مجسم ﷺ تشہد میں تشریف فرما ہوتے تو اپنا بایاں ہاتھ بائیں گھٹنے پر رکھ لیتے اور دائیں ہاتھ دائیں گھٹنے پر رکھ لیتے (انگلیوں کو موڑ کر) پچاس اور تین کا زاویہ بناتے ہوئے شہادت کی انگلی کے ذریعے اشارہ کرتے (مسلم شریف، جلد اول، کتاب مساجد مواضع الصلوٰۃ، حدیث نمبر 1211، ص 457، مطبوعہ شبیر برادرز لاہور)

شہادت کی انگلی اٹھا کر اسے نہ ہلایا جائے

حدیث شریف: حضرت عبداللہ بن عامر عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور کریم ﷺ جب دعا فرماتے تو آپ ﷺ اپنی انگلی سے اشارہ فرماتے لیکن آپ ﷺ اس کو حرکت نہ دیتے۔ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے مروی دوسری روایت یہ ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کو دیکھا۔ آپ اسی طرح نماز میں دعا فرماتے اور اپنا بایاں ہاتھ بائیں پاؤں پر رکھتے (سنن نسائی جلد اول، باب بسط الیسری علی الرکبۃ، حدیث نمبر 1273، ص 389، مطبوعہ فرید بک لاہور)

ف: مذکورہ احادیث سے ثابت ہوا کہ حضور ﷺ حالت تشہد میں شہادت کی انگلی سے اشارہ فرماتے مگر اس کو حرکت نہ دیتے۔ بعض لوگ جو شہادت کی انگلی اٹھا کر سلام پھیرنے تک گھماتے رہتے ہیں، یہ طریقہ خلاف

سنت ہے۔

نماز کے بعد بلند آواز سے ذکر کرنے کا ثبوت

حدیث شریف: حضرت عمرو بن دینار، حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام ابو معبد کا بیان نقل کرتے ہیں۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے انہیں بتایا تھا۔ سرورِ کونین ﷺ کے عہد مبارک میں فرض نماز پڑھ لینے کے بعد بلند آواز سے ذکر کرنا معمول تھا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ جب میں یہ ذکر سنتا تو مجھے پتہ چل جاتا کہ لوگ نماز ختم کر چکے ہیں۔ (مسلم، جلد اول، کتاب المساجد ومواضع الصلوٰۃ، حدیث نمبر 1219، ص 459، مطبوعہ شبیر برادرز لاہور)

حدیث شریف: حضرت ابو معبد (نافذ) حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کے غلام روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ بلند آواز سے ذکر کرتا جس وقت لوگ فرض نماز سے فارغ ہوں۔ نبی کریم ﷺ کے زمانۂ اقدس میں معروف تھا۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ جب لوگ نماز سے فارغ ہوتے تو میں اس کو معلوم کر لیتا تھا جس وقت با آواز بلند ذکر سنتا تھا (بخاری، جلد اول، کتاب الصلوٰۃ، حدیث نمبر 798، ص 371، مطبوعہ شبیر برادرز لاہور)

حدیث شریف: حضرت ابو الزبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نماز کے بعد تہلیل اس طرح فرماتے۔ لا الہ الا اللہ آخر تک اور فرماتے کہ نبی کریم ﷺ انہی کلمات کو نماز کے بعد پڑھتے (سنن نسائی، جلد اول، باب عدد التهليل والذكر بعد التسليم، حدیث نمبر 1343، ص 412، مطبوعہ فرید بک اسٹال لاہور)

فائدہ: مذکورہ احادیث سے فرض نماز کے بعد بلند آواز سے لا الہ الا اللہ پڑھنا ثابت ہوا۔

بلند آواز سے ذکر کی فضیلت

حدیث شریف: حضرت عمرو بن دینار رضی اللہ عنہ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے یا میں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ انہوں نے فرمایا۔ لوگوں نے قبرستان میں روشنی دیکھی تو وہاں گئے۔ دیکھا تو رسول پاک ﷺ ایک قبر میں کھڑے فرما رہے تھے۔ اپنا ساتھی مجھے پکڑاؤ۔ وہ ایسا آدمی تھا جو بلند آواز سے ذکر الٰہی کیا کرتا تھا (ابو داؤد، جلد دوم، کتاب الجنائز، حدیث 1387، ص 536 مطبوعہ فرید بک لاہور)

فائدہ: آہستہ آواز سے ذکر کرنا افضل اور بہت خوب ہے کیونکہ یہ ریاکاری (دکھاوے) سے بہت دور ہے لیکن بلند آواز سے ذکر کرنا بھی محض بے اصل نہیں ہے جبکہ اس میں ریاکاری نہ ہو۔ بلند آواز سے ذکر الٰہی کرنے

والے پر آخری وقت رحمۃ للعالمین ﷺ نے کتنی شفقت فرمائی کہ اسے خود اپنے مبارک ہاتھوں سے قبر میں اتارا۔

نماز کے بعد دعا مانگنا سنت ہے

حدیث شریف: حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام وارد بیان کرتے ہیں۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو خط لکھا۔ نبی کریم ﷺ نماز سے فارغ ہونے کے بعد یہ دعا مانگا کرتے ہیں"لاالہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شئ قدیر o اللھم لامانع لما اعطیت ولا معطی لما منعت ولاینفع ذاالجد منک الجد" (مسلم جلد اول، کتاب المساجد وتواضع الصلوٰۃ، حدیث نمبر 1239 ص 464 مطبوعہ شبیر برادرز لاہور)

ف: نماز سے فارغ ہونے کے بعد دعا مانگنا رسول پاک ﷺ کی سنت ہے۔

ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا سنت ہے

حدیث شریف: اشعث بن اسحاق بن سعد نے حضرت عامر بن سعد سے روایت کی ہے کہ ان کے والد ماجد حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم رسول اکرم نور مجسم ﷺ کے ساتھ مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کے لئے نکلے۔ جب ہم عزوراء کے قریب تھے کہ آپ ﷺ اتر گئے۔ پھر

آپ ﷺ دونوں ہاتھ اٹھا کر ایک ساعت تک اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے رہے۔ پھر کافی دیر سجدہ ریز رہے۔ پھر کھڑے ہوئے تو ایک ساعت تک اپنے ہاتھ اٹھائے رکھے۔ پھر سجدہ ریز ہو گئے۔ احمد بن صالح نے تین دفعہ کا ذکر کیا۔ فرمایا کہ میں نے اپنے رب جل جلالہ سے سوال کیا اور اپنی امت کی شفاعت کی تو اس نے تہائی امت میرے سپرد کردی۔ پس میں اپنے رب جل جلالہ کا شکر ادا کرنے کی غرض سے سجدے میں گیا۔ پھر میں نے سر اٹھایا اور اپنے رب جل جلالہ سے اپنی امت کا سوال کیا تو مزید تہائی امت مجھے عطا فرمادی۔ پس میں نے شکر ادا کرتے ہوئے اپنے رب جل جلالہ سے اپنی امت کا سوال کیا تو باقی تہائی امت بھی میرے سپرد فرمادی۔ چنانچہ میں اپنے رب عزوجل کے حضور سجدہ ریز ہو گیا (ابوداؤد، جلد دوم، کتاب الجہاد، حدیث نمبر 1006 ص 385، مطبوعہ فرید بک لاہور)

حدیث شریف: حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ نے اپنے والد ماجد سے روایت کی ہے کہ حضور اکرم ﷺ جب دعا کرتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے اور اپنے چہرۂ انور پر مل لیتے (ابوداؤد، جلد اول، کتاب الصلوٰۃ، باب الدعا، حدیث نمبر 1478، ص 550، مطبوعہ فرید بک اسٹال لاہور)

فائدہ: مذکورہ احادیث سے دعا کے وقت ہاتھوں کو اٹھانا، مانگنے کی غرض سے دراز کرنا اور دعا کے اختتام پر اپنے ہاتھوں کو چہرے پر ملنا سنت ہے۔